

التبشير بالحدیث

التبشیر فی مظاهر الحدیث

تصنیف
حضرت سید احمد سعید صاحب کمالی
حضرت مولانا غلام علی وکارتوی

بشر مکتبہ فریدیہ • جناح روڈ • سہیل

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ
 مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کا تنقیدی جائزہ
 اور آیہ مبارکہ خاتم النبیین کی صحیح تفسیر

التَّشِيرُ النَّوْبَرُ ^{مع}

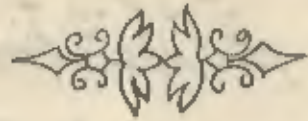
التَّحذِيرُ ^{بد}

تصنیف

① علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی
 ② شیخ القرآن علامہ غلام علی صاحب اوکاڑوی

ناشر مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ایبٹوال

عرض ناشر



غزالی زمان رازی ودان حضرت قبلہ علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کائنات کی ذات ستودہ صفا
 علمی ملفوں میں ہرگز محتاج تعارف نہیں آپ جہاں تقریر کے دھنی ہیں وہاں تحریر کے بھی شہنشاہ ہیں۔ آپ
 کا قلم جس موضوع پر بھی اٹھائے پراپ نے تحقیق کے دیباہا دیئے اور پڑھنے والے آپ کی جلالت علمی پر
 عشق و شوق کو اٹھائے۔ "الحق المبین"، "تسکین الخاطر"، "میلاد النبی"، "کتاب التزاد" اور اس جیسے دیگر
 بلند پایہ و گرانمایہ کتابیں آپ کے علمی تبحر کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ آپ کو حضرت امام اہل سنت مجددین
 وقت حضرت قبلہ علامہ شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے خصوصی عشق اور
 لگاؤ ہے اور یہی وجہ ہے کہ جس کسی جاہل و نابکار نے انحضرت فاضل بریلوی پر اپنی جہالت و کم علمی
 کی بنا پر کبھی کوئی اعتراض کیا تو آپ نے اپنے فتنہ فاعلم سے اس کا ایسا رد و بیخ فرمایا کہ اسے تاقیات
 سر اٹھانے کی جرأت نہ رہی۔ "الاجاد" اور اس جیسی آپ کی دیگر تالیفات اسی موضوع سے متعلق
 ہیں۔ غرضیکہ آپ ہمیشہ حق کی حمایت و اعانت اور باطل کی سرکوبی کے لئے سینہ سپر رہے۔ زیر نظر کتاب
 آپ کے تبحر علمی کا ایک عظیم شاہکار ہے اور اس میں آپ نے صاحب تہذیب انکس مولوی قاسم نانوتوی
 بانی دارالعلوم دیوبند کی نام نہاد علمیت کا بھانڈا جس طرح میں چمڑا ہے میں پھوڑا ہے وہ خاص آپ
 ہی کا حصہ ہے۔ انداز تحریر ایسا دل نشیں ہے کہ تاری اس کو پڑھنا شروع کرے تو ختم کے بغیر چھوڑے
 کوئی نہیں چاہتا۔ ہر جگہ بے مثل اور ہر لفظ بے نظیر ہے۔ اور پوری کتاب آپ کے غنہ ترین علمی
 معیار کی عکاسی کرتی ہے۔ آپ کی یہ الاجاب تالیف لطیف آج تک منظر عام پر نہیں آئی تھی۔

لے غزالی زمان کی تمام تصانیف مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال سے طلب فرمائیں۔

"مکتبہ فریدیہ ساہیوال" کو فخر ہے کہ یہ عظیم الشان علمی و معیاری کتاب سب سے عمدہ کتابت، بہترین
 طباعت اور شاندار کاغذ سے مزین و مرتب کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے
 سینہ اسی موضوع پر حضرت علامہ مولانا غلام علی صاحب اذکار دی کی غیر مطبوعہ سب سے نظیر کتاب
 "التنویر لدفع ظلام التحذیر" بھی ساتھ شامل کر دی گئی ہے۔

ایسے کہ اہل علم اس کا وابہانہ خیر مقدم کریں گے اور ہماری اس کوشش کو تحمیں کی نظر سے
 رکھیں گے۔ آخر میں ہم جناب محمد صدیق صاحب قاضی خوشنویس خانیوال کا پر غلوس شکر یہ ادا کرتے
 ہیں جنہوں نے اس اہم کتاب کی اشاعت کی طرف ہماری توجہ مبذول فرمائی۔

ابوالعطا حافظ نعت علی چشتی

مالک مکتبہ فریدیہ ساہیوال

دیباچہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
تَحْقِيقًا وَتَعْلِيلًا عَلَى رَسُولِ الْكَرِيمِ

ابالبعد ایک کرم فرمانے مجھے ایک خط لکھا تھا۔ جس میں چند سوالات درج تھے ان میں سے بعض کے جوابات ”الحق المبین“ میں پہلے ہی آگئے تھے۔ اس لئے ان کا اعادہ بے فائدہ تھا۔ ایک سوال میری ذات سے متعلق تھا اور ایک کا تعلق کسی اصول بحث سے نہ تھا تاہم دونوں کے جوابات زیر نظر مضمون میں آگئے ہیں البتہ ایک سوال ایسا تھا کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر مستقل حیثیت سے اس کا جواب لکھنا ضروری معلوم ہوا۔ مگر سائل کا طرز خطاب اس قدر جارحانہ تھا کہ جواب کی حیثیت سے اس پر کچھ لکھنا میری افتاد طبع کے خلاف تھا اس کے باوجود محض اظہار حق کی خاطر مجھے یہ مضمون لکھنا پڑا۔ جس میں بحث کے تمام اصول پہلوؤں کو میں نے آجا کر کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا، اسی وجہ سے مضمون اتنا طویل ہو گیا کہ اس نے ایک مستقل رسالہ کی صورت اختیار کر لی۔

اس سوال کا معنی ”المحضرت ام المہدیٰ مولانا اشرف احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز پر یہ الزام ہے کہ مدوح موصوف نے تحذیر الناس کے مختلف مقامات سے تین نامکمل فقرہ لے کر ایک فقرہ بنالیا جس سے کفری مضمون پیدا ہو گیا۔ زیر نظر مضمون میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ”المحضرت رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے۔

اس مضمون میں تحذیر الناس کی چودہ غلطیاں ہدیہ ناظرین کی گئی ہیں اور ہر غلطی کے منہ میں دلائل کے ساتھ تحذیر الناس کے مباحث کا رد کیا گیا ہے۔

آیہ کریمہ ”ماکان محمد اباحذمن رجائکم ولکن رسول اللہ وغاتم النبیین“ میں استدراک کی توجہات علمائے معقین کی تصریحات کی روشنی میں اس انداز سے کی گئی ہیں کہ تحذیر الناس کے تمام ادہام کا ابطال ہو گیا ہے۔ ساتھ ہی اس حقیقت کو بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ چودہ سو برس میں آج تک کسی عالم دین نے آیہ مبارکہ ”ولکن رسول اللہ وغاتم النبیین“ کی تفسیر کرتے ہوئے ”غاتم النبیین“ کے معنی ”آخر النبیین“ کو حرام کا خیال قرار دے کر بنائے غایتیت تاخر زمانی کے سوا کسی اور چیز پر نہیں رکتی۔ نہ آج تک کسی نے نبوت کی تفسیر بالذات اور بالعرض کی ہے۔

اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ اثر عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تاویل میں نالوقوی صاحب کا مسلک جہور اہمیت مسلمہ کے قطعاً خلاف ہے حتیٰ کہ بعض اکابر دیوبند نے بھی نالوقوی صاحب کی اس تاویل سے بیزار ی کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ دیوبند کے مولانا انور شاہ صاحب کشمیری نے فیض الباری میں ”تحذیر الناس“ کی تاویل کا ردِ بطیح فرمایا ہے، جیسا کہ اس بیان کو پڑھنے سے معلوم ہو گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میری نیت اس تحریر سے اظہار حق کے سوا کچھ نہیں۔ واللہ المستعان۔ رھو حبیبی رحمہم الکریم۔ رصل اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد والہ و صاحب اجمعین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

۲۷ جولائی ۱۹۶۳ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حامداً ومصلیاً

وسیع المناقب اصلحکم اللہ تعالیٰ

السلام المسند

آپ کا طویل دل خواش کتب بذریعہ رجسٹری موصول ہوا ہے پڑھ کر جواب لکھنے کے لئے طبیعت آمادہ نہ ہوئی۔ کیوں کہ آپ کا جارا نہ طرز خطاب آنا تلخ تھا کہ اس کے احکام نے سنجیدگی کا ساتھ نہ دیا۔ پھر یہ کہ آپ کے اکثر سوالات ایسے تھے جن کے جوابات بار بار دینے چاہیے ہیں۔ میں خود بھی ”الحق المبین“ میں ان کے جوابات لکھ چکا ہوں۔ بعض سوالات محض جذبات تھے جن کا تعلق کسی اصولی بحث سے نہ تھا۔ مثلاً علماء بریل نے قرآن و حدیث اور علوم دینیہ کی کوئی خدمت نہیں کی نہ کوئی تفسیر لکھی نہ حدیث میں کچھ لکھا نہ فہم میں کوئی کتاب لکھی حتیٰ کہ کوئی شرح یا مآشیت لکھنے کی توفیق نہ ہوئی۔ تمام کتب متداولہ پر ہمارے علماء کے شریعت و حواشی پائے جاتے ہیں وہی کتابیں آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں وغیرہ وغیرہ

حقانیت کا معیار

حالانکہ ایک حق پسند انسان اس بات کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ حقانیت کا معیار یہ نہیں جو آپ پیش کر رہے ہیں بلکہ اولاً شریعہ اور کتاب و سنت کی تصریحات ہی حق کی کسوٹی ہیں اگر ایک بہت بڑے معتمد کے خلاف کوئی شخص استغراق حق کا دعوئے دائر کر دے تو اس کے جواب میں شرعی اور قانونی ثبوت ہی قبول کیا جائے گا۔ یہ نہیں کہ اس معتمد کی

تصفیفات اس کے بری الزمہ ہونے کے لئے کافی ہو جائیں۔ حتیٰ و باطل کا فیصلہ دلیل سے ہوتا ہے۔ تعانیف سے نہیں ہوتا۔ پھر یہ کہ علماء بریل اس حیثیت سے کہ وہ بریل سے تعلق رکھتے ہیں ہرگز ہمارے مقتدا نہیں بلکہ ان کا مقتدا ہونا اس مسلک کی بنا پر ہے جو سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے نزدیک حق ہے خواہ اس مسلک کے حامی بریل میں ہوں یا دیوبند میں یا کسی اور جگہ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس مسلک کے حامی علماء کون ہیں اور انہوں نے علمی دنیا میں کیا کارنامے انجام دیے ہیں تو اس کے متعلق سرور دست مجھے کسی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں آئندہ حاشا پڑے کہ آپ خود فیصلہ کر لیں گے کہ علماء نے مفسرین و محدثین جن کے علمی کارناموں کا آپ بھی انکا نہیں کر سکتے کس کتبہ فکر کے ہم مسلک تھے۔

ایک تلخ حقیقت

اور اگر بریل کی خصوصیت ہی آپ کے پیش نظر ہے تو بفضلہ تعالیٰ میں پورے وثوق کے ساتھ عرض کر سکتا ہوں کہ بریلوی علماء کسی میدان میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ مگر سودا اتفاق سے جاہ و منصب کے پرستاروں، خود ستائی اور شہرت کے متوالوں کی اجتماعی قوتیں جب نشر و اشاعت کے ذرائع پر عادی ہو گئیں اور انہوں نے اپنے حریفوں کے خلاف ایک مضبوط اور مستقل مواز قائم کر لیا تو ایسی صورت میں کیوں کر ممکن تھا کہ ان کے کسی مد مقابل کی علمی خدمات منظر عام پر آسکیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے جس کی تفصیل ایک دفتر طویل کو چاہتی ہے۔

مقتزلہ کا اہلسنت پر الزام

کچھ بھی سہی اتنی بات کا انکار تو کوئی انصاف پسند آدمی نہیں کر سکتا کہ اپنے مخالفوں کو نیچا دکھانے کے لئے اس قسم کے اوچے ہتھیار ہمیشہ استعمال ہوتے چلے آئے ہیں۔ جس زمانہ

میں معتزلہ کے علمی کارناموں کا دور دورہ تھا اہلسنت کو اسی طرح مورد الزام قرار دیا جاتا رہا۔

غیر مقلدین کا امام اعظم پر الزام

غیر مقلدین سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف آج تک یہی کہتے ہیں کہ امام صاحب نے نہ کوئی تفسیر لکھی نہ حدیث ہی کی کوئی خدمت کی صرف شتر حدیثیں انہیں یاد تھیں انہوں نے ساری عمر قیاس اور رائے کی وادیوں میں گزاری دی۔

مطاہرہ شوافع اور حنابلہ کا علمائے احناف پر الزام

متعصب قسم کے مطاہرہ شوافع اور حنابلہ وغیرہ علماء احناف کے خلاف یہی کہتے ہیں کہ یہ لوگ اصحاب الرائے ہیں نہ انہوں نے کوئی تفسیر لکھی نہ حدیث، محض فقہی مسائل میں الجھے رہے بلکہ اس زمانہ میں مرزائی بھی اہل حق کے خلاف اس قسم کے اوچے ہتھیار استعمال کرنے سے باز نہیں آئے۔ یورپ اور امریکہ ممالک میں تبلیغ اسلام کے بلند بانگ مدعی، انگریزی زبان میں بزرگمذہب خود تفسیر قرآن لکھنے کے کارناموں کو بیان کر کے زمین و آسمان کے قلابے ملائے اور اہل حق کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کیا کوئی حق پسند انسان ان باتوں سے متاثر ہو کر حق و باطل کے اصل معیار سے منحرف ہو سکتا ہے۔

تحریک ختم نبوت میں گرفتار کیوں نہیں ہوئے؟

ایک سوال خاص میری ذات کے متعلق بھی کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تحریک

ختم نبوت میں آپ گرفتار کیوں نہیں ہوئے، اگرچہ یہ بات اب بے وقت ہے مگر جواباً آنا ضرور عرض کر دوں گا کہ جہاں تک عقیدہ ختم نبوت کا تعلق ہے، میرا یہ معقول آپ کے سامنے ہے جس کو بذریعہ پڑھنے کے بعد آپ خود فیصلہ کر لیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہونا کس کا عقیدہ ہے۔

رہا تحریک کے زمانہ میں گرفتاری کا مسئلہ تو اس کا جواب تو آپ کو اس وقت کے مفتیان حکومت سے پوچھنا چاہیے تھا۔ میں تو صرف اتنی بات جانتا ہوں کہ جب مجلس عمل کے ارکان مولوی خیر محمد صاحب جالندھری اور مولوی محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ قائم العلوم وغیرہ حضرات نے مجھے مٹان کی تحریک کا صدر بنایا تو میں نے اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے اپنے فرائض کو بحسن و خوبی انجام دیا جس کی دلیل یہ ہے کہ ہر جگہ یہ تحریک ختم ہونے کے باوجود بھی میں نے میں نہایت پُر امن طریقے سے آخر تک چلتی رہی، لیکن چونکہ میں نے اس عامہ کو بھی برقرار رکھنے کی پوری کوشش کی تھی اس لئے مجھے گرفتار نہیں کیا گیا۔

قابلِ غور بات

قابلِ غور بات یہ ہے کہ صدر کی کارگزاری تو ارکانِ عاملہ کے فیصلہ کے مطابق ہی ہوا کرتی ہے اس صورت میں اگر میرا گرفتار نہ ہونا آپ کے نزدیک موجبِ اعتراض ہے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ مولوی خیر محمد صاحب اور مولوی محمد شفیع کے گرفتار نہ ہونے پر آپ نے کیوں اعتراض نہیں کیا۔

صرف یہ نہیں بلکہ مرکزی مجلس عاملہ کا مرکزی نقطہ تو آپ کے مولوی احتشام الحق تھانوی اور مولوی مفتی محمد شفیع دیوبندی تھے اب آپ مجھے بتائیں کہ ان کے گرفتار نہ ہونے میں کیا راز تھا؟

سے آتی نہ بڑھاپا کی داماں کی حکایت : دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند تبا دیکھ
خلاصہ یہ کہ آپ کے دل خدائے طریزِ ناطق اور فرسودہ سوالات کے پیش نظر قلم اٹھانے
کو دل نہ چاہتا تھا مگر اس کے باوجود آپ کو جواب دینے کی غرض سے نہیں بلکہ حق کو واضح کرنے
کے لئے صرف ایک سوال کا جواب حوالہ قلم کرتا ہوں جو باوجود فرسودہ ہونے کے اہمیت
رکھتا ہے اور بابِ عقائد میں اسے بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

لیکن یہ عرض کر دوں کہ میں بہت قدیم الفرست ہوں اس لئے آپ میری اس تحریر کو پہلی
اور آخری تحریر تصور فرمائیں۔ اگر آپ نے انصاف کی نظر سے میرا یہ مضمون پڑھا تو انشاء اللہ
دوبارہ کچھ لکھنے کی آپ کو ضرورت پیش نہ آئے گی۔ البتہ تعجب سے کام لیا گیا تو کسی مرحلہ پر بھی
آپ مطمئن نہیں ہو سکتے۔

منقرضہ یہ کہ اگر اس تحریر کے بعد آپ مزید وضاحت کے طالب ہوں تو خط لکھنے کی بجائے
آپ خود میرے پاس تشریف لے آئیں انشاء اللہ تعالیٰ زبانی معروضات سے دیرینہ نہ کر دنگا۔ مگر
بار بار تحریر کے لئے میرے پاس وقت نہیں، لہذا آئندہ اس سلسلہ میں کسی تحریر کی آپ مجھ سے
توقع نہ رکھیں۔

میں نے اپنے اس مضمون میں بحث کے اہم ترین پہلوؤں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی
ہے۔ اگر آپ نے اسے بغور پڑھ لیا تو مجھے اُمید ہے کہ آپ پر اپنے بقیہ سوالات جن کے جواباً
”الحق المبین“ میں آگئے ہیں کی حقیقت بھی منکشف ہو جائے گی۔ اور آپ سمجھ جائیں گے کہ
ان کا اعادہ تعینیع اوقات کے سوا کچھ نہیں۔ اظہار حق کے لئے یہی ایک مضمون کافی ہے۔

وما تدری فی الا باث

سوال کا خلاصہ اور اس کا جواب

آپ کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے تحذیر الناس
کے تین بے ترتیب اور نامکمل فقرہ کو مسلسل کلام میں ایک فقرہ بنا کر کفری مضمون پیدا کر لیا۔ اس
کے متعلق میری گزارش یہ ہے کہ :

یہ صحیح ہے کہ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز نے تحذیر الناس کی تین عبارتوں کو مسلسل
کلام میں بیان فرمایا ہے لیکن حضرت موصوف پر یہ الزام سراسر غلط ہے کہ انہوں نے تمام فقرہ
کو مختلف صفحات سے لے کر ایک ہی فقرہ بنا ڈالا۔ حقیقت یہ ہے کہ حجام الحرمین میں تحذیر الناس
کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ مسلسل کلام میں بیان کر دیا گیا ہے۔ حجام الحرمین کی عبارت حسب ذیل
ہے :-

قاسم المناوئری صاحب تحذیر الناس وهو القائل خیه لوفضل زہد
صلی اللہ علیہ وسلم بل لحدث بعدہ مسللہ علیہ وسلم ہی جدید لم یحذل
ذاتہ بغایت واما یتخیل لغوام انہ مسل اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنی

اخو النبیین مع انہ لا یفضل فیہ اصلاً عند اهل العلم (حجام الحرمین ص ۱۱)

تحذیر الناس کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ | اس عبارت میں تحذیر الناس کی
تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ بیان

کیا گیا ہے وہ تین عبارتیں حسب ذیل ہیں۔

۱۱ "معرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

۱۲

۱۲ "ہاں اگر خاتمت بمعنی انصاف ذات برصفت نبوت مجھے جیسا کہ اس پرچہ ان کے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصودہ بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارج ہی پر آپ کی نفی ثابست نہ ہوگی افراد مقدمہ پر بھی آپ کی نفی ثابست ہو جائے گی، بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی مسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔"

۱۳

۱۳ "بعد حمد و صلوة کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول مسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر دشمن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ نفی ثابست نہیں پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے اور۔"

عبارت ۱۱ میں لفظ خاتم میں ختم کو جس معنی میں تجویز کر کے یہ کہا گیا کہ "اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا باقی رہتا ہے۔" وہی معنی

مزدانی تجویز کرتے ہیں اور یہ ایسے معنی ہیں جنہیں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی نے تجویز نہیں کیا۔

اعترض غلط ہے

آپ کا یہ اعترض کہ حسام الحرمین میں تین مختلف صفات سے بے ترتیب تین نام تمام فقرہ کو لے کر ایک ہی فقرہ بنا ڈالا قطعاً غلط ہے۔ ہم نے تحذیر الٹا کس کے وہ تینوں بے ترتیب فقرے مختلف صفات سے خط کشیدہ صورت میں نقل کر دیئے ہیں اور ساتھ ہی زائد عبارت بھی نقل کر دی ہے تاکہ ہر فقرہ کا تمام یا ناقص ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے نیز ان کے مضمون کا وہ ٹھکانہ بھی ذہن نشین ہو جائے جسے حسام الحرمین میں بیان کیا گیا ہے۔

تینوں فقرے مستقل ہیں | ہر صفت مزاج آدمی تحذیر الٹا کس کے منقولہ بالا تینوں فقروں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا کہ یہ تینوں مستقل

فقرے ہیں۔ ۱۳ "اولے فقرے کا صاف و صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اگر کوئی نبی پیدا ہوا تو اتنا تب بھی حضور علیہ السلام و الصلوٰۃ کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہ آتا۔" بالفرض "کے لفظ سے پیدا" ہونے کے معنی نکلتے ہیں۔ کیوں کہ پہلے انبیاء میں کسی نہ کسی نبی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں ہونا تو امر واقع ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام۔ امر واقعی کو "بالفرض" سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا اس لئے زمانہ نبوی میں کہیں کسی اور نبی کا ہونا مطلقاً "ہونے" کے معنی نہیں دیتا بلکہ پیدا ہونے کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک مستقل مضمون ہے جسے مستقل فقرہ میں صاحب تحذیر الٹا نے بیان کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جدید نبی | ۱۴ "اولے دوسرے فقرے کا واضح اور

روشن مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی جدید نبی مبعوث ہو جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ یہ بھی ایک مستقل مفہوم ہے، جسے مکمل عبارت میں صاحب تحذیر الناس نے بیان کیا ہے۔

۳۱ دالے تیسرے فقرے کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ "تاخر زمانی میں فضیلت ماننا اور خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے سمجھدار لوگوں کے نزدیک اس میں کچھ فضیلت نہیں لہذا یہ معنی غلط ہیں کیوں کہ اگر یہ معنی صحیح ہوں تو مقام مدح میں اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا غلط ہو جائیگا۔" یہ مضمون بھی مکمل ہے جسے مستقل عبارت میں لکھا گیا ہے۔

تینوں عبارتوں کا مطلب | ان تینوں عبارتوں اور ان کے واضح مطالب کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد یہ کہنا کہ نامکمل اور بے ترتیب فقرہ کو جوڑ کر کفریہ معنی پیدا کئے گئے ہیں سراسر غلط اور زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ تحذیر الناس کی ان تینوں عبارتوں کو ترتیب سے پڑھا جائے یا بے ترتیب۔ ایک عبارت کو پڑھا جائے یا تینوں کو۔ ہر ایک کا وہی مطلب ہو گا جو بیان کیا جا چکا ہے۔ اور یہ تینوں عبارتیں اسلام کے تین اصولی عقیدوں کے خلاف ہیں۔

۱ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں بھی کسی نبی کا پیدا ہونا اسلامی عقیدہ کے منافی ہے مگر تحذیر الناس کی پہلی عبارت میں صاف مذکور ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی پیدا ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ ۳۱

۲ دوسری عبارت میں واضح طور پر مذکور ہے کہ "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ۳۲" حالانکہ بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمت محمدی میں ضرور

فرق آئے گا۔ حضور کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا اسلام کے بنیادی عقیدہ کے قطعاً مخالف ہے۔ ۳۳

تیسری عبارت میں بھی صاف صاف مذکور ہے کہ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں دلکشا رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے (۳۴)

ہر مسلمان قطعاً یقیناً جانتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بلاشبہ اسی معنی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ عقیدہ اور اسی طرح پہلے دونوں عقیدے اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہیں جن کا منکر مسلمان نہیں ہو سکتا۔

اعلحضرت پر الزام غلط ہے | ہم نے واضح کر دیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے تحذیر الناس کے تین نامکمل غیر مرتب فقرہ کو مل کر ایک کفریہ مضمون پیدا کر دیا۔ بنظر انصاف دیکھنے والا فوراً سمجھ گا کہ یہ الزام دروغ بے فروغ ہے بلکہ تحذیر الناس کی ہر عبارت اپنے مضمون میں مکمل اور مستقل ہے۔ اور تینوں میں سے ہر ایک عبارت اسلام کے اصولی اور بنیادی عقیدہ کے خلاف غیر اسلامی نظریہ کی حامل ہے۔

دوسرا اعتراض اور اس کا جواب | حام الحرمین کی عبارت پر دوسرا اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ تحذیر الناس کی عبارت یہ ہے کہ "اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔" لیکن حام الحرمین میں اس کا عربی ترجمہ یوں کیا گیا کہ "لا فضل فیہ اصلاً عند اهل الفہم"

۱۔ بالذات کا لفظ اثر دیا گیا جس سے تہذیر الناس کی عبارت میں کفری معنی پیدا ہو گئے۔ مگر اعتراض کرنے والوں نے یہ نہ دیکھا کہ اسی تہذیر الناس میں اسی عبارت کے آخر میں یہ بھی موجود ہے کہ ”پھر مقام مدح میں و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کو مدح ہو سکتا ہے“

اس کا صاف اور صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام کا سب سے آخری نبی ہونا معاذ اللہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کو حضور کی مدح و تہلیل میں بیان کیا جائے تو مطلقاً اس وصف مبارک میں فضیلت ہونے کا انکار ہوا۔ ایک عام انسان بھی جانتا ہے کہ مقام مدح میں ذکر کرنے کے لئے کسی وصف کا معنی فضیلت ہونا کافی ہے۔ عام اس سے کہ وہ بالذات ہوا بالعرض۔ دیکھئے نافوتی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مساواتم انبیاء صلیہم السلام کی نبوت کو بالذات نہیں بلکہ بالعرض مانتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں ان کے وصف نبوت کا ذکر مقام مدح میں جا بجا وارد ہوا جس کا انکار نافوتی صاحب بھی نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا کہ مقام مدح میں کسی وصف کے ذکر کی صحت اس کے بالذات فضیلت ہونے پر موقوف نہیں، بلکہ مطلقاً فضیلت ہونا بھی صحت نگر کے لئے کافی ہے، جب نافوتی صاحب کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہونا معنی عوام کا خیال ہے اور وہ اس صورت میں یعنی خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ہونے کی تقدیر پر لفظ خاتم النبیین کو مقام مدح میں بیان کئے جانے کو صحیح نہیں مانتے تو صاف ظاہر ہو گیا کہ ان کی عبارت میں بالذات کا لفظ بالکل مہمل اور بے معنی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے میں ان کے نزدیک کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں۔ نہ بالذات نہ بالعرض۔ ورنہ وہ آخر النبیین کے معنی میں لفظ ”خاتم النبیین“ کے ذکر کو مقام مدح میں بلا تامل صحیح قرار دیتے۔ یہ اعلانے عدم صحت اس حقیقت پر آفتاب سے زیادہ روشن دلیل ہے کہ صاحب تہذیر الناس کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے میں کوئی اصلاً فضیلت نہیں۔ لہذا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی

اُردو عبارت کا جو مطلب عربی میں بیان فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ انہوں نے تہذیر الناس کی ہر سہ عبارت کے مطالب و معانی کو نقل کیا ہے۔ الفاظ و کلمات کی نقل کا حکم الحرمین میں کسی جگہ دعویٰ نہیں فرمایا۔ اگر کوئی شخص حکم الحرمین میں نقل الفاظ کے دعویٰ کا مدعی ہے تو وہ اس پر دلیل لائے ہم پورے وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ وہ نقل الفاظ و کلمات کا دعویٰ ثابت نہ کر سکے گا۔ اور اہل علم سے مخفی نہیں کہ نقل بالمعنی کے لئے الفاظ و کلمات کو بعینہ نقل کرنا قطعاً ضروری نہیں۔ لہذا حکم الحرمین میں بالذات کا لفظ نہ ہونا ہرگز خیانت پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔

مفسر کہ حکم الحرمین میں تہذیر الناس کی مختلف مقامات سے جو تین عبارتیں نقل کی گئی ہیں وہ ناقص فقرے نہیں ہیں بلکہ مستقل عبارتیں ہیں پورے پورے جملے ہیں انسان میں سے ہر ایک جملہ جو ایک غیر اسلامی عقیدے کو بیان کرتا ہے ان کی ترتیب بدل جانے سے ان کے مطالب پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

وصف نبوت بالذات بالعرض اور ختم ذاتی و زمانی تمام انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تشریف لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ سب نبیوں کے بعد ہوا۔ نافوتی صاحب اس ختم زمانی میں کچھ فضیلت نہیں مانتے حتیٰ کہ مقام مدح میں اس کا ذکر ان کے نزدیک صحیح نہیں جیسا کہ تہذیر الناس کی عبارت سے ہم نقل کر چکے ہیں۔

چھ زمینوں میں ختم النبیین اصل بات یہ ہے کہ اگر عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تسلیم کر لینے کے بعد اس کی توجیہ کرتے ہوئے ہمارے

رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بقیہ چھ زمینوں میں جو چھ خاتم النبیین نافوتی صاحب نے تجویز کئے ظاہر ہے کہ اس کے پیش نظر اثر مذکور دو وجہ سے آیا کہ میرے

”وَمَنْ رَسُوْلُ اٰهَدٍ دَخَلَ النَّبِيْنَ“ کے خلاف قرار پاتا ہے ایک یہ کہ اس آیت میں ”وَمَنْ رَسُوْلُ النَّبِيْنَ“ کے معنی ساری امت کے نزدیک ”خو انبیین“ ہیں جس کا مفاد یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت و نبوت کا زمانہ سب نبیوں کی بعثت کے بعد ہے اور یہ امر یہی ہے کہ جس طرح ”قبلیت“ و ”بعدیت“ کے معانی ہیں اسی طرح ”میت“ بھی ”بعدیت“ کے مترادف ہے۔ لہذا کسی نبی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میت میں مصوٰت ہونا دونوں باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ”خو انبیین“ یعنی ”خو انبیین“ ہونے کے خلاف ہیں۔

دوسرے یہ کہ مقام روح میں وصف مدح کا ممدوح کے ساتھ خاص ہونا ضروری ہے جب اثر مذکور صحیح مان کر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرید چھ فہم انبیین تقسیم کر لئے تو ”خو انبیین“ ہونا ہمارے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خصوصی نہ رہے۔ لہذا یہ کہ ”وَمَنْ رَسُوْلُ اٰهَدٍ دَخَلَ النَّبِيْنَ“ بارہود مقام میں ہے۔ اور چونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ان دونوں باتوں کا متفقہ یہ ہے کہ اثر مذکور اصل قرار دے کر ساتھ لانا قرار کر دیا جاتا

یا اس کی ایسی تاویل کی جاتی کہ مذکور بالا دونوں خواہیوں کا افساد ہو جاتا، جیسا کہ محققین محدثین نے کیا ہے۔ لیکن مصنف محمد برہنہ کس نے ایک نیار اسٹہ نکالا۔ اثر مذکور کی بجائے ”یہ کہ یہ ”وَمَنْ رَسُوْلُ اٰهَدٍ دَخَلَ النَّبِيْنَ“ کو اپنی تادیات فاسدہ کا تختہ مشق بنالیا۔ وصف نبوت کو ”بالذات“ اور ”بالعرض“ کی طرف تقسیم کیا۔ دیکھتے وہ کہتے ہیں:-

”آپ مصوٰت بوصف نبوت بالذات ہیں اور رسول کے آپ کے اور نبی

مصوٰت بوصف نبوت بالعرض ہیں“ (تحدید الناس ص ۱)

اور ”یہ کہ یہ ”وَمَنْ رَسُوْلُ اٰهَدٍ دَخَلَ النَّبِيْنَ“ کے معنی بیان کرتے ہوئے صحت کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم نبیین ہونا یا اس معنی کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانہ کے

بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، عوام کا خیال ہے۔ بنائے خاتمیت تاخیر زمانہ کے حوالے نبوت بالذات کو قرار دیا

بالذات اور بالعرض کی تقسیم شرعی باطل ہے
نبوت بالذات کو بنائے خاتمیت
قرار دینا باطل ہے۔ اس اجمال کی تفصیل

یہ ہے کہ وصف ذاتی اور اصل وصف عرض اور غیر اصل سے افضل ہوتا ہے۔ لہذا ذاتی نبوت عرضی نبوت سے افضل قرار پائیگی جیسا کہ خود حب محمد برہنہ کس نے تسلیم کیا ہے۔ اس تقدیر پر نفس نبوت میں تفصیل کا فعل کرنا پڑے گا جو قرآن و حدیث اور علمائے امت کے مسلک کے منافی ہے۔ دیکھتے قرآن کریم میں ہے:- ”لَا فَرْقَ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ“ ”آیہ کریمہ میں عدم تفریق من حیث النبوة والرسالة ہے۔ روح المعانی پارہ ۳ ص ۱۱۱ میں ہے:- ”لَا اَمْتَبَرُ عَدَمَ التَّمَرُّقِ مِنْ حَيْثُ الرِّسَالَةُ دُونَ سَائِرِ الْخِصَالِ“ اور تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۹۹ میں ہے:-

”بل معنی الایۃ لا فَرْقَ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ بَيْنَ اَحَدٍ

مِنْ غَيْرِهِ فِي الرِّسَالَةِ“

اور بالسورہ بھاش الکبیر جلد ۲ ص ۵۴۳ میں ہے:-

”لَا فَرْقَ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ... لَانِ الْمَتَبَرُ عَدَمَ التَّمَرُّقِ

مِنْ حَيْثُ الرِّسَالَةُ دُونَ سَائِرِ الْخِصَالِ لِحَاصِهِ“

نبوت اور رسالت میں ذاتی و عرضی
کی تفریق باطل ہے۔
مفسرین کرام کی عبارت کی روشنی میں ”یہ کہ یہ“ کا مفہوم صحت مدح پر واضح ہو گیا کہ نبوت اور رسالت میں ذاتی و عرضی کی تفریق اور

اس بنا پر اوہ اسے تفضیل قطعاً باطل ہے۔

نفس نبوت میں تفضیل ممنوع ہے | اسی طرح حدیث شریف کے بھی ثابت ہے۔
کہ نفس نبوت میں تفضیل ممنوع ہے۔ دیکھئے حدیث

شریف میں وارو ہے،

” لا تخیرونی علی موسیٰ الحدیث و مرقدہ عن ابی ہریرۃ بخاری

جلد اول جزو ۲ باب الخصومات ص ۳۲۵

یعنی شرح بخاری میں ہے،

” الخافس انہ فی نفس النبوة لا ی ذوات الانبیاء

بعضہم لیسلم و ہم رسالتہم و رب ذہ خاتمہم و قد قال تعالیٰ

تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض (حقیقی جلد ۶ ص ۶۷ طبع قدیم)

اس حدیث کے تحت حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں :

” وقیل النہی عن التفضیل انما ہو فی حق النبوة نفسہا بقولہ

تعالیٰ لا نفرق بین احد من رسلہ ولم ینہ عن تفضیل

بعض الذوات علی بعض بقولہ تعالیٰ تلك الرسل فضلنا

بعضہم علی بعض اھ (فقہ الباری جلد ۶ ص ۳ طبع مصر)

علامہ ترمذی بھی شرح بخاری میں حدیث ” ما یبغی لاحد ان یقول خیر

من ابی میں اس کے تحت انہیں الفاظ میں رقمطراز ہیں۔ دیکھئے قطانی کتاب التفسیر

سورہ صافات جلد سابق ص ۳۱۵

” انما فی نفس النبوة اذا لا تفاضل فیہا ہم بعض المبین الفضل من

بعض کما ہر مقرر اھ

” ان صفہ پر آٹھ سطر کے بعد فرماتے ہیں :

ونفس النبوة لا تفاضل فیہا اذ کلہم فیہا علی حد سواء کما مر ”

اسی طرح بخاری شریف جلد اول ص ۳۱۵ باب وفات موسیٰ علیہ السلام کے مآثر میں حدیث

” لا تخیرونی علی موسیٰ ” پر مرقوم ہے۔

” بقولہ لا تخیرونی علی موسیٰ وقیل النہی عن التفضیل انما

ہو فی حق النبوة نفسہا بقولہ تعالیٰ لا نفرق بین احد من رسلہ

لا فی ذوات الانبیاء و ہم رسالتہم و قد قال تعالیٰ تلك الرسل فضلنا

بعضہم علی بعض اھ

نیز مآثر بخاری میں حدیث ” ولا اقول ان احدا افضل من یوسس بس منی ” جلد اول ص ۳۱۵

پر مرقوم ہے،

” بقولہ لا اقول ان احدا افضل اھ ای لا اقول ان احدا خیر

من یرس من قبلہ فی نفس ولا افضل علیہ احدا من حیث النبوة ”

عبارت منقولہ کہ روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو کر سامنے آگئی کہ

ہمارے آئینے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے کہ حضرت آدم علیہ السلام تک کسی نبی کی نبوت

میں دوسرے نبی کی نبوت کے بالمقابل کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ نہ کسی نبی کا وصف نبوت کسی

دوسرے نبی کے وصف نبوت سے کم و بیش ہو سکتا ہے۔ ” لا تفضل فی النبوة ” نفس نبوت

میں قطعاً کو تفضیل نہیں، انبہ ذوات انبیائے کرام درسل غلام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں

خصوصیات کی بنا پر ضرور تفضیل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض ”

لہذا جس حسب تمیز پر اناس نے اپنے مذہب جدیدہ کی عمارت جس بنیاد پر قائم کی تھی وہ بنیاد ہی

ختم ہو گئی، اب عمارت کی بقا کیوں کر متصور ہو سکتی ہے !

ایک اعتراض کا جواب

الفرق "وغیرہ میں کہ نبی یا مناد کی بنا پر یہ کہا گیا ہے کہ ہمارا تمہارا دونوں کا متفق علیہ مسلک ہے کہ کسی کا کوئی کمال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کے بغیر نہیں ملا اور نبوت بھی کمال سے۔ وہ حضور کے واسطے کے بغیر کسی کو کیوں کر مل سکتی ہے، لہذا ماننا پڑے گا کہ ہر نبی کو وصف نبوت بواسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیا گیا اور بالذات اور بالعرض سے یہی مراد ہے۔

اس کے جواب میں گزارش کروں گا کہ یہ ایک عجیب قسم کا مغالطہ ہے جس سے جہلاً تو متاثر ہو سکتے ہیں مگر ذی علم انسان کا نظر میں اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ نافوتوی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف مانا ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے تمذیر الناس میں لکھا ہے:

"تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قفہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے منکسب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر کتب میں الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے معلوم ہے کسی غیر سے منکسب اور مستعار نہیں ہوتا۔" تمذیر الناس ص ۱۱

آگے چل کر لکھتے ہیں:-

"العرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا کے لئے کہی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔"

تمذیر الناس ص ۳

ان دونوں عبارات سے منات ظاہر ہے کہ نافوتوی صاحب کے نزدیک وصف ذاتی سے وہ وصف مراد ہے جس پر وصف عرضی کا قفہ ختم ہو جائے جیسا کہ انہوں نے خدا کے لئے

اور خدا کے نہ ہونے کی یہی وجہ بیان کی ہے۔

لیکن امت مسلمہ کے نزدیک حصول کمال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہونے سے یہ نہیں، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کمال کے حصول میں واسطہ ہیں خواہ وہ نبوت ہو یا غیر نبوت حتیٰ کہ حصول ایمان میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم واسطہ ہیں۔ نافوتوی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں چنانچہ انہوں نے تمذیر الناس میں اتمام فرمایا:

"قدیر بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مبین میں بالعرض۔" تمذیر الناس ص ۱۲

مگر آج تک کسی نے نہیں کہا کہ معاذ اللہ ایمان، عمل، یقین، ہدایت و تقویٰ کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مومن نہیں ہوا نہ صالح نہ متقی نہ مبتدئ العبادہ نہ جگر یہ سب اوصاف و کمالات اب بھی جاری ہیں اور آئندہ بھی جاری رہیں گے اور نبوت کے جاری نہ ہونے کی یہ وجہ آج تک کسی نے بیان نہیں کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام میں اس وصف کے عرضی ہونے کی وجہ سے موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا، بلکہ محض اس لئے کہ آیت کریمہ "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" اور اسی طرز، عادت متواترۃ المعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم النبیین ہونے پر دلالت قطعیہ کے ساتھ دال میں روزگار وصف ذاتی کی بنا پر امت مسلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کی تائیل ہوتی تو، سے بقیہ تمام اوصاف کو بھی اس اوصاف ذاتی کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کرنا پڑتا یعنی اس امر کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا کہ نبوت کے ساتھ ایمان، یقین، عمل، ہدایت و تقویٰ وغیرہ تمام اوصاف حزنہ بلکہ سب کمالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاذ اللہ نہ کوئی مومن ہے نہ متقی، نہ صالح نہ عالم، کیوں کہ موصوف بالعرض کا قفہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا۔ مگر ایسی بات

کا تسلیم کرنا تو درکنہ اس کا تصور بھی اسلامی ذہن کے لئے ناقابل برداشت ہے۔

واسطہ کمال نبوت ہونا اور نبوت کے
بالذات متصف ہونا ایک بات نہیں

حضور کا کمال نبوت سے متصف بالذات ہونا ایک بات نہیں۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نانوتومی صاحب کے قول پر نفس کمال نبوت میں تفضل کا قول کرنا پڑتا ہے جس کا بطلان ہم ابھی کتاب رسالت اور اقوال مفسرین دہم میں سے بیان کر چکے ہیں۔ اور انتہی حد کے مسلک کی نشانی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تقدسہ کی نفسیت ثابت ہوتی ہے جس کی حقانیت پر آیہ کریمہ

”سلطان المرسلین“ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

المفسر اس بیان کی روشنی میں ”الفرقان“ کا یہ اعتراض جواباً منشور ہو گیا اور حقیقت واقعہ واضح ہو کر سامنے آگئی۔

موصوف بالذات کے لئے
تاخیر زمانی کا لزوم

البتہ اس مقام پر پرستار ان تمذیب کو سوچنا پڑے گا کہ موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کے سلسلہ کو ختم کرنے کے لئے تاخیر زمانی کے لزوم کا قول کیسے صحیح نتائج پر منتج ہوتا ہے۔ اس قول کی بنیاد پر سند باب نبوت ہی کے لزوم پر بات ختم نہیں ہوتی بلکہ ایمان و ايقان، علم و عمل، ہدایت و تقویٰ غرض ہر خوبی اور ہر کمال کا دروازہ بند ہونا لازم آتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح کسی نبی کے آنے کے استحصال کا لزوم مانا گیا ہے۔ اسی طرح مومن صالح متقی مہتہ کے وجود کو بھی حضور کے بعد محال مانا پڑتا ہے کیوں کہ تمذیب الانس کا بنیادی نکتہ ہی یہ ہے کہ موصوف بالذات کے لئے تاخیر زمانی لازم ہے۔

اصل مبحث

تمذیب الانس کی متنازع عبارات کے مطالب کی توضیح کے لئے ضروری ہے کہ ہم سب سے پہلے یہ بتائیں کہ رسالہ تمذیب الانس کس مسئلہ پر لکھا گیا ہے۔ بنابرین گذارش ہے کہ اس رسالہ تمذیب الانس کی بنیاد ایک استنفا پر ہے جو قول منسوب الی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق نانوتومی صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے اور انہوں نے اس کے جواب میں رسالہ تمذیب الانس تحریر کیا۔ وہ قول مذکور حسب ذیل ہے:

ان الله خلق سبع ارضين في سبيل ادم ادم کا دمک و نسوح

کد حکم و اسیر ہم کا سیرا ہم کم و عیس کیسا کم و بنی کنسکم تمذیرا

ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا کیں، ہر زمین میں آدم ہے تمہارے

آدم کی طرح اور نور ہے تمہارے نور کی طرح اور براہیم ہے تمہارے براہیم

کی طرح اور عیسیٰ ہے تمہارے عیسیٰ کی طرح اور نبی ہے تمہارے نبی کی طرح۔

(محل نبیاء و علیہم الصلوٰۃ والسلام نقل)

کتاب اللہ کو تاویلات

کا تختہ مشق بنا ڈالا۔

اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ ساتوں زمینوں میں ایک

ایک نبی بخند خاتم النبیین پایا جاتا ہے۔ لہذا ہمارے رسول

کریم خاتم النبیین کے علاوہ چھ خاتم بقیہ چھ زمینوں میں مزید ثابت ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ اختلاف ہے مگر صاحب تہذیب النکاح نے اسے صحیح مان کر جواب لکھا ہے چونکہ اس روایت کا مضمون آیہ کریمہ "ما کان عبداً احدین رجلاً مکرم" وکن رسول اللہ وقاتم النبیین کے خلاف ظاہر ہوتا تھا۔ اس سے صاحب تہذیب النکاح نے اس بات کی کوشش کی کہ اس جملہ ترجمان مع کو کس طرح دور کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے جیسے اس کے کہ وہ اس مختلف فیہ قول میں کوئی تاویل کرتے انہوں نے قرآن کریم کی آیہ کریمہ اور کتاب اللہ کی نص صریح کو اپنی تاویلات کا تختہ مشق بنا ڈالا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا باری معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشنی ہے کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وکن رسول اللہ وقاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیکھے تو ابتداء خاتمیت باقتبائے تاخر زمانہ صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گول کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و صلب و نسب و سکونت و غیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا وقت ہے۔ جو اس کو ذکر کیا اور دل کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان تقدیر کا احتمال ہے کیونکہ اہل کمال کے کمال کا ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ایسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔ اقتبائے نہ ہو تو

یوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ دین آخری دین تھا اس لئے سب باب اتباع مدعیان نبوت کی سے جو جھوٹے دعویٰ کے خلاف کو کر دیکریں گے۔ ابتداء فی حدوۃ قابل لحاظ ہے۔ پر جملہ ماکان محمد با مدین رجلاً مکرم اور جبر و کن رسول اللہ وقاتم النبیین میں کیا تہ سب تھا جو ایک دوسرے کو معطل کیا اور ایک کو مستندک منہ اور دوسرے کو مستندک قرار دیا۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے علمی اور بے تاملی خدا کے کلام مجز نظام میں متصور نہیں مگر سبب مندرجہ ذیل تھا تو اس کے لئے جیسوں متعلق تھے۔ بلکہ بنا رعایت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانہ اور سبب باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے و فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس جہاں کی یہ ہے کہ موصوف با عرض کا نقص موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے موصوف با عرض کا وصف بالذات سے مکتوب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتوب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتوب۔ اور مستمار نہیں ہوتا۔

اس عبارت میں صاحب تہذیب النکاح نے مندرجہ ذیل فعلیات بیان کی ہیں جن کا ارتکاب مضمون آیت کے بالکل خلاف اور اسلامی عقائد کے صریح منافی ہے۔

تہذیب النکاح میں ناتوئی صاحب کی غلطیاں

غلطی ۱۔ ناتوئی صاحب نے ایک ایسی روایت کی حمایت میں جس کی سمجھ میں نہ تھی کہ نظر میں منظر ہے اور اس کا خلاصہ مفہوم بھی آیہ قرآنیہ کے اجمالی مفہوم کے خلاف ہے۔ کلام نبی میں تاویلات فاسدہ کیں۔

غلطی ۲۔ قرآن میں لفظ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین مراد لینا عوام کا خیالی بتایا۔

غلطی ۳ اہل فہم کے نزدیک تاخروانی کے وصف کو اس قابل نہ مانا کہ اسے مقام مدح میں ذکر کیا جائے۔

غلطی ۴ تاخروانی کی تقدیر پر یہ کہ یہ کے دونوں جہوں کو غیر مبرہود اور مستدراک کو غیر صحیح قرار دیا۔ جو اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔

غلطی ۵ آیہ کریمہ میں لفظ خاتم النبیین کو بعضی آخر النبیین تسلیم کرنے پر اللہ تعالیٰ کے حق میں معاذ اللہ یہاں وہ کوئی کارہم پیدا کیا۔

غلطی ۶ آیہ کریمہ میں لفظ خاتم النبیین سے آخری، بنیین مراد لینے کی صورت میں معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال قائم کیا۔

غلطی ۷ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف آخر النبیین، دیگر اوصاف مثلاً حسب نسب، در سکونت وغیرہ میں کوئی فرق نہ جاننا گویا نا تو قوی صاحب کے نزدیک بضر، بنیین ہونے کے وصف اور ہاشمی قرشی یا کئی مدنی ہونے کی صفت میں معاذ اللہ کوئی فرق نہیں حالانکہ ہاشمی قرشی یا کئی مدنی ہونے کی صفت تو بعض مشرکین کفار اور منافقین کے لئے بھی ثابت تھی مگر اس کے باوجود نا تو قوی صاحب کو ان اوصاف اور خاتم النبیین ہونے کی صفت میں کوئی فرق نظر نہ آیا۔

غلطی ۸ آیہ کریمہ ”و لکن رسول اللہ خاتم النبیین“ میں بنائے خاتمیت ختم ذاتی کو قرار دیا اور تاخروانی کو مبشار خاتمیت تسلیم نہ کیا، حالانکہ عہد رسالت سے لے کر آج تک کسی مفسر نے تاخروانی کے سوا کسی اور بات کو بنائے خاتمیت قرار نہیں دیا۔

غلطی ۹ نبوت کو بالذات اور باعرض کی طرف تقسیم کیا، نا تو قوی صاحب کی یہ اتنی بڑی جرأت سے جو چودہ سو برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی۔

غلطی ۱۰ نا تو قوی صاحب کے نزدیک کلام الہی و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا

”و لکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاخروانی کے بیان کرنے کے لئے نہیں ہوا بلکہ سوق کلام خاتمیت ذاتیہ کے لئے ہوا جس کا مفاد یہ ہے کہ آیت کریمہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین نا تو قوی صاحب کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہو چکے معنی میں نص نہیں۔

غلطی ۱۱ نا تو قوی صاحب کے نزدیک ختم زبانی کے لئے تاخروانی لازم ہے حالانکہ یہ بات بدانتہا باطل ہے۔ جیسا کہ انشاء اللہ اس پر تشبیہ کی جائے گی۔

غلطی ۱۲ نا تو قوی صاحب نے آیہ کریمہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے خرقی اجماع کیا اور وہ تقریر یہ کہ جس کی طرف ملامت میں سے کسی کا بھی ذہن منتقل نہ ہو ا تھا۔

غلطی ۱۳ نا تو قوی صاحب کے نزدیک ختم زبانی کے مقابلہ میں ختم ذاتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان ہے۔ ختم زبانی نہیں۔

غلطی ۱۴ اس بحث میں نا تو قوی صاحب نے ایک دعویٰ کی دلیل بیان کرتے ہوئے مدہ پر کھکا کہ۔

”انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو معلوم ہی میں ممتاز ہوتے

ہیں باقی۔ ہر عمل سوا میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے ہیں

بلکہ بڑھ بھی جاتے ہیں۔

اس عبارت میں نا تو قوی صاحب نے انبیاء علیہم السلام کا اپنی امت سے ممتاز ہونا صرف علم میں منحصر فرمایا ہے۔ باقی ہے اعمال تو ان میں امتی کے مساوی ہو جانے بلکہ بڑھ جانے کو بھی تسلیم کر لیا ہے۔ اور لفظ ”بظاہر“ بعض بظاہر ہے۔ کیوں کہ لفظ ”ہی“ کے ساتھ حصر ہو چکا جس میں ماسوا کو کد ک نفی ہوتی ہے تو اس کے ضمن میں امتیاز فی العمل کی نفی ہو چکی اب لفظ ”بظاہر“ سے کیا فائدہ ہوا۔ یہاں یہ لفظ ”بظاہر“ ایسا ہی بھل اور بے معنی ہے۔

جیسا کہ مذکور کی عبارت میں لفظ "بالذات" اسے معنی اور اس تھا۔

ہمیں الزام دینے والے اپنے
گمریاں میں منہ ڈالیں۔

لوگ ہم پر الزام دیکرتے ہیں کہ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حدود شری کی کتاب و سنت کے ارشادات

و حدیث امت کی تصریحات سے بہت زیادہ کہہ کر چھ ان کے دل میں تاسے کہہ دیا کرتے ہیں۔ اور کسی اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ قرآن و حدیث اور سلف صالحین نے اس مسئلہ میں کیا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہمیں مورد الزام فراموش نہ دینے والے ذرا اپنے گمریاں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ان کے سب سے بڑے عقیدہ (بدعہ علم ایشیاق سم معلوم و غیرت) نافوتوی صحت سے کیا لگ کھلائے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ تمہارا اس لکھتے وقت نافوتوی صاحب کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس و کمال کے اثبات سے زیادہ اپنے کمال علی کا اظہار تھا۔ جس کا نتیجہ ان افلاک صورت میں ظاہر ہوا۔ پرستار این تمہارے کے اس ادعا سے اختلاف کرنے کی ہیں کوئی ضرورت نہیں کہ نافوتوی صاحب نے یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال نفس کو ثابت کرنے کی غرض سے لکھا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ وہ غرض پوری بھی ہوئی یا نہیں۔ میں عرض کروں گا کہ ہرگز یہ غرض پوری نہیں ہوئی۔ نافوتوی صاحب نے اپنے تیس سات نامہ کو مبارک نصیحت سمجھا ہے۔

جس کی بنا پر ختم ذاتی کی دور زکار تاویل میں نہیں جانا پڑا اور نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعرض کی جزاۃت عقیدہ سے کام لیتے پر وہ مجبور ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ نصیحت صرف اس وصف میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے موجب نصیحت قرار دیا۔ قرآن و حدیث کو لکھنا یا پڑھنا یا ختم ذاتی اور نبوت بالذات کا کوئی ذکر آپ کو نہ ملے گا۔ نہ حدیث رسالت سے ملے کہ آج تک کسی مفسر و محدث یا متکلم و مجتہد نے ان باتوں کا ذکر کیا۔ جس چیز کو قرآن و حدیث اور سلف صالحین نے نصیحت قرار نہیں دیا۔ نافوتوی صاحب اسے نصیحت

نہایت قرار دیتے ہیں یہ کتاب و سنت و ارشادات سلف صالحین کی طرف سے انھیں
حدود شری سے تجاوز کرنا نہیں تھا اور کیا ہے؟

ذیہ الناس کی چودہ غلطیاں
دیکھنے سے نامعلوم اور لکھنے افلاطون نہیں گئے۔ اس کے بعد ہرگز
ان کے مناسبت دینی و دنیاوی تانہ کہ حقیقت حال ہے نقاب ہو کر سامنے آجائے۔

خلطی نمبر
ایک متعلق میں عرض کرتا ہوں کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی
روایت کو اگر صحیح مان لیا جائے تب بھی وہ ایک غلطی قول ہوگا۔ جو آیت کریمہ
صلی اللہ وسلم نے انہیں کے ظاہر معنی کے منافی ہے اور آیت کریمہ قطعاً ہے غلطی کی صحت کو
برقرار رکھنے کے لئے قطع میں تاویل کرنا کیوں کہ جائز ہو سکتا ہے۔ چہر تاویل بھی ایسی جو تنہا
ایک بلکہ دوسرے قطع کے مدلول قطع کے بالکل مخالف۔

محققین صوفیہ کی تاویل
محققین صوفیہ نے بھی روایت مذکورہ کو قس خداوندی "ولکن
رسول اللہ و خاتم النبیین" کے ساتھ نہ کر دیکھا تو انہوں نے دونوں
کی حیثیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے قس خداوندی میں تاویل کو جائز نہیں رکھا بلکہ اس روایت میں تاویل کی
اور سے عام شہادت کی بجائے عام مثال پر محمول کیا اور یہ کہا کہ جن آدم، نوح، ابراہیم، عیسیٰ
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بقیہ چھ زمینوں میں ہونا اس روایت میں مذکور ہے وہ ہماری اس
زمین کے آدم، نوح، ابراہیم، عیسیٰ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و ابراہیم کے غیر نہیں
بلکہ ان مقدسین کے حقائق شایہ ہیں۔ اور یہ کہ یہاں کا حرف تشبیہ نہ اند ہے جیسا کہ لیس گذشتہ
میں کاف کے بارے میں ایک قول اس کے زائد ہونے کا کتب نہیں مذکور ہے۔ مگر نافوتوی صاحب
کو اپنی جودت طبع کا مظاہر کرنا مقصود تھا۔ اس لئے انہوں نے غلطی کے مقابلہ میں قطع کو اپنی تاویلات
کا نتیجہ مشتق بنالیا۔

قسطی نمبر ۲ اس کے متعلق گزارش ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تمام انہیں کی تفسیر میں "لا ہی بعدی" فرما کر لفظ خاتم النبیین کے معنی آخر انبیین متعین فرما دیئے۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں بکثرت وارد ہے کہ "انما خاتم النبیین لانی بعدی" اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر انبیین ہی سمجھتے رہے جس کا انکار محدثین کے سوا کوئی کلمہ گو مدعی اسلام نہیں کر سکتا اور آج حکمت مسلک کا اجماع اسی بات پر ہے کہ قول خداوندی "وکن رسول اللہ وخاتم النبیین" اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھیں آتے۔ وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے جیسا کہ "ستم النبوة فی آثارہ" مرتبہ مفتی محمد شفیع صاحب حال مقیم کراچی کے ۹ پر شفا قاضی عیاض سے نقل کر کے اس کا اردو ترجمہ بھی مولف نے خود ہی کر دیا ہے۔ جو پرستانہ تہذیب پر رحمتِ توحید ہے۔ دیکھئے وہ لکھتے ہیں:-

۱۔ لکن انہما منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ولا
نبی بعده و اخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین و اجبت
الامة صلی علیہ وسلم ہذا الکلام صلی علیہ وسلم و ان مفہوم المسند
بہ و دن تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفہ ہذا لاء الطوائف
کلہا قطعاً اجماعاً سلفاً۔

ترجمہ اس سے گرا آپ نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین میں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر اجماع کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھیں آتا ہے۔ وہ ہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں

کوئی شک نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

ایسی صورت میں خاتم النبیین کے معنی آخری انبیین کو عوام کا خیال قرار دینا معاذ اللہ۔ اور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور اس وقت تک ساری امت کو عوام میں شمار نہیں تو، در کیا ہے!

ایک عجیب قسم کا مغالطہ اس مقام پر نا تو قری صاحب کی کسی دوسری کتاب سے حسب ذیل عبارت پیش کر کے ایک عجیب قسم کا مغالطہ دیا جاتا ہے۔ وہ

"جز انبیاء کرام علیہم السلام یا را سمان فی العلم ہمہ عوام اند" "ذیر الفرقان" نے اس کا ترجمہ اس طرح کیا ہے:

"باب تفسیر میں سوائے انبیاء علیہم السلام اور را سمان فی العلم کے سب عوام ہیں۔"

لیکن اس کا مطلب صاف واضح ہے کہ تفسیر کے باب میں انبیاء علیہم السلام اور را سمان فی العلم کے سوا کسی کا حق مستبر نہیں۔ اس عبارت میں لفظ "عوام" انبیاء علیہم السلام اور را سمان فی العلم کے مقابل میں واقع ہوا ہے اور ظاہر ہے کہ جن دونوں کے قول مبارکہ باب تفسیر میں حجت ہیں۔ اس سے یہاں لفظ "عوام" سے قطعاً وہی لوگ مراد ہیں جن کا حق باب تفسیر میں لائق التفات نہیں۔ بعد ازاں عبارت تکذیر کے وہاں لفظ "عوام" اہل فہم کے مقابل میں دیا گیا ہے۔ اس لئے اس کے معنی کہ فہم اور نا سمجھ لوگوں کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ "الاشیاء نفسین ماضدا دھا" چیزیں اپنی ضد سے ظاہر ہوتی ہیں۔

عام مراد یہ میں بھی لفظ "عوام" اگر حکومت کے مقابل میں بولا جائے تو اس سے صاف طور پر مراد عامیہ کے افراد مراد ہوں گے۔ عام اس سے کہ وہ افراد علماء را سمان ہوں اور عارفین صالحین یا ان پر وہ جاہل اور شرار و مفسدین۔ لیکن یہی لفظ "عوام" اگر علماء کے مقابل میں بولا جائے تو

تو اس سے صرف غیر عالم افراد مراد ہوں گے خواہ وہ لوگ ارباب حکومت ہوں یا ان کے ماسوا۔

پیش کردہ عبادت کا مفاد بنا بریں اس پیش کردہ عبارت کا مفاد یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ لفظ "عوام" جس کلام میں بھی وارد ہو وہاں انبیاء کرام اور تابعین فی العلم کے ماسوا مراد ہیں۔ خلاصہ یہ کہ الفاظ کے معانی ان کے مقابلات سے واضح ہو جایا کرتے ہیں۔ اور مقابلات کے بدل جانے سے مراد ہی معنی بدل جاتے ہیں لہذا ایک کا قیاس دوسرے پر قیاس مع الفارق ہے۔ معلوم ہوا کہ مراد وال عبارت میں لفظ "عوام" سے محض ناصحہ لوگ مراد ہیں اور بس۔ علاوہ ازیں اس عرض کر دیں گے کہ جب نانو تووی صاحب باب تفسیر میں نبیاء علیہم السلام اور تابعین فی العلم کے سوا سب کو عوام کہتے ہیں تو وہ خود بھی عوام میں شامل ہوئے اسی صورت میں خاتم النبیین کی تفسیر میں نانو تووی صاحب کا ختم ذاتی کا توں کیوں کر قابل التفات ہو سکتا ہے!

نانو تووی صاحب کے نزدیک سب عوام ہیں اس بیان سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ نانو تووی کے نزدیک لفظ خاتم النبیین کو مراد ائمہ و تابعین عوام ہیں۔ اسے دیکھنا یہ ہے کہ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں کس کس نے لیا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حسب زعم نانو تووی صاحب وہاں سب عوام کون لوگ ہیں۔ تو ہم بھی عرض کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین صہ پر کرام اہل بیت اطہار ائمہ مجتہدین علیہم السلام سب نے لفظ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لیا ہے۔ لہذا بحیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اخبار امت بلکہ کل امت محمدیہ صلی صاحب الصلوٰۃ و التیمۃ معاذ اللہ ناصحہ عوام میں داخل ہو گئے۔

بیزارت ہے کہ صاحب تمذیر الناکس نے اس تاویل کے وقت اس بات کا بھی خیال نہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بھی عوام میں شامل ہو جائے گی۔ ایک مقالہ کا ازالہ اس مقام پر ایک اور مضامین کا دور کرنا بھی ضروری ہے وہ یہ کہ

اور صاحب نے خاتم النبیین کے معنی آخری انبیین لینے کو عوام کا خیال نہیں کیا بلکہ مفاد خاتم النبیین کے معنی میں منہصر کرنے کو عوام کا خیال کہلا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس تو اس میں جس کا کوئی کلمہ نہیں دیکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی نے یہ دیکھ میں خاتم النبیین کے معنی آخری انبیین کے سوا کئے ہی نہیں، اس لفظ کے بس یہی ایک معنی ہے۔ جب تک کوئی اور معنی منقول متواتر ثابت نہ ہو جائے ان ہی معنی میں یہ کلمہ لائنیں مر و منہصر سے لے کر کوئی ایسے معنی جو اس معنی یا اس کی تطبیق کے خلاف ہوں ہرگز صحیح نہ ہو سکتے۔

لفظ خاتم النبیین کی توجہات ہاں یہ ممکن ہے کہ لفظ خاتم النبیین کی بے شمار ایسی توجہات نکلتی رہیں جو اس کے مطلق قطعی معنی متواتر نہ ہو سکیں۔ لیکن ان کے موافق ہوں کیوں کہ قرن مجید کا ایک ایک حرف مطالب لائق و محقق کا مال ہے۔ لیکن معنی منقول متواتر کو عوام کا خیال قرار دے کر اس مفاد کو ایسے معنی پر عمل کرنا جو کتب و سنت کی روشنی میں باطل ہیں کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا۔

اگر نانو تووی صاحب لفظ خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر آخری انبیین کو قطعی مان کر لفظ خاتم النبیین کی کوئی ایسی توجہ کرتے جو فی الواقع معنی آخری انبیین کے مافی نہ ہوتی تو ہمیں نانو تووی صاحب سے قطعاً کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ مگر قوس کر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس کی بجائے لفظ خاتم النبیین کے معنی آخری انبیین مراد لینے کو عوام کا خیال قرار دیکر دین کے معاملہ میں انتہائی بے باکی اور جرات سے کام لیا ہے۔

لفظ خاتم النبیین کا آخری انبیین کے معنی باوجودیکہ تمذیر الناکس کی اس پوری عبارت میں صبر کا کوئی کلمہ نہ لکھا ہے لیکن اسے فرض کر لینے میں صبر اور پھر اس پر اجماع امت کے بعد بھی حاکمیان تمذیر کو کسی قسم کا فائدہ نہیں

پہنچ سکتا اور اناتوی صاحب اس الزام سے ہرگز نہیں بچ سکتے جو ان کے کلام کی روشنی میں ان پر عائد ہوتا ہے کیوں کہ ہم شف قاضی عیاض کی عبارت "وخرم النبوة فی آثارہ" اس کے ترجمہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ خاتم النبیین اپنے ہی ہر پر محمول ہے اور اس سے بتا دین و تفسیر کی معنی مراد ہیں جو اس لفظ سے سمجھے جاتے ہیں اور کسی پر امت کا اجماع ہے معلوم ہوا کہ جس طرح خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہونا قطعی اور اجماعی امر ہے اسی طرح اس لفظ خاتم النبیین کا آخر النبیین کے معنی میں منحصر ہونا بھی ساری امت کے نزدیک قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

یہاں اگر کشف شریف اور ختم النبوة فی آثارہ کی عبارت میں صریحاً بالنسبۃ الی تادیل الملاحہ ہے تو اس جواب کی حیثیت غلط الفتح سے زیادہ نہیں کیوں کہ خاتمیت کی بقیمہ ختم زمانی و ذاتی کی طرف آج تک کسی مفسر نے نہیں بلکہ لفظ خاتم النبیین کی تادیل ایسی قائمیت ذاتیہ کے ساتھ کہ مرزائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر النبیین ہونے کا انکار کرتے ہیں جبکہ میرا فرقان نے بھی خاتمہ الامبارک شان پیش کی ہے معلوم ہوا کہ خاتمیت ذاتیہ کی تادیل بھی دیکھ ملاحظہ میں داخل ہے۔ ان سب کی نفی اس صحر کے ضمن میں یقیناً آگئی بہذا اناتوی صاحب پر جو الزام تھا وہ بدستور باقی رہا۔

مولانا احمد حسن کانپوری اور علامہ
بکر العلوم لکھنوی کی عبارت کا جواب

احمد حسن کانپوری محشی متنوی شریف کی عبارت صاحب تحذیر انکاس کے بیان کئے ہوئے معنی خاتم النبیین و خاتم بالذات کی تائید میں پیش کی ہے اور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آیت "و خاتم النبیین" کے معنی کو آخر النبیین میں منحصر سمجھنا غلط ہے چنانچہ الفرقان جلد ۱ ص ۵۶ پر لکھتے ہیں۔

علامہ لکھنوی بکر العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "فتح رحمن" سے ناقل ہیں۔
محققانہ ختم رسالت و دین پرستی کی آنکہ بعدوی رسول نباشد دیگر آنکہ
شرح اہل عام باشد (دافع الوساوس ص ۳۳)

وہاں ہے کہ اس عبارت میں لفظ خاتم النبیین کے معنی صحر کہ نہیں توڑ گیا بلکہ دو چیزوں کو ختم رسالت و دین بتایا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جب "خاتم النبیین" کے معنی "آخر النبیین" ہوں گے تو اس لفظ یقیناً یہی ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ آئے در حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی یا رسول کے نہ آئے کا مقنا یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح مراد۔ لہذا اس عبارت سے اناتوی صاحب کو کچھ فائدہ نہ ہوا۔

متنوی شریف کے دو شعروں کا جواب
رستے وہ دو شعر جو متنوی شریف سے
نقل کیے گئے ہیں تو ان کے مضمون سے
میں صاحب تحذیر انکاس کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ مولانا علیہ الرحمۃ نے یہ
فرمایا کہ آیت کریمہ میں لفظ "خاتم النبیین" کو معنی "آخر النبیین" لینا عوام کا خیال ہے نہ قرآن
سے لفظ "خاتم" کی تفسیر ختم زمانی سے بلکہ مولانا روم کے اس شعر میں کہ ہے

بہر این خاتم شدہ است ادکے بچود

مثل او نے بودنے خواہند بود

لفظ خاتم کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے صرف
ای بات فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں روح پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی
مشیت اور کمال مسعت کو ختم کر دیا، روح پاک کے بعد نہ زمانہ ماضی میں کسی کو یہ جوہد کمال یہ
لیا، نہ قیامت تک دیا جائے گا۔

ذرا غور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مولانا علیہ الرحمۃ نے لفظ خاتم کو ختم زمانی ہی

کے معنی میں لیا ہے کیوں کہ مصرعہ

مثل اوتے بود و دوتے خواہند بود

کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں روح محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو اپنی بخشش اور کمالِ صفت کی تفصیلات دینے کے بعد کسی کو یہ فضیلت عطا نہیں فرمائی نہ آپ کے بعد کسی کو عطا فرمائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کا مثل ہوا سے نہ ہوگا۔ ماضی اور مستقبل میں بعدیت کے معنی تاخوری نہیں تو اور کیا ہے؟

اب دوسرا شعر ملاحظہ فرمائیے

چونکہ در صفت برداستا دوست

نے تو گوئی خستم صفت بر من است

پہلے شعر میں بھی ہوئی بات کے لئے مولانا عبدالمعتمد نے اس شعر میں ایک مثل پیش کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح اپنے فن کا کمال رکھنے والے استاد کو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ کمال تم پر ختم ہے یعنی تمہارے سوا کسی کو نہیں دیا گیا ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کمال علمی و عملی میں گویا استاد کامل ہیں۔ اور یہ کمال حضور کو دیئے جانے کے بعد کسی کو نہیں دیا گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کمال کے خاتم ہیں۔ مگر حضور علیہ السلام کے غیر میں کسی جہاں کوئی جھک پائی جائے یا کسی کے لیے کمال محمدی کا کوئی سیافضائے ثابت کیا جائے جس کا اثبات کسی دین شری کے خلاف نہ ہو، تو وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوگا کیوں کہ حضور علیہ السلام کی ہی ذات مقدسہ اس کا مبداء و اصل منشأ ہے۔ اس مضمون کو تحذیراً اناس کے مضمون سے دور کا تعلق بھی نہیں کیوں کہ یہاں خاتم کے معنی منقول متواتر میں قطعاً کوئی تصریح نہیں کیا گیا نہ اس مضمون میں کوئی ایسی بات ہے جو خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر و آخر النبیین کی قطعیت کے منافی ہو۔

شاعرینِ مثنوی کی تصریحات حق میں

اِس اس میں شک نہیں کہ مولانا احمد حسن صاحب

کامپوری رحمۃ اللہ علیہ دو دیگر شاعرینِ مثنوی و

محدثین نے بے شمار مقامات پر اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ کسی کو کوئی کمال حاصل ہو سکتا جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مقدسہ اس کے لیے واسطہ اور وسیلہ نہ ہو۔ یہ تمام تصریحات کتابِ وسعت کی روشنی میں عینِ حق و صواب ہیں۔ لیکن اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تاخوری یا اس کی قطعیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ بخلاف تحذیر اناس کے کہ اس میں تاخوری کو عوام کا خیال کہہ کر لفظ خاتم النبیین کے مدلول قطعی کی قطعیت کو مجروح کر دیا گیا اور تاخیر الی کو برقرار رکھنے کے لئے کہیں دلالت التنازی کا سہارا لیا گیا، کبھی علوم و اطلاق کے زور سے حاذقین کی کھینچ تان کی گئی، کبھی مفہوم تاخیر کو منس و اس تاخیری ذاتی و ترقی کو اس کے لئے انواع قرار دیا، کبھی مشترک کا قول کیا گیا۔ کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مئی نبوت کی تکفیر کے لئے اجماع و بار و ثبوت لگایا۔ غرض یہ سب پاپڑاس لئے بیٹھے پڑے کہ ختم رانی کو اصل دلیل آید کہ میرے دلکین اللہ خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر کو انہوں نے خیالی لوام قرار دے دیا۔

قرآن صرف الفاظ میں

حالاں کہ یہ امر بدیہی ہے کہ قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں

بلکہ "القرآن اسم للفظ والمعنی جبینا" قرآن لفظ و

معنی دونوں کے مجموعہ کا نام ہے۔ قرآن کے معنی متواتر میں اسی طرح قرآن ہیں جس طرح الفاظ متواتر ہیں۔ یہی نالوثوی صاحب سے یہ شکوہ نہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تاخیری تسلیم نہیں کیا یہ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعیانِ نبوت و مذہب و تکفیر نہیں کی۔ انہوں نے یہ سب کچھ کیا۔ مگر قرآن کے معنی منقول متواتر کو عوام کا خیال فرار دے کر اپنے سب کے کرائے پر پانی پھر دیا۔ بنائے خاتمیت تاخیری ذاتی کے علاوہ

اگر بات پر رکھنا اصول طور پر ختم نبوت کی بنیاد کو اکھڑانا ہے خواہ لاکھ دفعہ حضور کے بعد علی نبوت کی تکفیر کی جائے۔

فصلیت نبوی کے دو بلا ہونی کا جواب | ارہامیہ کہ محمد بن ابی اس کی توجیہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفییت دو بلا ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزید چھ خاتم کے خاتم قرار پاتے ہیں اور اگر اس توجیہ کو چھوڑ دیا جائے تو صرف اسی ایک طبقہ زمین کے لئے حضور خاتم ہوں گے اور ظاہر ہے کہ کسی بادشاہ کے لئے صرف ایک ملک کی ولایت ہونے سے چھ ملکوں کی ولایت ہونا چھ گنا زیادہ نفییت رکھتا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رسول ہیں اور آپ کی نبوت دراصل کل مخلوقات کے لئے عام ہے تو بقیہ چھ زمینوں میں بھی اگر حضور بذات خود ہی خاتم ہوں تو اس میں نفییت اور بھی زیادہ ثابت ہوگی کہ باوجود ایک ہونے کے زمین کے ہر طبقہ میں خود ہی خاتم النبیین ہو کر دفعتی افراد ہیں۔ محققین محدثین نے صوفیا کرام کے اسی مسلک کو ترجیح دی ہے، جسے ہم عنقریب بغیر ابابری کے حوالہ سے نقل کریں گے۔

صاحب تحذیر کا آیت قرآنیہ کے معنی میں تصرف | صاحب تحذیر نے خاتم النبیین کے معنی میں جو تصرف کیا ہے اس کے ثبوت میں نہ کوئی آیت قرآنیہ پائی جاتی ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث نہ کسی صحابی یا مجتہد فقیہ محدث یا مفسر کا کوئی قول اس کے ثبوت میں موجود ہے۔ بلکہ نفس نبوت میں تفصیل کی ممانعت ہم قرآن و حدیث اور اقوال مفسرین و محدثین سے ثابت کی چکے ہیں۔ اس کے باوجود ان لوگوں کا صاحب کا نبوت کو بذات اللہ العزیز کی طرف تقسیم کر کے اثر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ذیل میں خانیقہ کے ایسے معنی بیان کرنا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سہ کرا جائیگا

۱۰۱۱ مسلمانوں میں سے کسی نے نہیں کئے " من احداث فی امرنا هذا انا لیس منہ ضرر "۔
۱۰۱۲ حدیث نہیں تو اور کیا ہے۔

نانو تووی صاحب کا اعتراف | نانو تووی صاحب نے محمد بن ابی اس میں خود اعتراف کیا ہے کہ اس مفہوم کی طرف بڑوں کا فہم نہیں پہنچا، بات صرف میں نے کہی ہے۔ (مخلصاً) اگر انصاف سے دیکھا جائے تو اسی کا نام بدعت سیئہ ہے اور دوسروں کو بلا وجہ بدعتی کہنے والے ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں۔

مدیث اتی عند اللہ خاتم النبیین کا جواب | مولوی منظور احمد صاحب سنبھل نے نانو تووی صاحب کی تائید میں خاتم النبیین کے معنی خاتم بالذات ثابت کرنے کے لئے صاحب ذیل حدیث الفرقان میں لکھی ہے۔ "انی عند اللہ خاتم النبیین"۔ اہم المنجد فی طینہ یعنی اللہ کے ہاں اس وقت خاتم النبیین ہو چکا تھا جب کہ آدم علیہ السلام کا خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا۔ اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے مولوی منظور احمد صاحب لکھتے ہیں:-

"ظاہر ہے کہ اس وقت ختم زبانی کا احتمال بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر یہ معنی لئے جائیں کہ آپ اس وقت وصفت نبوت کے ساتھ بالذات موصوف یعنی خاتم ذاتی تھے تو بغیر کسی دشواری کے معنی صحیح ہو جاتے ہیں۔"

(الفرقان باب حبیب ۱۳۵)

جو ابنا گذارش کرتا ہوں کہ اگر مولوی منظور احمد صاحب نعمانی اس حدیث سے ختم ذاتی کا دعویٰ ثابت کرنے سے پہلے اپنے حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی نشر الطیب ملاحظہ فرمائیے تو انہیں جرات استدلال نہ ہوتی۔ ملاحظہ فرمائیے نشر الطیب میں ان کے مولانا اشرف تھانوی اسی حدیث عرباض بن ساریہ کو لکھ کر ایک شبہ کا جواب اپنے منہ میں اس طرح دیتے

”اگر کسی کو شبہ ہو کہ اس وقت ختم نبوت کے ثبوت بلکہ خود نبوت ہی کے ثبوت کے کیا معنی کیوں کہ نبوت آپ کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی اور چونکہ آپ سب انبیاء کے بعد مبعوث ہوئے اس لئے ختم نبوت کا حکم کیا گیا، سو یہ وصف تو خود تاخر کو متعلق ہے جو اب یہ ہے کہ یہ تاخر رتبہ ظہور میں ہے و مرتبہ نبوت میں نہیں۔ جیسے کسی کو تحصیل داری کا عہدہ آج بل جلتے اور تنخواہ بھی آج ہی سے چڑھنے لگے مگر ظہور ہو گا کسی تحصیل میں جانے کے بعد ۱۲ منہ

(نشر الطیث)

اس عبارت سے ثابت ہوا کہ حدیث مذکور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا مرتبہ نبوت میں مراد ہے مرتبہ ظہور میں نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ختم زمانی کا تحقق مرتبہ ظہور ہی میں ہو سکتا ہے۔ لہذا سخیل صاحب کا استدلال ساقط ہو گیا۔ تعجب ہے کہ ان لوگوں کو اپنے گھر کا بھی پتہ نہیں یا باوجود معلوم ہو چکے نہ واقف لوگوں کو مفاد مسئلہ سے کجی کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فصلی نمبر ۳ اس فصل کے متعلق میں عرض کروں گا کہ ہر اہل فہم بکلافی بھر رکھنے والے کے نزدیک بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخر النبیین ہونا یقیناً ایسی فضیلت ہے جس کا مقام مدح میں ذکر کیا جانا بلاشبہ صحیح اور درست ہے۔ مقام مدح میں ذکر کرنے کے لئے کسی فضیلت کا ذاتی ہونا ہرگز ضروری نہیں بلکہ فضیلت بالعرض اور وصف اضافی کا ذکر کرنا بھی مقام مدح میں صحیح ہے۔ حکما لا یغنی۔ یقین نہ ہو تو خود نا تو قوی صاحب سے پوچھ لیجئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت بالعرض مانتے ہیں، لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مدح میں جا بجا ان کے وصف نبوت کا ذکر فرمایا ہے۔ ثابت ہوا کہ فضیلت بالعرض کا مقام مدح میں ذکر کرنا قطعاً یقیناً صحیح و درست

ای صورت میں صاحب تہذیر الانکاس کا یہ کہنا کہ۔

”پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمایا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔“

اس کی روشنی دلیل ہے کہ مؤلف رسالہ تہذیر الانکاس مولوی محمد قاسم صاحب نا تو قوی بانی دہلی ہند کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف خاتمیت زمانی میں قطعاً جزاً یقیناً لازم کی کوئی فضیلت نہیں پائی جاتی ورنہ مقام مدح میں اس کے ذکر کو وہ ہرگز غیر صحیح قرار نہ دیں کہ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ ہر فضیلت بالذات ہو یا بالعرض مقام مدح میں اس کا ذکر صحیح ہے۔ لہذا واضح ہوا کہ جس چیز کا ذکر مقام مدح میں صحیح نہ ہو اس میں بالذات یا بالعرض لازم کی کوئی فضیلت اصلاً نہیں پائی جاتی اور نا تو قوی صاحب کا یہ قول کتاب و سنت اور جماع امت کے منافی ہونے کی وجہ سے بلاشبہ ناقابل قبول بلکہ واجب الرد ہے۔

پوچھنی غلطی کے بارے میں عرض کروں گا کہ نا تو قوی صاحب آیت کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں ختم زمانی کی تہذیر پر ان دونوں جملوں میں بہ ربطی

فصلی نمبر ۳ استدراک کے غیر صحیح ہونے کے مدعی ہیں جیسا کہ سابقہ طویل عبارت تہذیر الانکاس سے نقل کی گئی ہے۔ نیز وہ ختم ذاتی ثابت کرنے کے لئے آیت کریمہ ”ما کان محمداً با احد من رجا لکم ولکن رسول اللہ“ میں استدراک کی توجیہ اور عطف بنی الجملتین پر کلام کرنے کے بعد ارشاد فرماتے

”مطلب آیت کریمہ کا اس صورت میں یہ ہو گا کہ ابوہریرہ معروضہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو کس مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوہریرہ معنوی امتیاز کی نسبت حاصل

ہے۔ اور انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے۔۔۔۔۔

اور امتیاز کی نسبت فقط رسول اللہ میں خود کیجئے تو یہ بات واضح ہے۔ ص ۹

نانوتوی صاحب کی توجیہ کا جواب | اقول اس کلام سے نانوتوی صاحب کا مقصد

ختم ذاتی کا اثبات ہے جس کے پیش نظر انہوں نے استدعا کی توجیہ کرتے ہوئے یہ ظاہر فرمایا ہے کہ "ماکان محمد ابا احد من رجالکم" سے جو ہم پیدا ہوا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے معنوی باپ نہیں اسے اللہ تعالیٰ "ولکن رسول اللہ" فرما کر اس طرح زائل فرمادیا کہ وہ رسول ہونے کی وجہ سے مومنین کے معنوی باپ ہیں۔ اس کے بعد ختم ذاتی ثابت کرنے کے لئے "وخاتم النبیین" ارشاد فرمایا اور اس جملہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوة معنویہ انبیاء عظیم السلام کیلئے بھی ثابت فرمادی۔

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ نانوتوی صاحب یہ مانتے ہیں کہ وخاتم النبیین کا رسول اللہ پر ہے۔ اور یہ بھی مسلم ہے کہ معطوف اور معطوف علیہ کا حکم ایک ہوتا ہے۔ لہذا جس طرح حضور رسول اللہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معنوی باپ نہ ہونے کا وجہ دور کیا گیا ہے اسی طرح وخاتم النبیین بھی کلام سابق سے پیدا ہونے والے کسی شبہ کو دور کر دے گا۔ کیوں کہ وہ بھی جو جعفر طیف لکن کے تحت ہے۔ لیکن اگر اسے ختم ذاتی کی دلیل ٹھہرا کر نانوتوی صاحب کی طرح یہ کہا جائے کہ وخاتم النبیین لاکر اللہ تعالیٰ نے انبیاء عظیم السلام کے لئے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوة معنویہ ثابت فرمادی تو رفع تزہم سے اس جملہ کو کوئی نقص نہ ہوگا۔ کیوں کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم سے انبیاء عظیم السلام کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوة کے منافی ہونے کا کوئی شبہ پیدا نہیں ہوتا۔ جو شبہ متصور ہی نہ ہو اس کے دور کرنے کے کیا معنی؟ یہ بات قابل غور ہے کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم میں سننے والے کا ذہن انبیاء عظیم السلام کی طرف منتقل ہی نہیں ہوتا، ایسی صورت میں ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوت کے منافی ہونے کا وجہ کیوں کر پیدا ہوگا۔ خلاصہ یہ کہ جب کلام سابق میں یہ شبہ متصور ہی نہیں تو وخاتم النبیین سے اس

ختم ذاتی کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم کی توجیہ | دلائل شرعیہ کی روشنی میں ہمارے نزدیک استدعا کی توجیہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے "ماکان

محمد ابا احد من رجالکم" فرمایا تو اس کلام سے دو دم پیدا ہوئے ایک یہ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں باپ نہیں تو روحانی باپ بھی نہ ہوں گے۔ دوسرا یہ کہ کسی رجل کے لئے آپ ماں باپ نہ ہونا آپ کے لئے موجب نقص ہوگا۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ کسی مرد بالغ کا باپ قطعاً نسل کا موجب ہے اور یہ عیب ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے سر پر ہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر عباس بن وائل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ کہا تھا۔ جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورہ کوثر نازل فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دھڑکھڑکھٹا کر فرمایا۔ "فرما کر ستیہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی نسل کے بانی اور جاری رہنے کا اظہار فرمایا۔ پہلے دم کو اللہ تعالیٰ نے "ولکن رسول اللہ" سے منع فرمایا۔ دوسرے دم کو اللہ کے رسول ہیں اور سر رسول اپنی امت کا روحانی باپ ہوتا ہے۔ نہ مانی نہ ہونے کے باوجود بھی روحانی باپ ہیں۔ دوسرے دم کو "وخاتم النبیین" لاکر دور فرمایا۔ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی مرد کے لئے جہاں باپ نہ ہونا کسی نقص کے باعث نہیں بلکہ ان کے خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے ہے۔ کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب یہ ہے کہ اگر حضور اللہ کا کوئی بیٹا ہو تو وہ ضرور نبی ہو اور اس کا نبی ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاتم النبیین ہونے کے مساوی ہے۔ اس لئے ان کے وصف خاتمیت کا مقتضا یہی ہے کہ وہ کسی صلیبی مرد کے باپ نہ ہوں اور یہ "عدم ابوة" کسی نقص پر نہیں بلکہ فضیلت خاتمیت پر معنی ہے جس کی تائید حضرت ابن ابی ذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث "سوف یصلی علی محمد وعلیٰ آلہ" سے ملتی ہے۔

بنی عاصی اللہ ولنک لابی عدہ " سے بھی ہوتی ہے جو حج بخاری میں موجود ہے۔ دیکھئے بخاری

جلد ۲ ص ۹۱۴

اس توجیہ کی بنا پر لفظ خاتم النسبین سے فضیلت خاتمت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم ابودنکرہ اذینے کی بجائے بی سے نسل پاک کے اجزاء کی حکمت بھی معلوم ہوگئی۔

(ماکان محمد..... میں)

استدراک کی دیگر توجیہات

ہماری اس تقریر سے استدراک کی توجیہ بھی صحیح ہوگئی اور عطف بین البتین بھی بخوبی واضح ہو گیا اللہ کلام الہی میں بے ربطی کا وہم بھی نہ رہا۔ اس کے بعد ہم تحقیق مزید اور نافوتوی صاحب کے روایت کے لئے آئیہ کریم "ماکان محمد اباحد" الایہ میں استدراک میں دیگر توجیہات کا خلاصہ علامہ مفسرین کے کلام سے نقل کرتے ہیں جو نافوتوی صاحب کی خود ساختہ توجیہ استدراک کے رد و ابطال اور تخریب و انکسار کے زہر کے لئے تریاق کا کام دیتی ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ معلوم قرآن میں گہری نظر رکھنے والے حق پسند علماء بنظر انصاف ملاحظہ فرما کر اس حقیقت کو تسلیم کر لیں گے کہ نافوتوی صاف کی توجیہ تفسیر بالرای سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ خلاصہ توجیہات حسب ذیل ہے، جسے ہم نے تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ ص ۳۲ تا ۳۴ سے اخذ کیا ہے۔

پہلی توجیہ یہ ہے کہ ماکان محمد اباحد من رجالکم فرما کر جب اللہ تعالیٰ نے رجال متہلین کے ہر فرد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ابود حقیقہ جہانئہ شریک لفظی فرمادی تو اس کلام سے یہ شبہ پیدا ہوا کہ جب وہ کسی کے باپ نہیں تو کسی پران کی تعظیم و توقیر بھی واجب نہ ہوگی اور افراد امت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شفقت اور خیر خواہی کا وجوب بھی مستحق ہوگا۔ اس شبہ کو دور کرنے کے لئے دو رکھیں رسول اللہ فرما کر کیوں کہ رسول حقیقی باپ نہ ہونے کے باوجود بھی واجب التعظیم والتوقیر اور وصف رسالت کی وجہ سے مجاہدی باپ ادا اپنی امت پر نافع اور

محقق ہوتا ہے۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ کلام سابق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لفظی ابودہ سے شبہ ابودنکرہ جب وہ باپ نہیں تو شاید رسولی بھی نہ ہوں۔ اس لئے کہ رسول کا امت کے لئے اپنا مشہدات مبنی راسی شہرت کی وجہ سے ایک قول کی بنا پر لفظ علیہ السلام نے اپنے قول کو لا د میں اپنی امت کی عمرات کو مزایا ہے۔ بنا بریں لفظی ابودہ سے لفظی رسالت کا وہم پیدا ہوتا تھا جس کا معنی یہ تھا کہ رسول کے لئے باپ ہونا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لیکن رسول اللہ فرما کر اس شبہ کو دور فرمادیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں سے کسی کے ایک باپ نہ ہونے کے باوجود بھی اللہ کے رسول ہیں۔

خاتم النبیین میں استدراک کی توجیہات

رب اللہ تعالیٰ کا قول وخاتم النبیین تو اس کی بھی حسب ذیل توجیہات علماء مفسرین نے کی ہیں جن کا خلاصہ ہم اسی تفسیر روح المعانی پارہ ۲۲ ص ۳۴ سے ذیل ناظرین کرتے ہیں۔

پہلی توجیہ یہ ہے کہ خاتم النبیین فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال شفقت اور خیر خواہی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ لیکن رسول اللہ کے ساتھ امت کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جس ابودہ کا مذکور ثابت کیا گیا ہے۔ وہ تمام رسولوں کی ابودہ پر فوقیت رکھتی ہے۔ جو انہیں ان کی امتوں کے حق میں حاصل ہے۔ اس لئے کہ جس رسول کے بعد کوئی رسول ہوگا، بعض اوقات اس کی شفقت و نصیحت اپنی غایت کو نہ پہنچ سکے گی۔ کیوں کہ ممکن ہے کہ وہ شفقت و نصیحت علی الامت کے بارے میں اپنے بعد میں آنے والے رسول پر بھروسہ کرے، جیسے کہ حقیقی باپ شفقت علی الاولاد سے متعلق بعض امور اپنے قائم مقام کے سپرد کر دیتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے "وخاتم النبیین" فرمایا تو یہ بات واضح ہوگئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا جس پر بھروسہ کر کے اپنی امت کی نصیحت و شفقت میں حضور و

کوئی کمی چھوڑیں۔

دوسری توجہ یہ ہے کہ خاتم النبیین فرما کر اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ ابوتہ محمدیہ قیامت تک
ممتد ہے۔ لہذا ان کی تعلیم و توفیر نہ صرف بلا واسطہ غائبین پر واجب ہے بلکہ قیامت تک آینوالی
ان کی اولاد و اولاد سب پر اس تعلیم و توفیر کا وجوب ہے۔ اور اسی طرح ان کی شفقت و نصیحت نہ
صرف تمہارے لئے ہے بلکہ قیامت تمہاری نسلوں کے لئے ان کی غیر خواہی اور شفقت دائم و مستمر
رہے گی۔ کیوں کہ وہ آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔

تیسری توجہ یہ ہے کہ ”من رجا لکم“ سے یہ وہم پیدا ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ابوتہ رجا لکم سے منفی ہے۔ رجا لہ سے منفی نہیں یعنی اپنی امت کے مردوں میں سے کسی مرد کے باپ
نہیں۔ مگر ممکن ہے کہ اپنے مردوں میں سے کسی کے باپ ہوں یاں طور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے کوئی لڑکا پیدا ہو کہ حدیث جبریت تک پہنچ جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے باپ قرار
پائیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس شبہ کو لفظ خاتم النبیین لاکر رفع فرادیا یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب یہ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی لڑکا پیدا ہو کہ حدیث جبریت
تک پہنچے تو وہ ضرور نبی ہو۔ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس لئے وہ اپنے مردوں میں سے
بھی کسی کے باپ نہیں ہو سکتے۔ ورنہ ان کا خاتم النبیین ہونا اس بات کے متعنا منافی ہے کہ ان کا کوئی بیٹا
مبلغ بہاں تک پہنچے اور وہ اپنی صلیبی اولاد میں سے کسی دوسرے کے باپ قرار پائیں۔ اس تقدیر پر باپ سے
صلیبی باپ مراد لینے کی وجہ یہ ہے کہ حنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اعتراض وارد نہ ہو کیونکہ
وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صلیبی بیٹے نہیں۔ اس شرط کی دلیل وہ حدیث ہے جسے ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
صاحبزادے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمد کو بھر دیا اور اگر وہ باقی رہتے تو ضرور نبی ہوتے
لیکن وہ صرف اس لئے باقی نہ رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اسی طرح دوسری

ایات میں بھی وارد ہوا۔

بخاری نے من طریق محمد بن بشر عن اسماعیل بن ابی خالد روایت کیا۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں
عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ مجھ میں فوت ہو گئے۔ اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بعد کسی نبی کا ہوتا تھا انہی میں ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابوہریرہ زندہ رہتے۔ لیکن
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نہیں۔

اور امام احمد نے من طریق وکیع عن اسماعیل حضرت ابن اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
وہ فرماتے تھے، ”لو کان بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی صاحبات ابنہ“
اور اسی روایت کو ابن ماجہ وغیرہ نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا۔
اور بعض محدثین نے ابن ماجہ کی روایت کو ضعیف کہا، جیسا کہ امام تھعلانی کا قول ہے، اور امام نووی
نے حدیث ”لو عاقب ابراہیم لکان نبیا“ کو باطل قرار دیا لیکن صحیح بخاری کی روایت ہے۔
موصوف ان یكون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی عباسی وہ لکی لاسی ہذا۔
بدشعبہ صحیح اور شرطیہ مذکورہ کی دلیل ہے۔

ابن عبد البر وغیرہ کے شبہ کا جواب | اس مقام پر ابن عبد البر وغیرہ کا یہ کہنا کہ یہ بات بخاری
سمجھ میں نہیں آتی کہ نوح علیہ السلام کا بیٹا حدیث جبریت
تک پہنچنے کے باوجود بھی غیر نبی تھا اور اگر یہ بات مان لی جائے کہ نبی کا بیٹا نبی ہی ہوتا ہے تو ہر
شخص نبی ہوتا کیونکہ سب لوگ نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ درست نہیں۔ کیونکہ قاعدہ کلیہ
کے طور پر یہ بات نہیں کی گئی کہ نبی کا بیٹا نبی ہوتا ہے اس لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا نبی ہوتا
بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ منصب خاص محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا کہ اگر آپ کا کوئی
بیٹا حدیث جبریت تک پہنچے تو نبی ہو جس کی دلیل وہی حدیث ہے جو بروایت بخاری ہم پیش

کہہ چکے ہیں۔ جس میں خاص حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ الفاظ وارد ہیں کہ، لو فہم ان یكون بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی عاشر ابنہ الحدیث یہ ہر نبی کے لئے نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب خصوصی کی بنا پر حضور علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔

چنانچہ علامہ مہمل نے اس مضمون کو محققین کے کلام سے اخذ کرتے ہوئے نہایت فائدہ انداز میں جامعیت کے ساتھ ارقام فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو فتوحات الہیہ جلد ۳ ص ۱۴۱۔

ولعل وجه الاستدلال انه لما خسر كونه ابائهم كان ذالك منلة ان يتدرم انه ليس منهم وبينه ما يوجب تعظيمهم اسياء واقبوا دم له مدحه ببيان ان حقه اكد من حق الاب الحقيق من حيث انه وسلم ولما كان قوله من رحمكم مظنة ان يتوهم انه اجد احد من رجال نفسه المذمين ولد وامنه دفعه بقوله وخاتم النبیین فانه مبدل على انه لا يكون ابنا لاحد من رجال نفسه ايضا لانه لو بقى له ابن باقر بعد كان الملائق به ان يكون نبيا بعد لا يكون هو خاتم النبیین اه شيخ فانه واددوني الكشاف عن الملازمة اذ كثير من اولاد الانبياء لم يكونوا انبياء فانه اعلم حيث يجعل رسالته واجاب الشهاب عن ذالك بقوله الملازمة ليست مبنية على اللزوم المقتضى ان النسب المستلحق مبدل على مقتضى المسكة الالهية ومن ان الله اكرم بعض الرسل ببعض اولادهم انبياء كالخليل وبيننا اكرمهم وفضلهم فلو عاش اولاده اقتضى تشريف الله له جعلهم انبياء اه

نورجہ: غائباً و جہاً شد راک یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے حق میں حضرت

واللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی فرمائی تو اس سے یہ وہم پیدا ہوا کہ امتیوں اور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درمیان ایسا کوئی امر نہیں پایا جاتا جو افراد امت پر حضور کی تعظیم اور باری کو واجب قرار دیتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس وہم کو یہ بیان فرما کر رفع فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حق بحیثیت رسول ہونے کے حقیقی باپ کے حق سے بھی زیادہ مؤکد ہے اور سب کہ اللہ تعالیٰ کے قول من رحمکم سے یہ وہم پیدا ہوتا تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رجال اولاد میں سے کسی کے باپ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے وخاتم النبیین فرما کر اسے رفع فرمادیا یوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خاتم النبیین ہونا اس ہاست پر ولایت کرتا ہے کہ حضور اپنی اولاد کو اس میں سے بھی کسی کے باپ نہیں اس طاعت کی وجہ سے بلکہ حضرت کے بعد حضور کوئی ایسا باقی رہ کر مدبر و سرپرست نہ ہو کہ آپ کی شان کے لائق یہ ہے کہ وہ آپ کے بعد نبی ہو، ایسی صورت میں حضور علیہ السلام خاتم النبیین نہیں ہو سکتے۔ انتہی شیخ زادہ کثافت نے اس مقام پر منہ ملازمت کا اعتراض وارد کرتے ہوتے ہوئے دلیل متعین میں کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی بکثرت اولاد نبی نہیں ہوئی کیوں کہ اللہ امیت یجعل رسالته اس کا جواب میں شہاب الدین خاچی نے فرمایا کہ ملازمت لزوم عقل و قیاس پر مبنی نہیں بلکہ اس کا مبنی مقتضائے حکمت الہیہ ہے اور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء مثلاً نضیل اللہ علیہم السلام کو ان کی اولاد کے نبی کے ساتھ مکرم فرمایا اور ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سب نبیوں سے اکرم اور افضل ہیں اس سے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے مدبر و سرپرست نہ رہتے تو خود اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف و مکرم کے منصب خاص کا مقتضایہ تھا کہ اللہ تعالیٰ انہیں نبی بنائے۔

اہل علم کے لئے مقام غور
اہل علم حضرات بنظر انصاف غور فرمائیں کہ صاحب طرح العالی
ولادہ محمود اوسى خفی بغدادی علیہ الرحمۃ اور صاحب فتوحات الہیہ

علامہ سلیمان بن عمر نے علماء محققین کے کلام کی روشنی میں آیہ کریمہ و ما کان محمداً اباً احد من رجالکم

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے کس غوی کے ساتھ استدراک کی توجیہات فرمائی ہیں اور کیجئے غافلانہ انداز میں عظمت بین الجملتین کی تقریر فرمائی، اور کس شان سے کلام الہی میں ارتباط واضح کیا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آگے چل کر علامہ سلیمان موسوی علیہ الرحمۃ نے مالکان محمد میں غبی پر کلام کرتے ہوئے تفسیر فائز سے ایسی بات نقل فرمائی کہ جس نے حقیقت حال کو پوری طرح واضح کر دیا اور توجیہ باقی میں کسی ادنیٰ تردد کے لئے بھی گنجائش نہ چھوڑی۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:-

وقوله فلا یکن لہ اسیر رجل مہدہ یکون ہما، النمل فی الحقیقۃ

متوجہ لوصف ای یحکون ابنہ سر جلا و کولہ شیا بعدہ والافند

کان لہ من الذکر مراد لاد ثلثۃ ابراہیم والقاسم والطیب دیکھال لہ

ایضا الطاهر و لکھم ما لہما قبل البلوغ فلم یبغضوا مبلغ الرجال

۱۱ (من المذاہب جمل چہ ۳۴۱)

یعنی اس آیت میں غبی فی الحقیقت وصف کی طرف متوجہ ہے۔ اس وصف

سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کا مرد بالغ ہونا اور حضور کے بعد اس کا نبی

ہونا ہے۔ ورنہ اس میں شک نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین بیٹے تھے۔

ابراہیم قاسم اور طیب۔ طیب کو طاسر بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن وہ سب قبل

البلوغ فوت ہو گئے اور ان میں سے کوئی ایک بھی مبلغ رجال کو نہ پہنچا۔

انتہی فائز

اس عبارت سے اچھی طرح واضح ہو گیا کہ محنت استدراک و عظمت بین الجملتین اور کلام الہی میں ارتباط اسی تقدیر پر ہے کہ خاتم النبیین میں ختم زمانی کو مراوا لیا جائے۔

لیکن سے استدراک کی تیسری توجیہ | لیکن رسول اللہ میں استدراک کی تیسری توجیہ یہ بھی کی گئی ہے کہ جتنا ہے کہ لیکن سے استدراک

اس مقدم پر، قول کلام سے پیدا ہونے والے توہم کو رفع کرنے کے لئے نہ ہو جیسے ”مادرید کیہ لکھہ تنج“ میں ہے بلکہ یہاں استدراک کا مفاد یہ ہے کہ بعد لیکن کے لئے وہ حکم ثابت کیا جائے جو اس کے قبل کے مخالف ہے۔ جیسے یہی م طور پر کہا جاتا ہے ”ما ہذا ساکن لکھہ مقصر“

اور ”ما ہذا ای بعض لکھہ اسود“ بعض آیات قرآن میں بھی اس قسم کا استدراک وارد ہے جب کہ قرآن مجید میں ہے ”یا قوم لبس فی سعاہ“ لیکن رسول صرہ الصالحین کیوں کہ غی نہ بہت انتقاد رسالت کا دھم پیدا نہیں کرتی نہ عازرہ رسالت مشافہایت و تقویٰ کے استغفار کا دھم پیدا کرتی ہے حتیٰ کہ اسے استدراک بمعنی الاول قرار دیا جائے۔ (روح المعانی ص ۳۳)

استدراک اور عظمت بین الجملتین پر مہار مفسرین کے ان روشن بیانات کو دیکھنے کے بعد

پرستارین تہذیب و تعصب کو چھوڑ کر انصاف فرمائیں کہ ناتوقی صاحب نے کلام الہی میں بے ربعلی

پیدا کی ہے یا جہود امت مسلمہ نے؟

ناتوقی صاحب نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ قطعاً سبیل مومنین کے خلاف ہے

زیر نظر مضمون کو بغور پڑھنے کے بعد نصف مزاج معارف پر یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو

جائے گی۔

اس کے بعد ریگزار کشش کے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ مجدد رسالت سے لے کر آج تک بین

مقدس حضرات نے نفوذ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے ساتھ کئے انہوں نے ناتوقی صاحب

کے نزدیک کلام الہی کو بے ربط کر دیا۔ اور بقول ناتوقی صاحب قرآن کریم میں ایسی بے ربعلی

پیدا کی جو اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام میں قطعاً متصور نہیں۔ جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ آج تک کسی

نے خاتم النبیین کے معنی صحیح طور پر کئے ہی نہیں۔ چوہ سو برس کے بعد صرف ناتوقی صاحب

کو یہ توفیق نصیب ہوئی کہ انہوں نے کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف صحیح معنی کئے۔

ح ایں کار از تو آید و مرداں چنین کنند

نقصان قدر کا احتمال بطل ہے
غلطی نمبر ۵

پانچویں غلطی کے بابت عرض ہے کہ ختم زمانی کی تقدیر پر نقصان قدر کا احتمال تو اس وقت ہو سکتا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کمال کے لئے لفظ خاتم النبیین

کے سوا کوئی اور میں قرآن مجید میں نہ پائی جائے اور ہر کمال کا ثبوت اس لفظ خاتم النبیین پر موقوف ہو۔ حالانکہ قرآن مجید میں بے شمار دلائل ایسے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعی کمال پر دلالت کرتے ہیں۔ اور جن سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ کمال علی عمل کے جامع اور تمام کائنات کے سہ مربی اور مفيض ہیں۔ مثلاً اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وما ارسلنا الا رحمة للعالمین اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کے لئے موصوفین کا واسطہ غلطی اور وسوسہ گہرے ہیں۔

(روح المعانی پارہ ۱ ص ۱۵۱)

نیز آیہ کریمہ "اولئک الذین ہدانا لہ فہدانا لہم الفہم افندہ" کے تحت امام راوی نے تمام کمال ثبوت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کیا ہے۔ دیکھئے تفسیر کبیر جلد ۵۔ لہذا ختم زمانی کی تقدیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نقصان قدر کا احتمال ساقط ہے۔

غلطی نمبر ۶

اس کے بارے میں میری معروضات یہ ہیں کہ نانوتوی صاحب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف آخر النبیین کو حسب و نسب اور سکونت وغیرہ اوصاف کی طرح قرار دینا اور اس کا ثبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہ ماننا اس بات کو صاف ظاہر کرتا ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری النبیین ہونے میں بالذات یا بالعرض کسی قسم کی کوئی تفصیلات اصلاً نہیں۔ کیوں کہ وہ وصف آخر النبیین دو دیگر اوصاف مذکورہ مثلاً کل مدنی یا قریشی یا شمی کے مابین کوئی فرق نہیں سمجھتے جس کا خلاصہ یہ نکلا کہ قریشی یا شمی ہونا اور آخر النبیین

ہونا یکساں ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ آخر انسبیین ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے اور کل مدنی یا قریشی یا شمی ہونے میں سما کی بھی خصوصیت نہیں۔ سیکڑوں کا قریشی اور منافقین سکنین مکہ مدینہ ہونے اور بے شمار کفار و مشرکین نسب قریشی و بنی لاشم میں پیدا ہونے، اس کے باوجود نانوتوی صاحب کا وصف آخر النبیین اور اوصاف مذکورہ میں فرق نہ کرنا درحقیقت دین کی بنیاد کو منہدم کرنا ہے۔

مجموعہ تو وصف خاتم النبیین کو بلحاظ اضافت نفییت چاہتے ہیں اور اسی لئے مقام مدح میں اس کے ذکر کو بھی صحیح اور جائز سمجھتے ہیں۔ مگر نانوتوی صاحب کا مسلک اس کے بالکل منافی ہے۔ ورنہ ان کے نزدیک اس وصف اضافی میں کسی قسم کی کوئی نفییت ہوتی تو مقام مدح میں اس کے ذکر کو وہ ہرگز غیر صحیح قرار نہ دیتے۔

غلطی نمبر ۷

اس کے متعلق میری مختصر گزارش یہ ہے کہ نانوتوی صاحب ختم زمانی کی بجائے ختم ذاتی کو بنائے خاتمیت قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ نزول آیہ کریمہ "وکن رسول اللہ و خاتم النبیین" کے وقت سے لے کر اب تک بنائے خاتمیت تاخر زمانی کو قرار دیا جاتا رہا۔ ختم ذاتی کے تصور سے بھی سلف کے اذعان نا آشنا تھے۔ اب تیرہ سو برس کے بعد نانوتوی صاحب نے اثر عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما میں مزید چھ خاتم النبیین ملاحظہ فرما کر ایسی راہ نکالنے کی کوشش کی کہ چھ زمینوں کے چھ خاتم النبیین بھی برقرار ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم والسلام کا خاتم النبیین ہونا بھی برائے نام باقی رہے۔ اس کی صورت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی تھی کہ بنائے خاتمیت کے لئے تاخر زمانی کے سوا کسی اور چیز کو تلاش کیا جائے۔ لیکن جس طرح طلب مجہول مطلق محال ہے اسی طرح وجدان معدوم بھی مطلق متنبہ نتیجہ ظاہر ہے۔

قرآن و حدیث اجماع و قیاس میں کہیں کچھ ہاتھ نہ لگا تو بالآخر انتہائی کمزور کاوش کے بعد خاتمیت کی تین شقیں پیدا کی گئیں اور ختم ذاتی کا ایک خود ساختہ مفہوم تراش کر اس کو

بنائے خاتمت قرار دے دیا گیا جس پر کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال علماء مفسرین و محدثین کی روشنی میں ہم پوری وضاحت کے ساتھ ذکر کیے ہیں۔

ذاتی اور عرضی کی طرف ثبوت کی تقسیم احداث فی الدین ہے۔
غلطی نمبر ۱۲ اس غلطی کے متعلق اتنی بات یاد رکھیں کہ درحقیقت نانوتوی صاحب کے تمام مفادوں کی بنیاد یہی غلطی ہے کہ انہوں نے نبوت کو بالذات اور بالعرض کی طرف تقسیم کر دیا اور میں کتاب و سنت سے ثابت کر چکا

ہوں کہ یہ تقسیم حدیث سے لے کر آج تک کسی نے نہیں کی قرآن و حدیث اور اقوال علماء یاسین کی روشنی میں یہ بات اتنی بے زیادہ روشن ہو گئی کہ نبوت کی تقسیم احداث فی الدین ہے نانوتوی صاحب کے نزدیک یہ تمام البینین جب خاتم النبیین کے معنی آخر البینین کو عوام کا خیال قرار دے دیا اور بنائے خاتمت کسی اور بات پر رکھ دی تو اب تاخر زمانی کے لئے سو فی کلام متفقہی نہیں رہا۔ ایسی صورت میں تاخر زمانی میں آئید کیوں کر نفس قرار پا سکتی ہے؟ حالانکہ ساری اہمت کے نزدیک یہ آئید کریمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر البینین ہوتے پر لیں تھیں ہے۔

اتصاف ذاتی کے لئے تاخر زمانی کا لزوم باطل ہے۔ غلطی نمبر ۱۳ اس غلطی پر سب بقا تفصیل سے لکھا جا چکا ہے یہاں صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اگر اتصاف ذاتی کے لئے تاخر زمانی لازم ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کوئی مومن نہیں ہو سکتا کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف نبوت سے متصف بالذات نہیں بلکہ نانوتوی صاحب کی تصریح کے مطابق وصف ایمان سے بھی بالذات متصف ہیں لہذا جس طرح وہاں خود بخود تاخر زمانی لازم آیا یہاں بھی لازم آئے گا۔ ورنہ لزوم کا دعویٰ باطل ہو گا۔

میں پر جو عبارت تھیں انکس میں خاتم کی گئی ہے وہ سب منہدم ہو کر رہ جائے گی۔ لیکن کیا کوئی ایمان ایسا ہے جو تسلیم کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس طرح بھی نہیں ہو سکتا۔ لیجئے ہی میں لا ہوا بھی محال ہے و معاذ اللہ ثم معاذ اللہ معلوم ہوا کہ اتصاف ذاتی کے لئے تاخر زمانی کے لزوم و قول جاہلہ باطل ہے۔

غلطی نمبر ۱۲ اس کی بابت ہم خود نانوتوی صاحب کا اعتراف تھیں انکس سے پیش کئے دیتے ہیں۔ لہذا ہمیں کچھ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔ نانوتوی صاحب فرماتے ہیں :-

”اگر جو حکم اتفاقی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقص آگیا اور کسی فعل نادان نے ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا ہے؟“
 حکماء بائند کہ کو دگ نادان
 بخلط برہدت زند تیر سے

ہاں بعد وضوح حق اگر فقط اس وجہ سے کہ یہ بات میں نے کہی اور وہ اگلے کہہ گئے تھے میری نہ مائیں اور وہ پڑائی بات گائے جائیں تو قطع نظر اس کے کہ قانون محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بعید ہے، ویسے بھی اپنے عقل و فہم کی خرابی پر گواہی دیتی ہے۔ ”تھذیر انکس ۲۵“

لئے کاش! اگر نانوتوی صاحب خاتم النبیین کے معنی آخر البینین کو عوام کا خیال قرار دیتے اور بنائے خاتمت تاخر زمانی کے سوا کسی اور چیز پر نہ رکھتے تو ہمیں ان کی اس تاویل سے اختلاف کی ضرورت محسوس نہ ہوتی۔

غلطی نمبر ۱۳ اس کے متعلق بھی ہم تھذیر انکس سے نانوتوی صاحب کی ایک عبارت پیش کئے دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے وہ فرماتے ہیں :-

”ہاں اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمت کو زمانی انداز سے عام لیجئے تو پھر

دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا۔ پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی خاقانیت مرتبی ہے نہ زمانی۔
(تخصیر الاناس ص ۱)

اس عبارت کے بعد بھی یہ کہنا کہ نانوتوی صاحب نے خاقانیت زمانہ کا انکار نہیں کیا، کس تقدیر سے معنی اور ممکنہ خیر ہے۔

فصل نمبر ۱۲ اس کی تفصیل بیان ترتیب ہی کے ضمن میں ابتدا ہو گئی وہاں بقولہ خطہ فراموش

ہر کمال کیلئے لفظ تمام نسبین کو
وسیل بنانا درست نہیں۔
اس بحث میں یہ امر خاص طور پر ملحوظ رہے کہ آقائے

نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس
نفیست میں کسی سہانہ کے لئے مجال انکار نہیں ہو سکتی
کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کس کا مبداء اور تمام علمی و ملی خوبیوں کا جامع بنایا ہے
اور تمام کائنات حضور ہی کے فیض سے مستفیض ہے۔ مگر اس کے لئے یہ ضروری نہیں کہ لفظ تمام انبیا
ہی کو دلیل بنایا جائے۔ اس دعوے پر کتاب و سنت میں جہ شمار و دلائل موجود ہیں۔

مولانا کشمیری کا صاحب تخصیر سے اختلاف

اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو نانوتوی صاحب کے پیش نظر اولاد و ابتدا حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا اظہار نہیں بلکہ اثر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں اپنے
نظریہ کا اثبات ہے۔ انہوں نے اپنی بات کی پختہ میں جو طریقہ اختیار کیا ہے۔ وہ اس میں ساری تہمت
سے منفر دہو گئے۔ خود صمدیو بند میں ایسے حضرات پائے جاتے ہیں جنہوں نے اثر عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں نانوتوی صاحب کی روش سے اختلاف کیا۔ دیکھئے آپ کے

مولانا محمد انور شاہ صاحب کشمیری نے بھی اس اثر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فیض الباری
میں علامہ فرمایا ہے۔ اور اس کے متعلق ان کا مسلک آپ کے مولانا نانوتوی صاحب سے بالکل مختلف
ہوتا ہے۔ نانوتوی صاحب اس اثر کو با معنی مرفوع اور سندا صحیح قرار دیتے ہیں جبکہ محمد یاران
۳۲ میں مقم طرانی ہیں۔

اور تو باریاں دیکھ کہ با معنی مرفوع ہے اور با مقبلا سند صحیح۔ بے شک تسلیم
ہی کرنا پڑے گا۔

لیکن مولانا انور شاہ صاحب کشمیری اس کے خلاف ہیں۔ دیکھئے فیض الباری میں انہوں نے
صاف طور پر لکھا۔

والفظ ہر انشہ یس بمرفوع واذا ظہر عندئذ مشاودہ فلا یضی
للافسان ان یحذف نفسه فی شرحہ مع کرمہ شد و اسطرۃ

(فیض الباری جلد ۳ ص ۳۳۳)

ترجمہ: اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اثر مرفوع نہیں ہے اور جب اس کا منشا ہم پر ظاہر
ہو گیا کہ یہ محض عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا ہوا قول
ہے۔ ناقل، تو اب انسان کے لئے یہ بات لائق نہیں کہ وہ اس کی شرح میں اپنے
آپ کو عاجز کر دے۔ باوجودیکہ وہ مکرر (راوی) کی وجہ سے شاذ ہے۔ انتہی

تخصیر الاناس پر فیض الباری کی جرح

صرف یہی نہیں بلکہ مولانا انور شاہ صاحب نے فیض الباری میں اسی مقام مولانا نانوتوی
صاحب کے رسالہ تخصیر الاناس کا ذکر بھی کیا ہے۔ اذ عجیب انداز میں اس کے اعجاز پر جرح
کی ہے۔ فرماتے ہیں:

”وقد العبد لانا الله افردى رسالة مستقيمة في شرح الاشهر المذكورة وماها
تخدير الناس عن انكار اثرا بن عباس وحقق فيها ان خاتمة صلواته عليه
لا يخالف ان يكون خاتم الخسوف ارض اخرى كما هو مذكور في اثر
اسن عباس وسيلج من كلام مولانا الف افردى ان يكون لصلوات ارض
سماوات ايضا كما لا يخفى والمذى يظهر من القرآن كون السموات السبع
كلها ثلاث الاربعين“ اهـ فيض الباری جلد ۳ ص ۳۳۳

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اثر مذکور کی شرح میں مولانا نواف تووی
نے ایک مستقل رسالہ ”تخدير الناس عن انكار اثرا بن عباس“ لکھا ہے اور اس
میں ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی اور خاتم کسی دوسری زمین میں ہو تو محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی غایتیت کے خلاف نہیں، جب کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
تعالیٰ عنہما کے اس اثر میں مذکور ہے۔ اور مولانا نواف تووی کے کلام سے ظاہر ہوتا
ہے کہ ہر زمین کے لئے بھی اسی طرح آسمان ہر جیہ ہمارے زمین کے لئے ہے
قرآن مجید سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ساتوں آسمان اسی زمین کے
لئے ہیں۔ (فيض الباری جلد ۳ ص ۳۳۳)

مولانا انور شاہ صاحب کا نواف تووی صاحب پر طنز لطیف

دیکھئے کس وضاحت کے ساتھ مولانا انور شاہ صاحب نے نواف تووی صاحب کے
کلام کو قرآن مجید کے خلاف قرار دیا ہے۔ اس کے بعد مولانا انور شاہ صاحب نے اثر مذکور کے
متعلق اپنا وہی مسلک بیان کیا ہے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور ساتھ ہی شاہ صاحب نے نواف تووی
صاحب پر نہایت لطیف انداز میں طنز کیا ہے۔ فرماتے ہیں :-

”والحاصل اننا وجدنا الاشهر المذكور شاذ لا يتعلق به امر
من صلوته وصيامنا ولا يتوقف عليه شيء ممن ايماننا وايمان
نترك شرحه وان كان لابد لك ان تقصم في ما ليس لك به
علم فقل على طريق ادب اباح الحقائق ان سبع ارضين
لعلها عبادة عن سبعة عوالم وقد مر منها شذوذا عالم الاجسام
وعالم المثال وعالم الارواح. اما عالم الذود وعالم النعمة فقد مر
به الحديث ايضا لكنا لا ندرى هل هو عالم براہ ام لا فصد
خمسة عوالم واخرج نحوها اثنتين ايضا فالثق الواحد لا يمد
من هذا العالم الا بواحد احكامه وقد ثبت عندنا المشرع وجها
لثقتين قليل وجوده في هذا العالم وحديث يمكن لك ان تلتزم
كون الثق الواحد في عوالم مختلفة بدون محذور انتهي
فيض الباری جلد ۳ ص ۳۳۳

ترجمہ: اور حاصل کلام یہ ہے کہ جب ہم نے اثر مذکور کو شاذ پایا اور اس کے ساتھ
ہماری نماز اور روزے کا کوئی امر بھی متعلق نہیں تھا اس پر ہمارے ایمان
سے کوئی امر موقوف ہے تو ہم نے مناسب جانا کہ اس کی شرح کو ترک کر دیں
اور (اسے مخاطب) اگر تیرے لئے کوئی چارہ نہیں اور تو اس بات پر مجبور
ہے کہ ایسی چیز میں دخل انداز ہو جس کے بارے میں تجھے کچھ علم نہیں (یعنی اثر مذکور
کے بارے میں تو ضرور کچھ کہنا چاہتا ہے) تو اباب حقائق کے طریق پر تجھے یہ
کہنا چاہیے کہ غالباً اثر مذکور میں سات زمینوں کے لفظ سے سات عوالموں کو
تعبیر کیا گیا ہے۔ جن میں سے تین کا وجود تو صحت کے درجہ کو پہنچ چکا ہے، عالم

اجسام، عالم مثال، عالم برزخ، پھر عالم ذر، عالم فساد، تو بے شک ان دونوں کے متعلق بھی حدیث وارد ہوئی ہے لیکن ہم نہیں جانتے کہ یہ دونوں مستقل عالم ہیں یا نہیں۔ پس یہ پانچ عالم ہیں انہیں پانچ کی طرح دو اور بھی نکال لے۔ (تاکہ پورے سات ہو جائیں) تو ایک چیز اس عالم سے دوسرے عالم کی طرف نہیں گذرتی لیکن اس عالم میں گذرتی ہے کہ اس عالم کے احکام لے لیتی ہے۔ اور بے شک ایک شے کہیں اس عالم میں آئے ہے پہلے کسی وجود و شرح مطہر میں ثابت ہو چکے ہیں۔ اور اس وقت تیرے لئے بغیر کسی دشواری کے یہ ممکن ہے کہ تو مختلف عالموں میں ایک ہی جی کے ہونے کا التزام کر لے۔

(فیض الباری ص ۳۳۲)

مولانا کشمیری کا تفسیر پروردگار اور ہماری تائید

شاہ صاحب نے اس عبارت میں بہت ہی کی تصریح نقل کرنے کے باوجود اثر مذکور صحت کو تسلیم نہیں کیا اور اس کو محض لفظ شاذ سے تعبیر فرمایا۔ اسی طرح ”والظاہر انہ لیس مرفوعاً“ کہہ کر اس کے معلقاً مرفوع ہونے کی نفی کر دی اور کسی ایک جگہ بھی اس کے بالمعنی مرفوع ہونے کا قول نہیں کیا اور صاف کہہ دیا کہ ہمارے علم و عقائد میں سے کوئی شے اس اثر عبد اللہ بن عباس سے متعلق نہیں اس لئے ہم اس کی شرح چھوڑتے ہیں یہ نالوثوی صاحب پر ایک قسم کا لطیف طنز ہے۔ کیوں کہ نالوثوی صاحب نے یہ تسلیم کر لینے کے باوجود کہ واقعی اثر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اصول دین اور عقائد و اعمال سے قطعاً متعلق نہیں اس کی شرح میں ایڑی چوٹی کا زور لگادیا۔ مزید برآں شاہ صاحب نے اثر مذکور میں کلام کرنے کو انتہائی طور پر ناپسند کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی شخص اس میں کلام کرنے کے لئے اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ تو اسے وہ بات نہ کہہنی چاہیے۔

۱۔ صاحب نے کہا جگہ (اباب) حق کے طور پر کلام کرنا چاہیے اور وہ یہ کہ سات زمینوں
۲۔ سات عالم مروجے جائیں اور انبار مذکوریں سے ہر نبی کو ہر عالم میں تسلیم کیا جائے، کیوں کہ
۳۔ ایک شے کے متعدد وجود ہو سکتے ہیں۔ لہذا ایک ہی نبی کا ساتوں عالموں میں پایا جانا دشوار

نالوثوی صاحب کے خلاف ایک اور شہادت

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقانی آفندی رحمۃ اللہ علیہ نے عملاً متحققین سے ایک اور
جس نقل کئے ہیں۔ وہ اسی حدیث آدم کا و کلم کہ تحت فرماتے ہیں۔

وقالوا معناه ان في كل ارض خلق الله لهم سادة يشعرون علمهم

مقام ادم ونوح واسماعيل وعيسى فبنات الاعداء في

المقام الحسنه حديث الارضون سبع في كل ارض من الحسن

مشد ما في هذه حتى ادم كادهم و ابراهيم كاهم و اسحق كاهم و يعقوب كاهم و يوسف كاهم و داود كاهم و سليمان كاهم و عيسى كاهم و محمد كاهم و اهل بيته كاهم و ان

هم بقوله عن ابن عباس رضي الله عنهما اصل الله اخذه

عن اسراييل بن ابي اتيه و قيل سبى اسراييل مما و كلف

التراب اذ احد من عمامهم و مشائهم كلف في سيرة الضربة و ذاك

وامثاله اذ لم يجز له ريعه سنده الى معصوم مصر و مصر و

صل قائله انهم كلام المقصد مع تفسير الاسراييل و

وقال في انسان العيون قد جاء حسن ابن عباس

رضي الله تعالى عنهما في قوله تعالى و من الارض مثلهن فان

سبع ارضين في كل ارض سبع كنسبكم و ادم كادهم و نوح كنسبكم

و ابراهيم كاسبراهيم وميس كيسلكم رواه الحاكم المستند
وقال صحيح الاسناد وقال البيهقي اسناد صحيح لكنه شاذ
مباروه اى لانه لا يسلزم من صحة الاسناد صحة المتن فقد
يمكن فيه مع صحة اسناوه ما يمنع صحة فهو ضعيف قال
الحبال السيوطي ويمكن ان يؤول على ان المراد بهم النسخ والذين
كانوا يسلفون الخبر عن الانبياء البشر ولا يبعد ان يسمي كل منهم
سباهم النبي الذي يبلغ منه هدا كلامه وحينه كان لبنا
عليه السلام رسول من النبي اسمه كاسمه ولعل المراد اسمه
المشهور وهو محمد فليتنامل انتهى ما في النسان الميون

(روح البيان جلد ۱۰ ص ۱۰۰ مطبوع مصر)

تسبیحہ تحقیق نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور
اس کے سرور میں جو ان پر ہمارے آدم و نوح اور ابراہیم و عیسیٰ علیہم السلام
والسلام کے قائم مقام ہو کر ان کی قیادت و سیادت کے فرائض انجام دیتے
ہیں۔

علامہ سخاوی نے تصانیف میں اس حدیث کو مہجول کہا اگرچہ حضرت
عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی نقل صحیح ہے۔ مہجول ہونا
اس بات پر مبنی ہے کہ انہوں نے اسے اسرائیلیات یعنی بنی اسرائیل کی ان
اقادیل سے لیا ہے، جو توراہ میں مذکور ہیں۔ یا علماء و مشائخ بنی اسرائیل سے
لیا ہے جیسا کہ شرح نمبر میں ہے۔ یہ افسوس کی روایات جب اخبار اور
سند کے اعتبار سے نبی معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک صحت کے ساتھ پایہ ثبوت

تک نہ پہنچی ہوں تو وہ اسی شخص پر رو کر دی جائیں گی جو ان کا قائل ہے۔ انتہی
اور انسان المیون میں کہا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
قول خداوندی "ومن الارض شعبان" کی تفسیر میں حدیث بنی کنینہ کا دوام
(والحدیث مروی ہے۔ اسے مالک نے مستدرک میں روایت کیا اور اسے
صحیح الاسناد بتایا اور بیہقی نے کہا اس کی اسناد صحیح ہے۔ لیکن وہ مرہ
وروی اس کے ساتھ شاذ ہے۔ یعنی اس لئے کہ صحت اسناد سے صحت متن
لازم نہیں آتی کیوں کہ کبھی باوجود صحت اسناد کے متن میں ایسی بات ہوتی
ہے جو صحت متن سے ملنے ہوتی ہے۔ لہذا وہ ضعیف ہے۔

جلال الدین سیوطی نے کہا کہ اس روایت کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ آدم و
نوح اور ابراہیم و عیسیٰ وغیرہم علیہم السلام سے وہ پیغامبر مراد ہیں جو انبیاء
بشر کی طرف سے جنات کو پیغام پہنچایا کرتے تھے اور یہ بعید نہیں کہ ان
پیغامبروں میں سے ہر ایک اسی نبی کے نام سے موسوم ہو جس کا وہ پیغام دیا
ہوتا تھا۔ یہ جلال الدین سیوطی کا کلام ہے۔ اس وقت یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قاصد از قوم جن تھا جس کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے نام کی طرح تھا اور شاید نام سے حضور کا مشہور نام مراد ہے جو "محمد" ہے۔
یہاں شامل کرنا چاہیے۔ انسان المیون کی عبارت ختم ہوئی۔

(روح البیان جلد ۱۰ ص ۱۰۰ مطبوع مصر)

روح البیان کی اس منقولہ عبارت کا مفاد حسب ذیل ہے۔

۱۔ بقیہ چھ زمینوں میں جن حضرات کا ذکر آئمہ مذکور میں وارد ہے۔ و تحقیق وہ انبیاء اللہ نہیں
بلکہ رسول انبیاء بشر ہیں اور آدم و نوح و ابراہیم و عیسیٰ علیہم السلام کے قائم مقام ہو کر ہر زمین میں

خلق اللہ کی سیادت تیر دلت کے سورا انجام دیتے ہیں یعنی وہ خود انبیاء نہیں بلکہ وصف سیادت
تیر دلت میں انبیاء عیسیٰ السلام کے مثل اور ان کے قائم مقام ہیں۔ علی سر ہے کہ یہ مفہوم نا تو تو می
صاحب کی اس تشریح کے قطعاً خلاف ہے جس پر انہوں نے اپنے نظریات کی بنیاد قائم کی ہے
بقیہ چھ زمینوں میں جب کوئی نبی ہی نہیں بلکہ انبیاء کے قائم مقام ہیں تو نا تو تو می صاحب کے اس، خضرائی
نظریہ کی بنیاد ہی ختم ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی نبی کا پایا جا
حضور کی خاتمت کے متناقی نہیں۔

۱۱۰ امام سخاوی کے نزدیک یہ حدیث مجہول سے اور اس کا ماخذ اقابیل نبی، سرئیل کے سوا کچھ نہیں۔

۳۔ بیہقی نے اس حدیث کی اسناد کو صحیح کہا لیکن اس کے باوجود اس کے متن کو ضعیف قرار دیا۔ ناٹوٹوی صاحب نے بیہقی کے قول میں ”اسناد صحیح“ دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ بس یہ حدیث صحیح ہے اور یہ نہ دیکھا کہ صحت اسناد کے لئے صحت متن لازم نہیں۔ کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ سند صحیح ہو اور متن میں کوئی ایسی غلطی واقع ہو پائی جائے جو اس کی صحت سے مانع ہو۔ اُتاس بنا پر وہ متن ضعیف ہو۔ اس روایت میں بالکل یہی صورت پائی جاتی ہے کہ اگر تاویلات مابین سے قطع نظر کر ل جائے تو ظاہر معنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے منافی ہے اور یہ منافات یقیناً غلطی واقع ہے جس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف قرار پائے گی۔

مانو تو می صاحب پر صاحب روح المعانی کار و شدید

علامہ سعید محمود الدیوبندوی رقتہ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں اثر مذکور کے متعلق
رقطرانہ ہیں :-

هــمـيـه مـتـلـبـا^{١٢}

ذہبی نے کہا کہ اس کی اسٹاویمچ ہے۔ لیکن یہ شاذ و نادر ہے۔ ابوالفتحی کے لئے اس پر کسی متجددیت کرنے والے کو یہیں نہیں جانتا۔

وذكر البرجيات في البحر المحمود عن أبي عبد الله
في روضه وهو من رواية النواقدي الكذاب واقول لا مانع عقلاً
ولا شرعاً من صحته والمسارادان في كل ارض خلقا يسير جميعون
الى اصل واحد وجميعهم من ادم في ارضه الى ادم عليه السلام
وضيه المراء ممتازون عن سائرهم كنوح واسماعيل وغيرهما فافئداً

(روح المعانی پر ۲۸، طبع جدید ۱۳۵۰ طبع قدیم)

ابو جہان سند بحر میں اس کے ہم معنی روایت جبر الائمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہے اس کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کے موضوعات ہونے میں کوئی شک نہیں اور وہ واقعی کتب کی روایت سے ہے۔

وہ میں کہتے ہوں کہ عقائد و شرفا اس حدیث کی سمیت ہے کوئی امر مانو نہیں۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ہر زمین میں مخلوق ہے۔ جو جس واحد کی طرف رجوع کرتی ہے۔ جیسے ہماری زمین میں برحق، آدم، آدم علیہ السلام کی طرف رجوع میں، اور ہر زمین میں کچھ ایسے افراد ہیں جو اپنے بقیہ افراد پر کسی طرح امتیازی نشان رکھتے ہیں۔ جیسے نوح، اور ابراہیم وغیرہا علیہم السلام ہم میں ممتاز ہیں۔ انتہی (روح المعانی پٹ حصہ ۱۲، طبع قدیم حصہ ۳، طبع جدید)

علامہ سید محمد اویسی نے بھی حکمت حدیث کا مدار صرف اس امر پر رکھا کہ اس حدیث میں ہر زمین میں بنی حضرت کا ذکر ہے وہ انبیاء راشدہ نہیں بلکہ امتیازی شان میں ان کے مشابہ ہیں۔ یہ تہذیب صاحب روح البیان کی منقولہ تفسیر کے عین مطابقت ہے۔ اور دونوں کا مفاد بھی ہے کہ

چھ زمینوں میں انبیاء راشدہ نہیں پائے جاتے بلکہ سیادت و قیادت اور عظمت و امتیازی حیثیت میں انبیاء علیہم السلام سے مشابہت رکھتے ہیں۔ اور ان کی قائم مقامی کے فوائد انہماک دیتے ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کی یہ توجیہ نافوتوی صاحب کے خلاف ناقابل رد شہادت اور ان کے خود ساختہ مسلک کی تردید شدید ہے۔

اثر عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند و متن اور صحت و ضعف اور اس کی توجیہ و تادیب سے متعلق جن اہم امور کو نافوتوی صاحب نے عمد یا خطا چھوڑ دیا تھا۔ ہم نے نہایت ہی اختصاراً اور جامعیت کے ساتھ انہیں بیان کر دیے ہیں۔ جسے بغور دیکھنے کے بعد اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا کہ اثر مذکورہ معطل و ضعیف ہے۔ اور اگر بالفرض اس کی صحت کو تسلیم کر لیا جائے تو نافوتوی صاحب کی توجیہات کتاب و سنت کے قطعاً منافی ہیں۔

نیز اس بیان سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ مولانا احمد شاہ صاحب کشمیری نافوتوی صاحب کی توجیہات سے بیزار ہیں۔ مولانا انہوں نے بھی اسی توجیہ کو پسند فرمایا ہے ہم عرض کر چکے ہیں۔

والحمد لله على احسن وجه وصلى الله تعالى على حبيبہ محمد

والله داحصا به اجمعين

تقریظ

از قلم فیض رقم امام المناطقہ میں لفظ اسفہ استاذ الاساتذہ فخر البہارہ

جامع العقول والمنقول العلماء الفہامہ الفیاض الحاج مولانا عطا محمد صاحب چشتی

گوٹھروی دامت برکاتہم العالیہ مدرس دارالعلوم "منظہر بیادادیہ" بنیال ضلع سرگودھا

(نوٹ) حضرت ممدوح نے زیر نظر مضمون کو بغور ملاحظہ فرما کر "تمذیر اناس" کی عبارت کا مدد اور اعظمیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کی عبارت تشریف پر اعتراض کرنے والوں کا اجمالی جواب نہایت مدققانہ انداز میں تحریر فرما کر آخر میں زیر نظر مضمون (التبشیر بعد التذیر) کی تائید و توثیق فرمائی ہے۔ لیکن چونکہ حضرت ممدوح مدظلہ نے اپنے علمی و تدبیری مشغل میں انتہائی مصروفیت کے باعث کمال اجمال سے کام لیا ہے۔ اس لئے تا حصول تفصیل ان ازاں ممدوح موصوف ہم اس مدد اور اجمالی جواب کی اشاعت کو ملتوی کرتے ہوئے زیر نظر مضمون کی تائید و توثیق سے متعلق ممدوح کی تقریظ کا آخری حصہ بعد شکریہ ہیہ ناظرین کرتے ہیں۔

(ناشر)

خزانہ زمان محقق و دواں علامہ احمد سعید شاہ صاحب کانپی دامت برکاتہم العالیہ اپنے بحر مواج کی مہولی سی ہر کام محالہ کرنا چاہیے جس میں حضرت موصوف نے نہ صرف اعظمیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ العزیز پر زبان طعن و ماذ کر کے والوں کو دواں شکن جواب دیا، بلکہ تمذیر اناس کی عبارت کی بارگاہ

بے نظیر و ذکر کے بہا منشور کر دیا۔ میں نے اسے گہری نظر سے مطالعہ کیا حضرت موصوف کے علمی تبحر اور صداقت مسلک کو ہر جگہ موجزن پایا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے انبیاء کرام کی عزت و عصمت پر ناپاک حملے کرنے والوں سے مخالفت کے لئے دنیا سے منیت میں یہ یگانہ روزگار محقق مقرر فرمائے جو اپنے گرافیا یہ علمی نکات اور بے راک تحقیقات کے ذریعہ ہر حق کے دلائل و اعترافات کے ایسے جواب دیتے ہیں کہ کسی کو مجال تکلم نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ حضرت موصوف کو تادیر وین شین مسلک اہل سنت و جماعت کی خدمت کا موقوفہ عطا فرمائے۔ آمین۔

حررہ فقیر خادم العلماء محمد اچشتی الکوٹروی
المدرس ہذا العلوم مغربیہ و اسلامیہ فی بلدہ ہندیال ضلع سرگودھا

اَمَّا مُحَمَّدٌ اَبَا الْحَكَمِ مِنْ رَحَابِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ

التنوير

لدفح ظلام

التحذير

متدویش و مترتیب

الفصل حضرت علامہ غلام علی قادری اشرفی

شیخ القرآن والحديث جامعہ تحقیق العلوم اشرف المدارس ایشاد کاٹھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

اقبال بعد۔ اس مقالہ میں غلام علی انصاری نے امر ثابت کیا گیا ہے کہ امام اہلسنت وجماعت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی قدس سرہ نے صراطِ امین میں علامتے حسین شریفین کی تصدیق و توثیق کے ساتھ جن اکابر و تابعین دیوبند کی تکفیر فرمائی ہے، بالکل برحق ہے۔ اور تحذیر الانس و حفظ الایمان اور براہین قاطعہ کی محل نزاع عبارت صریحہ کفر میں ان میں کوئی صحیح تاویل نہیں ہو سکتی۔ مضامین مقالہ کی ترتیب یہ ہے:

۱۔ تکفیر کے مسئلہ اصول و دیوبندی مصنفین اور مناظرین کی کتب سے

۲۔ تحقیق مسئلہ ختم نبوت

۳۔ ابی دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الانس کا ردِ یلغ

۴۔ دیوبندی تاویل کا علمی اور تحقیقی مہذب پوشہ وارث

یہ مقالہ جناب محترم حکیم محمد موسیٰ صاحب امر قسری سرپرست اعلیٰ مرکزی مجلسِ رضا لاہور کے ارشادِ اگامی کی تیس میں لکھا گیا تھا۔ اور اس سے قبل ماہ نامہ فیضِ رضا میں شائع ہو چکا ہے۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ اہل علم حضرات نے اس کی نہایت تحسین فرمائی ہے۔

اس تحریرِ منیر کا نام ”التنوير لرفع غلام التذير“ تجویز کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بے قبول فرمائے اور ذریعہ نجات بنائے۔ و ماہ اللہ علی اللہ بہزمیزہ

فقیر الفضل غلام علی اشرفی غفرلہ

خادم التفسير والحديث جامعہ حنفیہ دارالعلوم اشرف المدارس

ملتان روڈ اکاڑہ۔ ۱۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مسئلہ تکفیر کے متعلق چند مسلمہ اصول

۱۔ کفر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔

۲۔ علمائے اسلام جلد باز ہیں۔ نہ فردی اور تلقیاتی اور اجتہادی امور میں کوئی تکفیر کرنا ہے۔ بلکہ جب تک آفتاب کی طرح کفر ظاہر نہ ہو جائے۔ یہ مفہوم جماعت کبھی ایسی جزاآت نہیں کرتی۔ حتیٰ الوسع کلام میں تاویل کر کے صحیح معنی بیان کرتے ہیں۔ مگر جب کسی کا دل ہی جہنم میں جانے کو چاہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرہ سے خارج ہو جائے تو علمائے اسلام مجبور ہیں جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے۔ اسی طرح کافر کو مسلم کہنا بھی کفر ہے۔ (ارشاد العذاب ص ۲)

۳۔ علماء نے بہت احتیاط کی مگر جب کلام میں تاویل کی گنجائش نہ رہے اور کفر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تو پھر پھر تکفیر کے چادر ہی کیا ہے۔

۴۔ اگر ہم کفر کو نابینا و چاہ است اگر خاموش بنائیں گناہ است ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلعت گمراہ ہو جائے تو اس کا دہل کس پر ہوگا! ہر علمائے اسلام کا کام کیا ہے؟ جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے؟ (ارشاد العذاب ص ۳)

۵۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔ (ارشاد العذاب ص ۴)

۶۔ کسی مسلمان کو افرادِ توحید و رسالت وغیرہ عقائدِ اسلامیہ کی وجہ سے کافر کہتے

کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر بتایا۔ اسی طرح کسی کافر کو عقائد کفر کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ اس نے کفر کو اسلام یا حالانکہ کفر کہے۔ اور اسلام اسلام ہے۔ اس مسئلہ کو مسلمان اچھی طرح سمجھ لیں اکثر لوگ اس میں احتیاط کرتے نہیں۔ حالانکہ احتیاط یہی ہے کہ جو منکر مذہب و دین جو اسے کافر کہا جائے۔ کیا منافقین توحید و رسالت کا اقرار نہ کرتے ہیں پانچوں وقت قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے؟ مسیحا کذاب وغیرہ مدعیان نور الہی قبلہ نہ تھے؟ انہیں بھی مسلمان کہو گے؟ (اشد العذاب ص ۱)

(احسن البیان، ادیس کاندھلوی، اکثر الامیان، مفتی محمد شفیع)

۴۔ جو کافر اور مرتد کو کافر اور مرتد نہ کہے وہ بھی کافر ہے (اشد العذاب ص ۱) کفار اللہ تعالیٰ، کذب یقین قرآن کی روشنی میں، احسن البیان، ۵۔ علی حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کافتویٰ بالکل صحیح ہے۔

مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی لکھتے ہیں۔ بعض علماء دیوبند کو خانصاحب بریلوی فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں جانتے ہیں تاہم تو ہی نے تہذیب الناس میں لکھا ہے (چرچائے مجاہدین کے علم کو آپ کے علم کے برابر کہتے ہیں۔) (جیسا کہ حفظہ الامیان میں تھانوی کی عبارت شیطان کے علم کو آپ کے علم سے اللہ تعالیٰ کے علم سے نازل کہتے ہیں۔ لہذا وہ کافر ہیں۔ تمام علماء دیوبند فرماتے ہیں۔ کہ خانصاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے۔ جو ایسا کہے وہ کافر ہے مرتد ہے۔ ملعون ہے۔ لادہم بھی تہذیب سے فتویٰ پر دستخط کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے زیادہ۔ کہ جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

یہ عقائد بے شک کفریہ عقائد ہیں۔ ص ۱۰، ص ۱۱

۶۔ حاشیہ اور شاہ کشری سابق صدر مدرس دیوبند مفتی محمد شفیع دیوبندی، ۷۔ مصنف محمد، ادیس کاندھلوی شیخ حدیثہ جامعہ اشرفیہ دہلی۔

دیوبندی مخالفین کا اعتراض :-

۱۔ خانصاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے۔ جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو خانصاحب پر ان کی تکفیر فرض تھی مگر وہ ان کو کافر نہ کہتے۔ تو خود کافر ہو جاتے جیسے علماء اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب اور مرزا یوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزا یوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری یا قدنی وغیرہ ہوں۔ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (اشد العذاب ص ۱۱) ۲۔ کلمات کفریہ کہنے والا جب تک اپنے ان کفریات سے توبہ نہ کرے اس کا دعوئے اسلام بے کار ہے۔ درہنگی اسی اشد العذاب میں لکھتا ہے۔ "مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات پیش کر دیتے ہیں جن میں ختم نبوت کا اقرار ہے۔ جیسے علیہ السلام کی تعلیم اور عظمت شان کا اقرار ہے۔ اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب مال کے پیٹ سے کافر نہ تھے ایک مدت تک مسلمان تھے اور چونکہ دجال تھے اس وجہ سے ان کے کلام میں باطل کے ساتھ حق بھی ہے۔ تو پہلی عبارات مفید نہیں۔ جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھائیں۔ کہ میں نے جو فلاں معنی ختم نبوت کے غلط کیے ہیں۔ وہ غلط ہیں۔ صیح معنی یہ ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی حقیقی نہ ہوگا یا عیسیٰ علیہ السلام کو جو فلاں جگہ گالیاں دے کر کافر ہوا تھا۔ اس سے توبہ کر کے مسلمان ہوا ہوں۔ ورنہ ویسے نو مرزا صاحب اور تمام مرزائی، لفظ اسلام ہی کے بولتے ہیں۔ اس وجہ سے مسلمان دھوکا میں آ جاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے قائل ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کرتے ہیں۔ قرآن کو بھی مانتے ہیں۔ لیکن معنی وہ نہیں جو قرآن و حدیث نے بتلائے ہیں۔ معنی ان کے وہ ہیں جو مرزا صاحب نے تصنیف کر کے کفر کی بنیاد ڈالی ہے۔ لہذا جو عبادت مرزا صاحب اور مرزا یوں کی لکھی جاتی ہیں۔ جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں

یا توبہ نہ کریں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں (اشد العذاب مرہ)

اب دیوبندی مناظر کی اس تحریر کو پیش نظر رکھ کر مرزا اور مرزائی کی جگہ علی دیوبند اور دیوبندی رکھ لیں۔ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندیوں کا ختم نبوت اور قرآن پاک ماننے کا دعوے اس وقت تک بیکار ہے جب تک کہ یہ اپنی عبارت کفریہ سے توبہ نہ کریں۔ جن کی بنا پر طاعت نافرمانی بریلوی اور علمائے حرمین نے ان کی تکفیر کیا (۱۲۷۱ھ) کیا بغیر قصد اور ارادہ کے بھی حکم کفر مانا ہوگا؟

اگر کوئی شخص عمدتاً کلمات کفریہ کہے اور بعد میں یہ کہہ دے کہ میری نیت تو میں کی نہیں تھی۔ تو اس کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا اور اس پر حکم کفر مانا ہوگا۔ اگر اس قسم کا مذکر قابل قبول ہو تو اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ کسی بڑے سے بڑے گستاخ کو بھی جب کہا جائے گا کہ تو نے کفر کیا ہے۔ گستاخی کی ہے۔ شان رسالت میں صریح توہین کی ہے۔ تو وہ جواب میں کہہ سکے گا کہ میری نیت توہین کی نہیں تھی۔ دیکھئے اگر کوئی شخص دوسرے کو گالی دے کہ اسے ولولہ لگا اور وہ جوتائے کر اس کے سر پر سوار ہو جائے تو کیا صریح گالی دینے والا یہ کہہ کر بچ سکتا ہے کہ میری نیت گالی کی نہیں تھی۔ دیکھو قرآن کریم میں کیا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ موجود ہے۔ حرام، حرمت اور عزت سے ماخوذ ہے۔ لہذا علمائے اعلام نے اس مسئلہ میں یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے۔

إِذَا مَذَّارٌ فِي الْحُكْمِ بِالْكَفْرِ عَلَى الظُّوْهِ وَلَا نَظَرَ الْقَصُودِ وَالنِّيَّاتِ وَلَا نَظَرَ الْقَرَأْنِ صَلَاحِهِ (الاعلام القواعظ الاسلام علی سائش الزجر ص ۳۶۶) اگلا مراد اس سے ہے کہ کفر کے حکم کا دار مدار ظواہر پر ہے۔ اداؤں، نیتوں اور قرآن حال پر نہیں۔

ایسے ہی انور شاہ صاحب نے اگلا المریدین ص ۶۶ پر لکھا ہے۔ وقد ذکر العلماء ان التعمور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر، اور علماء اسلام نے فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت و

دلیری کفر ہے۔ اگرچہ کہنے والے نے توہین کا قصد نہ کیا ہو۔

دیوبندیوں کا مسلحہ اکل مولوی رشید احمد گنگوہی خود طائف رشیدیہ پر لکھتا ہے۔ "جو الفاظ موسوم بغیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت عقارت نہ کی ہو۔ مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ شہادتِ مسلمہ ان عبارت مذکورہ کو پیش نظر رکھ کے تھانوی کے اس منادقاہ خدرنگ کا جائزہ لیں۔

"جب میں اس مضمون کو حیثیت سمجھتا ہوں اور میرے دل میں اس کا خورہ نہیں گزرتا۔ تو میری مراد کیسے ہو سکتی ہے۔"

ہاں جناب آپ کی مراد ہو یا نہ ہو یہ مضمون خبیث ہے۔ جو حفظ الایمان میں آپ نے لکھا ہے۔ گستاخی اور توہین کے لئے الفاظ کو دیکھا جاتا ہے۔ قائل کی مراد نہیں دیکھی جاتی۔ خود تھانوی لکھتا ہے۔ ہر شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد، حراہ یا اشاراتی بات کہے (جو تھانوی نے کہی ہے) میں اسکو خارج از اسلام سمجھتا ہوں۔ (بسط البیان)

تمام علمائے اہل امت کا اجماع ہے کہ سنیہ عالم علی الشریعہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی و توہین کفر ہے۔ شرح شفا میں ہے۔ محمد بن سمنون نے فرمایا کہ اجسم العلماء علی ابن شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لمتنقص لکافر ومن شاتم فی کفرہ و عذابہ کفر۔

اشد العذاب مرہ، شرح اشقا المذنب علی قاری ص ۳۹۶، اگلا المریدین ص ۶۶ انور شاہ دیوبندی شیری صریح کلام میں تاویل مقبول نہیں ہوتی۔

قل حبیب بن لہیم بلان، اذعاء التاویل فی لفظ صریح لا یقبل۔

حبیب بن ربیع نے فرمایا۔ اس لئے کہ لفظ صریح میں اس کی تاویل کا ادا مقبول نہیں ہے۔ نیم راضی شرح شفا ص ۳۶۶، اگلا المریدین ص ۶۶، شرح شفا قاری ص ۳۹۶ احسن البیان ص ۶۶

حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین یعنی آخر انبیاء ماننا ضروریات دین سے ہے۔

قَالَ فِي الْأَشْبَاهِ فِي كِتَابِ التَّيْسِيرِ ، وَالْمَعْرِفَةِ أَنَّ عَمَلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَضَافَ إِلَيْهِ
فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ لَأَنَّهُ مِنَ الْغُرُورِيَّاتِ ،
بِشَخْصٍ مَعْرُوفٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوَسْوَثَةٍ قَدِيمَةٍ مَنَعَتْهُ مِنْ أَنْ يَكُونَ مِنْهُمْ ، هَذَا مَعْنَى رَحْمَتِ اللَّهِ
كَوَسْوَثَةٍ نَحْوِهَا مَعْرُوفِيَّاتٌ دِينَ سَبَبٌ -

۱۱۔ غروریات دین میں تاویل کفر کو دفع نہیں کرتی۔

أَنَّ التَّائِيلَ فِي ضَرْبِ بَيِّنَاتٍ لَدِينٍ لَا يَدْفَعُ ، لِقَوْلِهِ لَا يَدْفَعُ الْكُفْرَ الْكُفْرُ الْكُفْرُ وَلَا يَدْفَعُ
وَلَا تَأْوِيلُ فِي ضَرْبِ بَيِّنَاتٍ لَدِينٍ لَا يَدْفَعُ الْكُفْرَ ، عِلَالُهَا كَقَوْلِي عَلَى الْبَيِّنَاتِ وَهَذَا كَقَوْلِي
فِي الْخُطْبَى - (عاشق سیکوٹی)

بلکہ تاویل فاسد ثبوت کفر کے ہے۔

وَمِنْ فِي الْقَوَامَاتِ مَعْنَى ۱۲۔ التَّائِيلُ الْفَاسِدُ كَالْكَفْرِ الْكُفْرُ الْمَعْدِيں رَدِّهِ
مُتَوَازِلَاتٍ فِي تَأْوِيلِ بَيِّنَاتٍ كَفَرَتْ بِهِ -

جس طرح دین کے کسی حکم قطعی اور متواتر کا صریح انکار کفر ہے۔ اسی طرح قطعی
اور متواتر میں تاویل کرنا بھی کفر ہے۔ کیونکہ قطعی امور کی تاویل بھی انکار کے
میں ہے۔ مثلاً جس طرح نماز اور روزہ کا صریح انکار کفر ہے۔ اسی طرح نہ
اور روزے میں ایسی تاویل کرنا جو اہل سنت محمدیہ کے اجماعی معنی و اجماعی عقیدہ
کے خلاف ہو وہ بھی کفر ہے اور اس طرح کے تاویل کفر کو اصطلاح شریعت
میں الحاد و زندقہ کہتے ہیں۔ (حسن البیان ص ۳۰۰ ، انکار المحدثین ص ۳۰۰)

ختم نبوت کے بار میں تمام امت کا اجماعی عقیدہ

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ سَيَاوِسَ اس کا کلام سچا ، مسلمان پر جس طرح لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
ماتا ، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو حمد ، صمد ، لا شریک لہ جانتا عرض اقل و مست
ایمان ہے۔ یومِ مُحَمَّدٍ تَرْسُولُ اللَّهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو خاتم النبیین مانتا

کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جانتا
بل و جزو ایمان دایمان ہے۔ وَلَٰكِنْ تَرْسُولُ اللَّهِ وَحَقَائِقُ الْبَيِّنَاتِ نَصْرُ قَطْعِي
ان ہے۔ اس کا منکر ، نہ منکر بلکہ شک کرنے والا ، نہ شک بلکہ ضعیف احتمال جعیف
توسم۔ خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون ، غدار فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی
وہی ہو ، بلکہ جاس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلق ہو کر جسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر۔ جو اس کے
اور ہونے میں شک و تردید کو یاد دے وہ بھی کافر بتین انکار علی النکرات ہے۔

نوربندی ، در مختار ، شفاء و الاطعام بنو اربع ، الاسلام ، فتاویٰ مدنیہ ، رجزاء لندہ و ہمسک

(ازام لی سنت علیہ السلام)

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے۔ جو اسلام کے اصول اور
روایات دین میں شمار کئے گئے ہیں۔ اور عہد نبوت سے لیکر اس وقت تک ہر
سمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے۔ اور انصاری صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور
تفسیر کے خاتم النبیین ہیں۔ اور یہ مسئلہ قرآن کریم کی صریح آیات اور احادیث متواترہ
اور اجماع اہل سنت سے ثابت ہے۔ جس کا منکر قطعاً کافر مانا گیا ہے اور کوئی تاویل در
تفسیر اس بارے میں قبول نہیں کی گئی

(مسکت غام از محمد ریس کا مذہبی شیخ احادیث جامعہ شریفیہ لاہور)

دیوبندی علامہ نور شاہ کا شمیری اپنے رسالہ "عقیدۃ الاسلام ص ۲۲۰ پر لکھتے ہیں "۔

ثُمَّ إِنَّ الْأُمَّةَ أَجْمَعَتْ عَلَى أَنَّ الْبَيِّنَاتِ بَعْدَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا رِسَالَةَ
أَجْمَاعاً قَطْعِيّاً وَتَوَاتُرَتْ بِدَلَالَةِ حَدِيثِ نَحْوِ مَا مَعْنَى حَدِيثِ قَتَادَةَ وَبَلَدُ
بِحَيْثُ يَنْتَفِي بِخَتْمِ الزَّمَانِ كَقَوْلِهِ بَلَدُ صَبْحَةٍ

یہ علامہ صاحب انکار المحدثین ص ۲۳۰ میں لکھتے ہیں۔

وَكَذَلِكَ نَكْفُرُ مَنْ ادَّعَى نُبُوَّةَ أَحَدٍ مَعَ نَبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي زَمَانِهِ
مُكْتَلِمَةً الْكَذَّابِ وَالْأَسْوَدَ الْغَضِيَّ أَوْ ادَّعَى نُبُوَّةَ أَحَدٍ بَعْدَهُ فَإِنَّ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ
نُفْعٌ ، الْقُرْآنُ وَالْحَدِيثُ فَمَنْ كَذَّبَ بِهِ فَلَهُ وَرَسُولُهُ كَقَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْيُسُوبَةِ

(فرقة من اليهود) بلکہ اسی کتاب کے مسئلہ پر لکھا ہے کہ

حضور علیہ السلام کے بعد جو کسی نبی کا آنا جائز نہ ہو بھی کافر ہے و کذاب رسولاً
او نبیاً و نقصہ بای نقص کان منہراً منہ صلی اللہ علیہ وسلم و تحقیقاً و وجوز
نبوتہ احدی بعد وجود نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و عینی علیہ الصلوٰۃ والسلام
نہی قبل فلا یرو (مختصر شرح منہاج) اس کے بعد لکھا

«فساومذہبہم منہی عن البیان بشہادۃ العیان کیف یخونونی الخجور بنی
مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم و بعداً و ذلک لیسئلزم تکذیب القرآن اذ قد
نقل علی اللہ عنہم البتین و انہ المرسلین فی السنۃ انا عاقب لابی
بعدی و اجمعت الامۃ علی بقدر حدنا الکلام علی ظاہرہ و احدى
لمسائل المشہورۃ لہی کفرنا بہا الفلاسۃ لہم اللہ تعالیٰ»
(شرح الفرائد علی الامارات بالشیخ علی بن ابی حمزہ)

اب مفتی محمد شفیع دیوبندی کی بھی سنہی۔

مگر خاتم النبیین اور لابی بعدی میں تلاویات باطل کرنے والے کو دائرہ اسلام
سے خارج نہ سمجھا جائے۔ تو پھر بہت پرست اور شریکین کو بلکہ ان کے معلم و
امام ابویس کو بھی دائرہ اسلام سے خارج و کافر نہیں کہہ سکتے۔

اور جو لوگ ایسی تاویلات باطل کر کے امت کے اجماعی عقائد اور قرآن و حدیث کی واضح تصدیقات
کی تکذیب کرنے والوں کو امت اسلامیت سے علیحدہ کرنے کو اس لئے ٹھہرا سمجھتے ہیں کہ اس سے
اسلامی برادری کو نقصان پہنچتا ہے۔ ان کی تعداد کم ہوتی ہے۔ یا ان میں تفرقہ پڑ گئے
تو انہیں خور کرنا چاہیئے۔ کہ اگر تفرقہ و اختلاف سے بچنے کے یہی معنی ہیں کہ کوئی کچھ کیا کرے
اور کہا کرے مگر اس کو دائرہ اسلام سے خارج نہ سمجھا جائے۔ تو پھر ان مٹھی بھر ملاحدہ
و زنا و قد سے ملت کو کیا سہارا لگتا ہے۔ ایسی پوچھ تلاوت کے ذریعہ تو سارے جہان
کے کافروں کو ملت اسلامیت میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ اگر ایسی ہی۔ وادری کرنا ہے
تو بیت بھر کر کہا جائے تاکہ دنیا کی ساری قومیں اور سلطنتیں اپنی بوجائیں وریکھ و ایمان کی

بٹک ہی ختم ہو جائے۔
۱ کفر و بیان قرآن کی روشنی میں ص ۴۴

حمد نبوت سے لیکر اب تک تمام امت کے علماء اور صلحاء و مفسرین اور
محدثین، فقہاء اور متکلمین، اور اولیاء و عارفین سب کے سب ختم نبوت
کے یہی معنی (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہ ہوگا) سمجھتے چلے آئے ہیں۔ اور بطریق تواریخ عقیدہ ہم تک پہنچا ہے۔

بس طرح صلوٰۃ و زکوٰۃ کے معنی میں کوئی تاویل قابل التفات نہیں۔ اسی طرح ختم نبوت
کے معنی میں بھی کوئی تاویل قابل التفات نہ ہوگی۔ بلکہ ایسے صریح و رمتو تر کلام میں
تاویل کرنا استہزاء اور تمسخر کے مرادف ہے۔

(حشتمین ابیان ز مولوی محمد ابویس کاندھلوی دیوبندی)

ہیں اس بحث کی ضرورت نہیں کہ مرزا صاحب و (مولوی صاحب) کی تاویلات
مہملہ کی طرف توجہ کریں۔ دیکھنا یہ ہے کہ جس نبی پر خاتم النبیین کی آیت اتر چکی
ہے اس آیت کے کیا معنی تھے اور امت کو کیا معنی تھے۔ اور عبد صاحب سے لیکر اس
وقت تک پوری امت اس آیت کا کیا معنی سمجھتی تھی۔ کیا تیرہ سو سال کے علماء امت
اور نہ لغت و عربیت کو عربی لغت کی تنہی بھی خبر نہ تھی جس کی تاویلات و تفاسیر اور تاویلات
کے بقول خود کو دکھانے کو کوئی بھڑائی عربی کی خبر تھی۔

(حسن بیان ص ۱)

خاتم النبیین کا معنی اہل لغت کے نزدیک

الْحَاقُّمُ وَالْحَاقُّمُ مِنَ السَّمَاءِ الْبَتِّ صَلىَ اللہ علیہ وسلم بِالْفَتْحِ سَمِیْ اِی
انہرہم و بالکسر اسم فاعل (مجمع بحر الاقوال ص ۱۰) زیر لفظ ختم خاتم
النبیین (لا تاتخلف النبوتۃ اسی قسمہا بحجیثم۔

حضور کو خاتم النبیین اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی نبی
تشریف آوری سے کس کو کہل کر دیا۔

(مفردات امام رغب مصنف علی حاشیہ النہایہ بن تیرہ ج ۲۱)

ختم نبوت اور قرآن کریم

تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ الَّتِي نُنَزِّلُ بِالْحَقِّ ۚ وَمَا كَانِ مُحَمَّدٌ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ
وَحَاقَمُ الْبَلْبَيْنِ ط وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ بِتِمْزِيلِ رَبِّ
مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے آپ نہیں۔ اے اللہ کے رسول
اور آخر الانبیاء میں۔ اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

ختم نبوت اور مفسرین عظام

۱۔ اس آیت میں اللہ خاتم کی تین قرأت ہیں۔ ماسوا حسن اور عامہم کے باقی قرارنے خاتم
یعنی اللہ خاتم النبیین پڑھا۔ عبد اللہ بن مسعود کی قرأت میں وَلَكِنْ نَبِيًّا خَتَمُ
الْبَلْبَيْنِ ہے۔ پس یہ بھی قرأت خاتم پر دلیل ہے یعنی اللہ الَّذِي خَتَمَ الْأَنْبِيَاءَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمْ حَسَنٌ اور عامہم کی قرأت خَاتَمُ الْبَلْبَيْنِ یعنی
اللہ آخر النبیین ہے۔ خَاتَمُ الْبَلْبَيْنِ میں بھی ایک قرأت خَاتَمُ الْبَلْبَيْنِ
یعنی آخر الانبیاء ہے۔ (ابن جریر ۳۴ ج ۱)

۲۔ روح المعانی میں یہ قرأتین بیان فرماتے ہیں کہ بعد مزید فرمایا: وَكَوْنَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَاتَمُ الْبَلْبَيْنِ مِمَّا نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَصَدَقَتْ بِهِ السُّنَّةُ وَاجْتَمَعَتْ
عَلَيْهِ الْأُمَّةُ فَيَكْفُرُ مَدْعَى خِلَافِهِ وَيَقْتُلُ مَنْ أَهْرَ ۝ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کا خاتم النبیین ہونا کتاب و سنت سے حرجہ ثابت ہے۔ اور اس پر باع

امت ہے۔ اور اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ اور اگر ہر ار کرے
تو قتل کیا جائے گا۔ (روح المعانی ص ۲۲ ج ۲۲)

۳۔ ابن کثیر میں ہے۔ فَهَذِهِ الْآيَةُ لِقَوْلِهِ فِي اللَّهِ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ وَإِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ
بَعْدَهُ فَلَا رَسُولَ بِالطَّرِيقِ لَدُولِي وَالْآخِرِي

وَبِذَلِكَ وَرَدَتْ الْأَحَادِيثُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنْ حَدِيثِ جَمَاعَةٍ مِنْ صَحَابَتِهِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ ۝

پس یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور
جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو بطریق اولیٰ اور السبب آپ کے
بعد کوئی رسول بھی نہیں ہوگا۔ (کیونکہ جہود کے نزدیک نبی رسول سے عام
ہے۔ جب عام کی نفی ہوگی تو خاص کی بھی نفی ہو جائے گی) اور اسی مضمون
کی احادیث متواترہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت فرمائی ہیں۔ پھر آخر میں فرمایا۔ لَمَنْ رَحِمَهُ اللَّهُ بِالْعِبَادِ رِثَالِ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مِنْ شَرِيعَتِهِمْ خَتَمَ الْأَنْبِيَاءَ وَالْمُرْسَلِينَ بِهِ وَ
الْكَامِلَ الْدِّينَ الْخَلِيفَ لَهُ وَتَدَاخَلَ خَيْرُ اللَّهِ فِي كِتَابِهِ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّنَّةِ ۝ اللہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من
ادعی هذا المقام بعدہ فهو کذاب اذ قال صَدَقَ مَضِيحٌ ۝

پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت خاتمہ
ہے۔ پھر مزید شریعت پر کہ نبیوں اور رسولوں کو حضور کی تشریف آوری سے ختم کر
دیا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دین حنیف کو کامل فرمادیا۔ اللہ تعالیٰ نے
اپنی کتاب میں اور اللہ کے رسول نے سنت متواترہ میں خبر دی ہے کہ حضور
کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ تاکہ لوگ جان لیں کہ جو شخص حضور کے بعد منصب
نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب، فاک، دجال، ضال، مضل ہے۔ پھر علامہ
ابن کثیر نے اسود عتسی اور مسیدہ کذاب لعنہ اللہ علیہما کا ذکر کر کے کہ بعد

لَكَ ۚ وَكَذَلِكَ كُلُّ مَذْهَبٍ ۚ لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ عَنِ الْفِتْنَةِ يَحْتَمُوا بِالْحَسْبِ لَدُنَّكَ
اسودھنی اور مسلمانوں کی طرح قیامت تک جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے
گا۔ وہ کذاب و دجال ہوگا۔ یہاں تک یہ دجال مسیح و جال پر ختم ہوئے۔
(ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹)

جو شخص مزید تفصیل کا خواہاں ہے۔ اس کی سہولت کے لئے اپنی معروف تفاسیر کے
حوالے درج کر دئے جاتے ہیں۔ اگر تعویل کا خوف نہ ہو تو متعلقہ عبارات بھی
نقل کر دی جاتی ہیں۔

تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۰۰ ، البراسود ج ۳ ص ۲۹ ، روح البیان ج ۳ ص ۵۸
(بہنادی ، خازن ، مدارک ، بن عباس ج ۵ ص ۱۳۳)

سادہ ج ۳ ص ۲۶۳ ، تفسیر احمدیہ ج ۳ ص ۳۶ ، مراح لبید و واحدی ج ۳ ص ۵۵
جمل علہ الجلالین و منہری تحت هذه الآية ، جلالین ،
بہ تفسیر اس وقت پیش نظر تھیں۔ (من میں غایتیت کا مطلب بجا نظر نہ
آئی ہی بتایا ہے۔ آخر)

خاتم النبیین کی تفسیر و تشریح

احادیث مرفوعہ کی روشنی میں

یہاں ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر صاحب القرآن، خاتم النبیین
شیخ المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم و جنتہ کے صحابہ نے بیان فرمائی ہو اس کے
خلاف کسی قادیانی یا تافزوی کا قول کیا حیثیت رکھتا ہے۔ اب
نیر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ عالیہ ملاحظہ ہوں۔

۱۔ مسلم شریف ، مسند مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ، حضور علیہ السلام

نے فرمایا۔

فَضَّلْتُ عَلَى الْإِنْبِيَاءِ بَسْتِ ، أَعْطَيْتُ جِوَامِ الْكَلِمِ ، وَنَصَرْتُ
بِالرَّغْبِ ، وَاحْتَلْتُ فِي الْغَنَائِمِ ، وَجَعَلْتُ فِي الْأَرْضِ مُسْجِدًا
وَطَهْرًا ، وَارْسَلْتُ إِلَى الْحَقِّ كَافَّةً ، وَخَفَمْتُ فِي اللَّبِيتُونَ ،
مجھے نبیوں پر جو فضیلتیں دی گئیں۔ مجھے کلمات بامعہ عطا فرمائے گئے ،
رعب سے میری مدد کی گئی ، اور میرے لئے غنیمتیں حلال کی گئیں ، اور میرے
لئے زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنائی گئی ، اور مجھے تمام ضوق کی طرف بھیجا
گیا۔ اور میرے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے۔

روایت "حضور علیہ السلام نے ختم ماضی کے صیغہ سے فرمایا مگر نبی ختم نبوت کی تمام اولیات باطلہ کو ختم فرمادیا"
(مسلم شریف جلد اول ص ۱۹۱ ، مشکوٰۃ کتاب العقائد ص ۵۵)

۲۔ میری اور محمد سے پہلے انبیاء کی مثال ایک محل کی مانند ہے۔ جس کی عمارت بہت
خوبصورت ہو۔ اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ پس دیکھنے
والے اس کا چکر لگائیں اور عمارت کے حسن سے تعجب کریں مگر اس اینٹ کی
جگہ ————— سو میں نے اینٹ کی جگہ بند کر دی۔ میرے ساتھ (نبوت)
کی عمارت کو ختم کر دیا گیا۔ اور میرے ساتھ رسولوں کو ختم کر دیا گیا۔ وَفِي زَيْلِهِ نَبَا
الْبَنِيَّةِ وَأَمَّا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ، اور ایک روایت میں ہے۔ میں ہی وہ (آخری
اینٹ) ہوں اور میں ہی آخر الانبیاء ہوں

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۰ ، مشکوٰۃ ص ۵۵ ، بخاری ص ۲۰۰ ، مسلم جلد ۲ ص ۲۰۰)

۳۔ بخاری و مسلم شریف میں حدیث شفاعت بیان کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لوگوں سے کہیں گے کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف جاؤ۔ حضور نے فرمایا۔ پس لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔

أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ (آپ اللہ کے رسول اور آخر نبی ہیں) مسلم ج ۲

۴۔ مسلم و بخاری شریف۔ حضرت ابو ہریرہ راوی۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

”کانت بنو اسرائیل تسوسهم الا نبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی و انت
لا نبی بعدي“ ہی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام ان کی نگہبری کرتے
تھے۔ جب ایک نبی کا وصال ہو جاتا تھا۔ تو دوسرے نبی ان کے جانشین ہو
جاتے۔ اور تحقیق شاہد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(رداء الجنادی، مسلم والافند، مسلم کتاب الامارہ ص ۱۲۱)

۵۔ دوسری، بھیر شکرہ شریف میں حضرت ہارون رضی اللہ عنہ سے مروی، حضور علیہ السلام
نے فرمایا: ”اَنَا قَائِدُ الْمُسْلِمِينَ وَلَا فَخْرَ وَلَا خَائِفَةَ الْبَيْتِ وَلَا فَخْرَ وَلَا خَائِفَةَ
أَدَسٍ شَفِيعٍ وَلَا فَخْرَ“ میں رسول کا ہر ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں
اور میں فخری نہیں ہوں اور مجھے کوئی فخر نہیں اور میں سب سے پہلے شفاعت
کرنے والوں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت مقبول ہوگی اور مجھے کوئی فخر
نہیں۔ (دوسری: مشکوٰۃ ص ۵۱۵)

۶۔ عرباض بن ساریہ حضور علیہ السلام سے روای فرمایا:

”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ بیشک
میں اللہ کے اس خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی
مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔ (تفسیر کبیرہ ص ۲۹۷، مشکوٰۃ ص ۵۱۵)

۷۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

”اَنَا اَخِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَ اَنْتُمْ اَخِرُ الْاُمَمِ“

(رداء ابن ماجہ عن ابی امامہ عن رسول اللہ ص ۱۲۱)

۸۔ ”قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ يَخْلُقُ لِقَوْلِهِ
مِنْ مَوْصِيٍّ اِلَّا لَا شَيْءَ بَعْدِي“ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیلئے۔ مجھے میرے ساتھ وہ نسبت ہے جو ہارون
علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔ مگر تحقیق شاہد یہ ہے کہ میرے بعد
کوئی نبی نہیں ہے۔ (عن سعد بن ابی وقاص مسلم ج ۲، بخاری ج ۲، مشکوٰۃ ص ۱۲۱)

۱۔ ”وَكَاكَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عَمْرُوهُنَّ الْخَطَابُ“

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اگر (بفرض محال) میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو
عمر بن خطاب ہوتا۔ (رداء الترمذی عن عقبہ بن عامر، مشکوٰۃ باب قبضہ رسول اللہ ص ۵۵۸)

۲۔ ”اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنَّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رِسُوْلَ بَعْدِي وَلَا نَبِيٍّ“

(رداء ابن ماجہ عن انس بن مالک)

بیشک رسالت و نبوت ختم ہوگئی ہے۔ پس میرے بعد کوئی رسول نہیں ہے اور نہ
نبی نہیں۔ (رداء الترمذی، ابن کثیر ج ۲ ص ۴۳۳)

۳۔ ”اَنْتَ بَيِّنَةٌ لِّىْ اَمْتِيْ كَذَلِكَ لَنْ تَكُنْ كَلِمَتُكَ بَيِّنَةً لِّىْ وَ اَنَا خَاتَمُ
الْبَيْتِ لَا شَيْءَ بَعْدِي“

(رداء ابن ماجہ ج ۲، رداء ابن کثیر ج ۲ ص ۴۳۳ عن ابی امامہ عن رسول اللہ ص ۱۲۱)

۴۔ ”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ میں اللہ کے اس
خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

۵۔ ”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ میں اللہ کے اس
خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

۶۔ ”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ میں اللہ کے اس
خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

(مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۲۷)

۷۔ ”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ میں اللہ کے اس
خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

۸۔ ”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ میں اللہ کے اس
خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

۹۔ ”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ میں اللہ کے اس
خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

۱۰۔ ”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ میں اللہ کے اس
خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

۱۱۔ ”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ میں اللہ کے اس
خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

۱۲۔ ”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ میں اللہ کے اس
خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

۱۳۔ ”بِئْسَ عَذَابٌ لِّمَنْ كَانَتْ خَاتَمُ الْبَيْتِ وَ اِنْ آدَمَ لَمُخْبَلٌ فِي بَيْتِهِ“ میں اللہ کے اس
خاتم بے بین لکھا ہوتا۔ اور اسے ایک آدم کا عذاب اللہ ہی مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔

فَلْيُؤْمِنُوا وَرَمْنُ شَاءَ فَلْيُكْفِرُوا الْغُرُوحُ رُوِي رُوِي فِي طَرَحٍ وَاضِحٍ بَعْضُ قِسْمِ كَيْ
شُبَّ وَشُبَّ كِي كَيْ نَاشِئِينَ - (بِقَطْعِ عَنْ مَكِّي خَتَامِ ۱۵)

اَنَا خَاتَمُ الْبَشَرِ لَا نَبِيَّ بَعْدِي كِي شَرْحِ مَوَدِّعِي كِي كَيْ نَاشِئِينَ كَيْ نَاشِئِينَ
جَمْعُ لَاشِئِينَ بَعْدِي جَمْعُ خَاتَمِ الْبَشَرِ كِي تَفْسِيرُ كَيْ - اور لَاشِئِينَ كَيْ كَيْ كَيْ كَيْ
وَاضِلٌ بُوِي كَيْ - جس کا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد یہ جنس پر ختم ہے (مکئی ختام ۱۵)
یعنی حضور علیہ السلام کے بعد ذاتی، عرضی، اصلی، ظنی، بردہ، تشریعی، غیر تشریعی
اس زمین میں یا کسی دوسرے طبقہ میں حضور کے زمانہ ظاہری میں یا حضور کے بعد کوئی نبی
نہیں ہو سکتا - بلکہ کسی نبی کا آنا ممکن ہی نہیں -

پھر ۱۲ پر لکھا "مسند امام محمد اور معجم حبشی کی روایت کے ماتحت اس روایت
میں بھی خاتم النبیین کے بعد جملہ لَاشِئِينَ بَعْدِي بعد تغیر مذکور ہے - اور اسی وجہ سے اس
جملہ کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا گیا - اس لئے بدعت کا قاعدہ ہے - کہ جب جملہ
ثانیہ جملہ اولی کے لئے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے - اس لئے
کہ عطف نسق چاہتا ہے تغایر کو - اور عطف بیان چاہتا ہے کمال اتحاد کو اور کمال وثقہ
اور مغائرت جمع نہیں ہو سکتی - (انتہی بقطع)

بِاسْمِهِ سُبْحَانَكَ

الحاصل اہمیت کریمہ

خاتم النبیین میں نبوی معنی اور امامیث، تفسیر اور اجاب
اہمیت بلکہ خود یونہی علماء کی تصریحات کی رُو سے شرعی معنی متواتر اور قطعی اجماعی ہو چکی ہیں
کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ سب انبیاء اکرام کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب
میں آخری نبی ہیں - وہ یہ آخری نبی ہونا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فضل جلیل
ہے - کیونکہ آخری ہونے سے حضور کی شریعت مظہرہ کو شرف، افضلیت حاصل ہوا حضور
علیہ السلام ناسخ الانبیاء ہونے - حضور کے دین متین کا ناسخ کوئی نہیں آئے گا - حضور
علیہ السلام سب سے بلند و بالاتر رہے - اُن سے بلند و بالا کوئی نہ ہوگا - خاتم النبیین کے کس

میں یا ایمان ضروریات دین سے ہے اور اس کا انکار کفر قطعی ہے - اب تاہم اگر کم
سے سے قابلِ جناب نافرمانی صاحب کی تفسیر سناس کی پوری عہدہ بخور مدح فرائیں -
میتے ہیں -

جدا شدہ وصلہ سے قبل عرض ہو سب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کر لے
جہاں میں تانا - نہم جو سب میں کچھ دقت نہ ہو - سو وہ امر کے نیل میں نورسوں مدہ مسلم (مکئی الخ
۱۵) سے لیا جاوے - یہ احتمال سو وہ اب ہے - کا خاتم ہونا یا بس معنی ہے کہ آپ کا زمانہ
میں اس سے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری ہیں - مگر پہلی فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم
آخر ان میں بالذات کچھ غنیمت نہیں - پھر مقام مدح میں وَ لَکِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ
الْاَنْبِیَآءِ دُرُغَامِ اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے - اِن اگر اس وصفت اور صفات
میں سے نہ لے لے اور کس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیکھے تو بدعت غنیمت باعتبار
آخری نبی صحیح ہو سکتی ہے - مگر میں جانا ہوں کہ کل اسلام میں سے کسی کو یہ بات
نہ ہو گی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نور اللہ یا وہ کوئی کا وہم ہے - آخر اس
صف میں اور قد قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت و غیرہ اوصاف میں
تفاوت اور فضا میں کچھ نہ ہو نہیں - کیا ذی ہے - حواس کو ذکر کیا و روں کو ذکر نہ کیا -

دوسرے میں لفظ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کدورت کے
بات ذکر کیا کرتے ہیں - ورنہ ایسے دیکھ لوگوں کے اس قسم کے اہول بیان کیا کرتے
ہیں - افسانہ جو تو دل کو دیکھ لیجئے - باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس
نے سبب مدحین بنو کیا ہے - جو کل جوئے دعو سے نیکے خدائی کو گمراہ کریں
گئے - اللہ تعالیٰ مدد فرما رہا ہے - پر جملہ ماسکان شہد با اتحاد میں رجاء ہم
در جملہ وَ لَکِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ میں کیا سب سے - جو یک کو
دوسرے پر عطف کیا - اور ایک کو دوسرے کے منہ و دوسرے کو اس کا قورہ
و نظام ہے کہ اس قسم کی بے ربطی جیسے رہا طبعی خدا کے کلام مجہز ختام میں مقصود نہیں
ہے - باب مذکور منظور ہی تھا - تو اس سے اندیشوں موقع تھے - بلکہ بے حاشیت

اور بات پر ہے۔ جس سے تاثر زمانی اور سبزیاب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے۔ اور
فقیہ نبوی دوبا لاہو جاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض
کاقصد موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ انتہی بلطف

(تحدیثی کتب مطبوعہ کتب خانہ مطبعہ قاسمی دہلی)

اس عبادت مکرورہ کو بغور پڑھیے اور دیکھئے کہ اس میں کتنے کفریات ہیں۔

۱۔ خاتم البین کے معنی سب سے آخری نبی ہونے کو (جو تقاسیر، حدیث
اور اجماع امت سے قلعہ اور منواتر ثابت ہو چکے ہیں) عموم جاہلوں، کافروں
مٹاؤ ۔

۲۔ تمام اُقت کو حرم اور نافع ٹھہرانا۔

۳۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ حرم اور نافہم کہنا۔ کیونکہ فاطمہ بنتی
کامنی کہ بنتی بعدی حضور نے خود بیان فرمایا ہے۔

۴۔ معنی تفسیر و حدیث اور اجماع کے مخالفین کو، اہل فہم بتانا۔

۵۔ معنی متواتر و قطعی میں کہہ دینا کہ فیصلت نہ ملتا۔

۶۔ اسلئے معنی متواتر کو مقام مدح میں ذکر کرنے کے قابل نہ جانتا۔

۴۔ یہ کہنا کہ اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے۔ تو اہل غایتیت باعتبار آخر زمانی میسر ہو سکتی ہے۔

۸۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانا جائے اور اس وصف کو مدح قرار دیا جائے۔ تو معاذ اللہ خدا کی طرف "یادہ گوی" کا وہم ہونا۔

4۔ اور حضور کی جانب نقصان قدر اور کم مرتبہ ہونے کا احتمال پیدا کرنا۔ یا وہ کو بیہودہ بکواسس کو کہتے ہیں۔ اس میں خدا کی توہین بھی ظاہر ہے (الہانڈلر)

۱۰۔ یہ کہنا کہ تاخیر زانی، قدر و قامت و شکل و رنگ وغیرہ ان اوصاف سے ہے جن کو نفرت اور فضائل میں کمی و دخل نہیں۔

۱۔ ختم زمانی کو کمالات سے شمار نہ کرنا اور یہ کہنا کہ اہل کمالات کے کمالات ذکر کیا کرتے تھے

وہ ایسے لوگوں کے اسبق تھے، آخری نبی ہونے کے حوالے بیان کے کرتے ہیں
اور انابتوی کے نزدیک تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر زمان بناتی
ہے۔ حضور کو ایسے ویسے لوگوں میں شمار کرتی ہے۔ (انگلہد میں: پاکستان)

۱۔ لیا۔ مضمون کو ماتم لتین یعنی خری نہی مانا جائے تو کام سند میں ہے۔ یہی اور بے رہا ہی رہم آتے سے۔ اور جہلہ ماسک محمد آبا احتیاط میں زجاریکم و جہد و لکن رسول اللہ و کھاتم النبیین اس کوئی مناسب نہیں رہتا۔

۱۳۔ یہ ہذا کہ عالمِ ہفتین مسمیٰ خرمیہ پر حضور کی خاتمت کی بنا رہیں ہے
ملکہ باہر خاتمت و بات ہے۔

۱۳۴۔ خاتم لفظین کی ایسی تفسیر دلائے کرنا، جو سادہ سے نیز سوسوں سے کسی نے نہیں کی ہے۔ اور اس منگھڑت معنی کو، بت کرنے کے لئے تمام اہل سنت کے مسخر، مشفق، جماعی، دھبی معنی کی غلطی و تکذیب کرنا۔

۱۰۔ حضور علیہ السلام کے سوا تمام انبیاء و علیہم السلام کی نبوت کو عرضی کہنا چنانچہ موصوف بالذات و موصوف بالعرض کا مفہوم یہ نکرتے ہوئے انوکھی سنہ صیح پر مکیا ہے۔

الفرض یہ بات جہنم ہے۔ کہ مومن بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جائے۔
بے۔ چنانچہ حد کے سے کسی اور خدا کے نہ مومن کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔

یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب غرضی معنی یا عرض میں (ملفعلہ)
اور پھر غرضی کا معنی خود پر بیان کرتا ہے۔ وہ درحقیقہ وجہ ہے کبھی موجود، کبھی

معدوم، کبھی صاحبِ کمالات اور کبھی بے کام رہتے ہیں۔
سو اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاقیت کو تصور فرمائیے۔ یعنی آپ

موسرہ بوصف نیت بالذات ہیں۔ اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نیت بالعرض۔ اور وہ کی نیت آپ کا فیض ہے۔ پر آپ کی نیت کسی اور کا

فیہم نہیں۔ آپ پر سداً بقوتِ ربانیں ہی محکم ہو جاتا ہے۔

(تشریح حدیث تخریج اناس)

وضاحت۔ لامعنی صفت، بدعت کا پیغمبری، حاکمیت کا خاتمہ، دنیا، موصوف
باقیات وہ بات ہے جس کو کوئی صفت اپنی ذات سے بغیر کسی سے اسے
ماحول کوئی مو موصوف، موصوف وہ سنی ہے جس کو کوئی صفت اپنی ذات سے
بلکہ کسی دوسرے کے واسطے سے حاصل ہوئی ہو، حکم ہو جائے ختم ہو جاوے۔
اب اسے، ناخوئی صاحب کے نزدیک، اس حدیث کا صاف مخرج صاحب۔
جو کہ اگرچہ یہ میں جو حضور علیہ السلام کو ماننے والیوں کو مانا گیا ہے، اس سے
پرستی ہے۔ کہ حضور علیہ السلام وہ کسی دوسرے کے واسطے کہ خود خود کی ذات
نبوت حاصل ہوں ہے۔ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی تو بہ معنی یعنی ہرگز
بھی موصوف نہ تھے، انہی کو نبی صاحب کہاں، وہ بھی سے کہا، یہ خدا تھا۔

ماذلوں صاحب نے ہے اس میں غرض معنی کا اس قدر ذاتی رہا ہے۔
خاتم النبیین کا وہ معنی جو اگلے جیسے تمام مسلمانوں کا جماعی و قطعی عقیدہ ہے۔ اس
کا نام غمزدہ ذاتی رہا ہے۔ چنانچہ حسین احمد ڈاروی نے ہی انوری کی اس تفسیر پر دست
مستقی ہو کر یہی کچھ لکھا ہے۔ لیکن اسباب ثنائب ص ۱۱۱

ختم نبوت کے دو معنی ہیں۔ اول ختم ذاتی جس کے معنی میں کہ ماننا ہے کہ
سب نبیوں سے بغیر میں ہو، اس نے ماننے کے بعد کوئی دوسری نہ ہو۔ اس کو
ختم ذاتی کہتے ہیں۔ پس جو شخص سب کے بعد ہو۔ زمانہ میں اس کو ختم سلسلہ
کہہ سکیں گے۔ چاہئے وہ اپنے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو۔
یا بعض سے اعلیٰ اور بعض سے اسفل ہو۔

دوم۔ ختم رتبی اور ذاتی۔ اور وہ اس سے عہدت ہے کہ مراد نبوت کا
سلسلہ ختم ہونا ہو۔ اس سلسلہ میں کوئی اس سے بڑھ کر نہ ہو۔ مثلاً ہر تہے، اس
سلسلے کے سون۔ سب اس کے نیچے، اور اس کے حکوم ہوں۔ اسباب ثنائب ص ۱۱۱
ماذلوں صاحب کی اس ترجمانی کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر خاتم النبیین سے غمزدہ ذاتی مراد
لی جائے۔ تو اس سے حضور علیہ السلام کا سب نبیوں سے افضل ہونا لازم نہیں آتا ہے

وہ تخریج اناس پاس ہے پہلے والوں سے افضل ہو یا سب سے کم درجہ کا ہو یا بعض سے اعلیٰ
و بعض سے اسفل ہو۔

اور خاتم ذاتی کا معنی چونکہ سب کا سردار اور رئیس اعظم ہے۔ اگلے پچھلے اور اس
سے پہلے والے سب اس کے خورشید ہیں ہوں گے۔ وہ ان میں سے کسی کا ختم نہیں
ہوگا۔ لہذا بطور اس کے علو مرتبہ اور اس وقت والہ صفات کے نہ ماننا، قول مذکور ہے
دوسرا آخر۔ بالغرض اس کے ماننے میں کون ہی پیدا ہو جائے یا اس کے بعد اس زمین
کے کسی زمین میں تجویز کر دیا جائے تو اس کی غایت میں چھ فرق نہیں۔ سنے کا کیوں
اس کے ماننے میں یا اس کے بعد جو نبی پیدا ہوگا۔ وہ اس خاتم ذاتی کا قائل ہوگا۔
اس ہوگا۔ اس کی نبوت بالغرض ہوگی۔ اس نے نبوت کا استعداد اس خاتم ذاتی
سے ہی کیا ہوگا۔ (یہ سب مفہوم غایتیت یا انوری صاحب اور ان کے تابع کے نزدیک)
لہذا پر انوری صاحب نے ص ۱۱۱ پر لکھا ہے۔

”چنانچہ منافات لی لنبیین باس عقیدہ کہ نبوت منہجہ تمام مرتب سے یہی
ہے۔ کہ اس مفہوم کا صاف یہ وصف نبوت ہے۔ زمانہ نبوت نہیں۔“
یعنی حضور خاتم نبیین، مرتب نبوت کے خاتم میں۔ زمانہ نبوت کے خاتم نہیں۔ لہذا
ان کے بعد بھی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اسی مفہوم کو ماذلوں صاحب نے اسباب ثنائب
ص ۱۱۱ پر لکھا ہے۔

پھر اسی کو انوری صاحب ص ۱۱۱ پر یوں بیان کرتے ہیں۔

”شاید ان شان محمدی غایتیت مرتب ہے نہ ذاتی۔“

اسی مفہوم کو آگے یوں صراحت بیان کیا ہے۔ ”غرض

تختم اگرچہ اس معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا۔ تو آپ کا خاتم ہونا
نیا گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا۔ بلکہ اگر بغرض آپ کے رہنے میں بھی

سہ سووی محمد اور اس کا دعویٰ نے عائشہ میں کہا۔ ”کہہ بغرض آپ کے ذاتی (بڑا مشیر ص ۱۱۱)“

کہیں اور کوئی نبی ہو۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے۔
تحدیر اناس سے

اس عبارت کا صریح مطلب یہ ہو کہ خاتم النبیین کے مگر یہ معنی لے جائیں کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں سب سے
میں۔ تو قبول، تو تو ہی صاحب اس میں یہ غلطی ہے کہ حضور اس صورت میں صرف نہیں
نبیہ علیہم السلام کے خاتم ہوں گے۔ جو حضور سے پہلے ہو چکے ہیں۔ لیکن اگر خاتم کا
وہ معنی تجویز کیا جائے جو ان تو ہی صاحب نے بیان کیا ہے کہ حضور بغیر کسی واسطے
کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں۔ تو اس میں یہ غلطی اور کمال ہے کہ اگر حضور
کے زمانے میں بھی ہمیں اور نبی ہو۔ تو وہ بھی حضور ویسے ہی خاتم النبیین ہیں گے
کیونکہ حضور کے زمانے میں جو اور نبی ہوں گے وہ بالذات نہیں بالعرض نبی ہوں گے یعنی
اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور سے ہی فیض حاصل کر کے نبی نہیں گے تو اس طرح
خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔

پھر یہی ان تو ہی صاحب تحدیر اناس سے طبع ثانی ۱ طبع اول ۲ میں کہتے ہیں۔
"ہاں اگر خاتمیت بمعنی انقباض ذاتی ہو صرف نبوت لیجئے۔ جیسا اس
پیشوا نے عرض کیا ہے تو پھر مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور کسی افراد، مقصود بالخلق میں سے مسائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی
افضلیت ثابت نہ ہوگی۔ افراد مقتدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو

(بقیہ جلد ۳ ملاحظہ فرمائیں)۔ میں بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کر جائے۔ تو بھی خاتمیت
محمدیہ میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ (کیونکہ خاتم کے لئے مقرر اس کے علاوہ مرتبہ اور اس کی
ذات والاصطلاح کے، نہ زمانہ اقل ضروری ہے نہ واسطہ نہ آخر ۴
(کا صریح ہر معنی عن الحدیث فی الشہاب، خدا من تحدیر اناس)

جائیگی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی مسلم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی کوئی نبی
پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ
آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور
نبی تجویز کیا جائے۔" (تحدیر اناس طبع اول ۲، طبع ثانی ۱)

انقباض ذاتی ہو صرف نبوت کے معنی اپنی ذات سے خود بخود نبی ہونا۔

افراد مقصود بالخلق۔ وہ لوگ جن کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کو مقصود ہے۔

مسائل نبوی۔ کا معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل۔

انبیاء کے افراد خارجی سے مراد وہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو دنیا میں تشریف
لا چکے۔

انبیاء کے افراد مقتدرہ سے مراد وہ نبی جو دنیا میں پیدا تو نہیں ہوئے۔ لیکن ان
کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونا مقدر ہے۔

اب اس عبارت سے پانچ شراکت کا صاف صریح مطلب یہی ہے۔ کہ اگر
خاتم النبیین کے یہ معنی لئے جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باقیا زمانے کے سب
سے پہلے نبی ہیں۔ (جیسا کہ تمام امت کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے) تو اس میں یہ
غلطی ہے۔ کہ حضور کا صرف انہیں انبیاء علیہم السلام میں سے مثل ہونا ثابت ہو گا جو
دنیا میں پیدا ہو چکے۔ لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی مراد لئے جائیں جو خود میں (ان تو ہی)
نے بیان کئے کہ حضور بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی
ہیں۔ تو اس میں یہ غلطی ہے کہ جو نبی پیدا نہیں ہوئے اور حضور کے بعد ان کا پیدا
ہونا مقدر ہے ان سے بھی حضور کا افضل ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور خاتمیت
محمدیہ میں بھی کوئی فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ حضور کے زمانے کے بعد جو نبی پیدا
ہوں گے۔ وہ سب کے سب اپنی ذات سے نہیں بلکہ حضور کے واسطہ اور حضور
ہی کے فیض سے نبی ہوں گے۔

پھر اسی مفہوم کو تحدیر اناس میں آگے بول بیان کیا ہے ۵ اور انبیاء میں جو

کچھ ہے۔ وہ نقل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں۔ (تہذیب الناس ص ۳۹)
پھر آگے لکھا ہے۔

اس صورت میں اگر اصل اور نقل میں تباہی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ

افضائیت بوجہ اصیت پھر بھی ادھر رہے گی۔ (تہذیب الناس ص ۳۹)

ان دونوں عبارتوں کا صریح مطلب بھی یہی ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا حضور کے بعد نبی پیدا ہوں تو حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔ کیونکہ وہ نبی حضور ہی کا نقل اور عکس ہوں گے۔ بلکہ اگر اصل اور نقل میں تباہی بھی ہو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاتم النبیین اور وہ بھی خاتم النبیین ہوں تو بھی کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ بوجہ اصل اور ذاتی نبی ہونے کے افضائیت حضور کے لئے ہی ہوگی۔

چنانچہ آگے اور صاف لکھ دیا۔

اب خلاصہ دلائل بھی سنئے کہ دربار و صفہ نبوت فقط

اسی زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مستفید و مستفیض نہیں جیسے کتاب سے قلم و کواکب، بلکہ اور زمینوں کے خاتم النبیین بھی آپ سے اسی طرح مستفید و مستفیض ہیں۔ یعنی ساتوں زمینوں میں سات خاتم النبیین ہیں۔ مگر چونکہ باقی زمینوں کے خاتم ہمارے حضور علیہ السلام سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ جیسے چاند، ستارے، سورج سے۔ اس لئے حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ (تہذیب الناس ص ۳۹)

مزید لکھا کہ

”جیسے لو قمر، لو آفتاب سے مستفید ہے۔ ایسے ہی بعد لفظ و صفہ میں حضور فرق مراتب انبیاء کو دیکھ کر یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی سے مستفاد ہیں۔ (تہذیب الناس ص ۳۹)

تاثرین کرام! ذرا اس پر غور فرمائیں کہ انبیاء سابق تو وہ ہوئے جو حضور سے ہیں مگر بچے۔ یہ انبیاء ماتحت کون ہیں۔ وہی ناجن کا آنا حضور علیہ السلام کے زمانے میں، وہ

حضور کے بعد پیدا ہونا جائز مانا ہوا ہے۔

ان صریح در و وضع ترین عبارات کو پیش نظر رکھ کر ب آپ ہی صاف سے مدد فرمائیں کہ

”ما بعدت امام المحدث، مجدد دین و ملت مولانا شاہ محمد احمد رضا صاحب بریلوی قدس سرہ ناو قوی صاحب پر کیا زیادتی لی ہے؟ کو نہ قرا کیا ہے؟ کیا ناو قوی صاحب نے عبارت میں مولوی حسین احمد ناو قوی، مرتضیٰ حسن در بھنگی، عبداللہ کاکورہ وی در منقولہ سنی وغیرہ کے لئے تاویل کی کوئی گنجائش باقی چھوڑی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں“

ناو قوی صاحب نے ان عبارات ہمیشہ میں حضور پرنور شافع یرم انشور سید سلیمان بنشین صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے پچھلے نبی ہونے کی صریح تکذیب کی ہے۔ حالانکہ ہر خاتم، بشیہ یعنی آخر الانبیاء ہونا وہ ضروری دینی عقیدہ ہے۔ جس کا نکالنا صریح کفر ہے۔ کہ ”کھامسہ“ اور خود پتی ذاتی رائے سے ختم نبوت کے ایسے معنی گھڑے ہیں۔ سے خیانت تک ہزاروں لاکھوں جدید بیسوس کے لئے ہر روزی، عمری، خسی کی اعتراضی، مصلح کی آڑ میں نبوت کا دروازہ کھول دیا ہے۔

۱۔ ناو قوی صاحب نے افراد مقدّرہ بتائے تو مرزا صاحب نے انبیاء کے افراد مقدّرہ میں خود کو گنو دیا۔

— ناو قوی صاحب نے دیگر انبیاء کی نبوت کو باعرض کہا تو مرزا نادان بھی اپنی نبوت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فیض، خود کو حضور کا غلام اور نقل ہر روزی نبوت کا حامل لکھا۔

— ناو قوی صاحب نے خاتمیت زمانی کو غیر الہی فہم کا خیال ظاہر کیا تو مرزا صاحب نے تصدیق کر دی۔

— ناو قوی صاحب نے لکھا کہ خاتمیت زمانی کو کمالات نبوت میں کوئی دخل نہیں تو مرزا بھی نے تائید کر دی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵

۵۔ نافوتوی صاحب نے کہا کہ زیر بحث آیت (و خاتم النبیین میں جدید و بیان نبوت کے سد باب کا کوئی موقع و محل نہیں ہے۔ مرزا جی نے پہڑک کر کہا "چشم باروشن، ولی ماشاد"

۶۔ نافوتوی صاحب نے خدا اور رسول کی بتائی ہوئی خاتمت زانی کو ٹھکر کر خاتمت مرتبی تراشی تو مرزا صاحب نے اسے بسر و چشم کہہ کر قبول کیا۔

۷۔ نافوتوی صاحب نے طرح مصرعہ کیا کہ حضور کے بعد ہزاروں بتی آسکتے ہیں۔ تو مرزا صاحب نے پیوند لگا دیا کہ کس بھی ان آئے دلوں میں سے ایک ہوں۔

۸۔ نافوتوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد انبیاء کا آنا ٹھکر کیا۔ تو مرزا جی نے ان کی تجویز کو عملی جامہ پہنا دیا۔

۹۔ نافوتوی صاحب نے لکھا کہ عصر کے زمانہ کوئی نبی ہو یا بالفرض بعد زمانہ نبوی ٹھکر کر لیا جائے تو اس سے خاتمت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ مرزا صاحب پکارے کہ

جب بعد زمانہ نبوی اور نبی آئے سے جب خاتمت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا تو لیجئے ہم خود ہی آگئے۔

۱۰۔ نافوتوی صاحب نے بتایا کہ خاتمت کا مطلب بتانے میں بڑوں نے غلطی ہو گئی۔ اسی لئے خاتمت زانی کی رٹ لگاتے رہے۔ دراصل انہوں نے بے التفاتی برتی۔ اصل مفہوم تک ان کا (خدا اور رسول تک کا) ذہن نہیں پہنچ سکا۔ اور میرے جیسے کو دک نادان "نے غور و فکر کر کے اصلی مفہوم بتایا اور ٹھکانے کی بات کہی ہے یعنی خاتمت زانی تو مرزا صاحب مارے خوشی کے چھل کر بولے۔ ۱۲۔ آپ کا فرمان ہمارا دین و ایمان ہوگا آخر شاہچان پوری

چنانچہ مرزا قندم احمد قادری نے بھی نافوتوی صاحب کی طرح حضور کو ستیہ نکل اور غصہ ناپید و ماتے کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنے آپ کو غلطی و غلطی ہی ظاہر ہے۔ چنانچہ آگے چل کر ہم اس کی بعض عبادات پیش کریں گے۔

اس موقع پر یہ ضروری بات بھی مجھے عرض کرنی ہے کہ نافوتوی صاحب نے خاتمہ ان کی جو منگھڑت تفسیر بلکہ تحریف کی ہے وہ تفسیر بارہے ہے۔ اور خود نافوتوی صاحب ہی تسلیم ہے کہ اس سے پہلے کسی نے یہ معنی بیان نہیں کئے۔ وہ خود لکھتے ہیں۔

یہ بات کہ بڑوں کی، ولی کو نہ مانئے تو ان کی تحقیق لغو و باطلہ لازم آئے گی۔ یہ اس لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے۔ جو بڑوں کی بات نہ مانوے اور اپنی نہیں مانا کرتے۔

وگ اگر ایسا سمجھیں تو یہاں ہے "المراء یقینن معنی نفسہا" پناہ و طبرہ نہیں۔ شان اور چہرہ ہے اور خط و نشان اور چیز، اگر جو کہ لتذاتی بڑوں کا فہم کسی سوان تک نہ پونچھو ان کی شان میں یہ فرق آگیا۔ اور کسی عقل نادان نے ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا بتی بات سے وہ عظیم شان ہو گیا۔

گاہ باشد کہ کو دک نادان ز غلط برداشت تفسیرے

(تحدیر شمس ص ۱۲۸)

اس عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ نافوتوی کو یہ تسلیم ہے کہ یہ سو برس پیشہ ایک کسی عالم، کسی مفسر، کسی متکلم، کسی محدث، کسی امام، کسی نابینا، کسی عیالی نے سنی کہ خود سید عام حبیبہ علیہ وسلم نے آیت خاتم النبیین، "وہ معنی سرگز سرگز نہیں بتائے۔ جو عقول کو دک نادان نافوتوی صاحب نے ٹھکرے ان نے غلطی کی وہ بھول گئے۔ مگر اس خدا و نبین سے ان کی شان میں کوئی کمی نہ آئی۔ میر مرتبہ کچھ بڑھ نہیں گیا۔ کم التفات کی وجہ سے بڑوں (محدودین تاہین) کو کم بلکہ حضور علیہ السلام کا فہم اس معنی تک نہیں پہنچا۔ نافوتوی صاحب نے

۱۱۔ اعتراض بھی کیا ہے کہ تفسیر ہمارے کرنے والے کا غرض ہے چنانچہ لکھا ہے۔

۱۲۔ یہ گندارش سے کہ ہر حد تک سنیہ الہی خلاق سلبیہ سکھوت

[illegible]

پھر اس کے لکھتے -

جب کول دیں ہے زقرینہ تو پھر تہجیح اعدا لاحتمات موصیٰ بنی علیہ السلام
کا ڈھکوسلا ہے۔ اور اس کو اھیرا دیا گئے معنی تفسیر باوجود اور تفسیر من عند ذہن
کہہ سکتے نہیں (تجددِ زمانہ ص ۳۵)

اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہو کہ بغیر دلیل کتاب و سنت - لغت عرب
 و دیگر کسی فرمید اس بقہ یا اسلفہ متعاقب لغت عرب در محاورت عرب اور عرب
 قرآن مجید کے خلاف بعض عرب فلسفہ و منطق کی بنا پر یہی ذاتی رائے سے
 بیان کیا ہے وہ محض غفلت و سب کا ڈکیر ملا ہے ۔

نیز یہ امر بھی ناخوشی کا جب کی عبارت سے واضح ہو گیا۔ تفسیر بارہ اسے
تفسیر بالہو، اور تفسیر عند نفس ایک ہی چیز ہے۔ اب دیو بند پول کے مستند
مقدمہ اور شاہ کشمیری کی ہے۔ اور جناب ناخوشی صاحب کے منعلق خود ہی فیصلہ
کہئے کہ وہ کیا ہیں ؟

” وارد دوا ما بذات و ما بالعرض عرفت فلسفہ ہے ز عرفت قرآن مجید و
حوار عرب و نہ نظم قرآن را سمجھ گونہ ایسا و دلالت ہر اے ۔
پس اصافہ استفادہ ثبوت زیادت است بر قرآن بعض اتباع
مہربانی “ (رسالہ قائم اللہ ص ۲۸)

۱۷۔ جو شخص قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کرے۔ پس قیق وہ کافر ہو گیا۔

[illegible]

اور اس کا دوسرا بیڑا تھا یہاں سے ہو کر آئے۔ اور اس کا دوسرا بیڑا تھا یہاں سے ہو کر آئے۔ اور اس کا دوسرا بیڑا تھا یہاں سے ہو کر آئے۔

ما جازع بعض سمرقند ما ما عرجمی ما ما اذات لایخورت
ما ما عرجمی ما ما عرجمی ما ما عرجمی ما ما عرجمی

۱۔ ایک موعود فتنہ منشا خلق کھینچے میں ۔ وہ جیادہ عیسایہ سادہ کی ہوتی
 ہے۔ فتنہ کو لہا ہوا سنا ہے ۔ کہ وہ حضرت سادہ کی ہوتی ہے ۔ سادہ ہے ۔
 عورت ملی سادہ سادہ ۔ باکرہ سادہ سادہ سادہ ، ہے اعلیٰ سادہ سادہ ۱۴۵۰
 ۔ عورتوں کی بیادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ
 در عین موعود فتنہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ
 عورت سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ
 عورت سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ سادہ

مقدمہ اور بحث و تشریح و زندگی سے گریہ صراحتہ مرقیہ قوی کا نام نہیں لیا۔ مگر
 راقم یہیں در مقدمہ الاسلام کی ان عبارتوں کا صریح طعن پر مخدیر الناس کی
 عبارت سے گریہ کا رد کرتا ہے۔ کہتا لا یخفی علی عرف معین

وَالْفَلَسْفَةُ وَالشَّيْرِيْلُ نَازِلٌ عَلَى مَتَدِ صَمِ أَفْعَدِ الْعَرَبِ لَا عَلَى الذَّهْنِ
الْمُخْتَلَبِ ۝ (حقیقۃ دسدم ص ۵۵)

اس عبارت کا مفہوم بھی اوپر والی عبارت سے ملتا جلتا ہے۔ نبوت کی
حضور علیہ السلام بالذات نبی پر ہوتی نہیں، بلکہ حضور کی نبوت اصل سے وراثی
کی عکس اور تلقی ہے۔ یہ خاص نہی نظریہ کی تائید ہے۔ حضور علیہ السلام کے
سے تمام مشہور اور کمالات سے ملنے کا یہ معنی نہیں ہے کہ جس کو حضور علیہ السلام
سے کوئی کمال ملا ہو اس کو خداوند نبی کہا جائے۔ بلکہ نبوت اور کمالات
کا حصول اولیاء اللہ کے لئے ثابت ہے اور یہ سب حضور نبی کی اتباع کی بدولت
ہوئے ہیں۔ لیکن ان کمالات کے حاصل کرنے والوں کو نبی نہیں کہا جاتا ہے۔ وہ
اور ان کے جہنم و اعلیٰ کا یہ استدلال ہے۔ اور حق سے۔ اور حق نبی اور نبیوں
حضور کی کمال طاقت و اتباع سے اس کو یہ مقام حاصل ہو کہ اس کو نبی کہہ سکتے ہیں
اور اس سے حضور کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ تمام کمالات
ہی ہیں۔ ورنہ نبی اور نبیوں کے کمال تلقی در عکس ہو رہے ہیں۔ اگر کسی کو

مرزئی حضرت اور ان کے سموات کے اس کا یہ کہہ دے تو صواب کرم رسول اللہ
علیہم اجمعین کو نہ صرف نبی بلکہ خدا ماننا ضروری ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان حضرات سے
فنائی اور رسول اور فناء فی اللہ کو کہتے ہیں نیز ان بزرگوں کے کمالات عالیہ میں
و شہد کی گمانش ہی نہیں۔ اس کے باوجود وہ حضرت قدسی صفات بھی نبی
ہوئے۔ تو اور کوئی کس کسیت کی حامل کہے۔

ختمی مرتبت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔
اے علی! اَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ
هَارُونَ مِنْ مُوسَى وَلَكِنْ
لَا نَبِيَّ بَعْدِي ۝
اے علی! تیری میرے ساتھ وہ سب
ہے۔ جو حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام کے
تھی۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بایا جائیگا

(تفسیر سید الشہداء ص ۳۱ پر ملاحظہ ہو)

فنائی اور نبیوں کو نبی اور رسول کہہ سکتے ہیں۔ تو کیا جس شخص کو فناء فی اللہ کا مقام
میں ہو تو اسے اللہ کہا جائیگا۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

مولوی محمد قاسم نانوتوی کی تفسیر انسان والی عبارت کے متعلق منفی عن مدینہ
مولوی حسین احمد شادی

تحریر لیاقت

مشہور کانگریسی مولوی، صدر، دیوبند، منفی عن المدینہ، جناب حسین احمد شادی
ڈیوبند نے اپنے مشہور کتاب "در شہادۃ الشاہ" کے نو صفحہ تفسیر لکھے
ہیں۔ جس میں "در مدح نانوتوی" کی دل کوئی تفسیر لکھ کر علیہ بھی دیا۔ اور دوسرا
جسٹس علی حضرت قدس سرہا، اعلیٰ حضرت کا علیہ بھی دیا۔ اور ہی فرمائی
پھر تفسیر انسان کے مختلف اوقات سے کچھ عبارات بھی پیش کر دیں۔ اور ہی فرمائی
ماریت و تائیدیت کی ڈیٹیں بھی ماریں۔ لیکن علی حضرت نے جن عبارات
تفسیر انسان پر مواخذہ فرمایا۔ اور علیہ نے عرب و عجم نے جن پر حکم کفر لکھا
۔ تو ان عبارات کو "نو صفحہ" میں نقل کیا۔ نہ ان کی ایسی تفسیر و تفسیر کی۔ جس
سے وہ کفری معنی سے بچ جائیں۔ نہ ان کی ایسی تاویلات پیش کیں۔ جن سے

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۳

حب حضرت علی المرتضیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی حضرت حضور علیہ السلام کے بعد نبی نہیں ہو سکتا
اور سیدنا امیر مودنی رضی اللہ عنہ جیسے علم کامل الٰہی و انقیاد الٰہی بالوفا والکتاب
کو فرما دیا گیا۔ کہ اگر میرے بعد کوئی نبی نہ آیا جاتا تو عسکر بن الخطّاب
(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نبی ہوتے۔

اس کا مفہوم اعتبار ہے۔ سہمہ کے موافق ہو جاتا۔ جب مصنف شہاب ثناء
 ، انور کی عبارت سے مفہوم نقلی ہو اس کو چاہئے تھا کہ تہذیر الناس کی
 عبارت سے قد نسخ فیہا و جہلہ نقل کرتا۔ اور ان سے کفری لازم کو اٹھاتا۔ اور مل
 ، اور ان کی روشنی میں عبارت کا صحیح اور سبے عبارت جو ثابت کرتا۔ اور اپنے
 ، تاہم کو بھی ، انور کی حجت علی تعلیم ، اور مرورہ الحقیق و التبع و
 ، اور کرتا۔ اور دھرم تو مصنف میں۔ دیر اور مرورہ۔ نہیں تھی۔ اور دھرم
 ، ان عبارت تہذیر الناس میں اس کی حق اور صلاحیت ہی نہیں تھی۔ کہ ان کی
 ، اور نسخ دہل ہو سکے۔ اس سے صمدہ دوہا۔ سنہ میں مصنف تہذیر الناس
 ، عبارت کو مل ہی نہ رہا ہے۔ ان علوم کو کہ یہ سنہ کے سنہ مصنف
 ، اس میں پروری اور خواب سے بچا دیتا۔ اور اپنے اس عمل سے فخر
 ، کہ ، اور امام بہشت ، اس سے تہذیر الناس کے مواخذات کا جواب ہیں۔
 ، اس کے دو مذہبی فرقہ کا یہ رہا۔ حجت تہذیر الناس کی ہر سہ کفری
 ، ان کو ، اور نقل کرتا۔ توہ متفنن سن کی نقل کردہ عبارت کو علی حضرت کی
 ، نقل کردہ عبارت سے ملا کر اصحی نقل کرتا ، مطابقت دیکھتا ہے خود مصنف
 ، اور حضرت قدس سرہ معریز سے ان عبارت ، اعلیہ و بلغفہ بال
 ، مطابق مل اور موافق نقل شہاب ثناء نقل فرما رہا ہے ، اور ان میں
 ، پر مصنف شہاب کا اس کو صریح کذب و ذمہ لکھنے کی حقیقت واضح ہو
 ، جاتی۔ اس صورت میں وہ ایک کلمہ نارین بھی علی حضرت کے خلاف ہیں کہ
 ، سکتے تھے۔ اور انہیں وہ مذہب بھر بھر گلاب میں دے سکتا تھا۔ اور مل
 ، ہے۔ کہ مصنف نے تہذیر الناس کی کفر بہ عبارت کو اس لئے شہاب ثناء میں
 ، نقل نہ کیا ہو۔ کہ جب ان عبارت کا بلغفہ نقل کر دیا۔ تو وہ عبارت اردو زبان میں
 ، ہی تو نہیں۔ اور اردو و نحو میں یہ ملنے ہی نکلی گئی تھی۔ اور ہر اردو صاحب
 ، ان عبارت کو دیکھے گا۔ تو ان کے معنی کفری پر۔ مل ہو جائے گا۔ اور علی حضرت

کے فتویٰ تہذیر کی تصدیق کے لئے اس کا اعلان اس کو مجبور کرے گا۔ اور انور کی کفر
 ، تھا۔ ہو جائے گا۔ ہم نے اس مقالہ میں ہر سہ کفری عبارت انور کی کو بلغفہ نقل
 ، کر کے ان کی توثیق کر دی ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ علی حضرت کا فتویٰ بالکل برحق
 ، ہے۔ اور حسین احمد اور دیگر علمائے دیوبند کا یہ کہنا کہ عبارت میں قطع و برید کر
 ، کے یاساق و سباق کو حذف کر کے علی حضرت نے کفر ثابت کیا ہے۔ سرسراخرا۔ و
 ، بتان ہے کہنا متروک الفاعل

مولوی حسین احمد انڈوی ، علی حضرت کو مفسری اور کذب کہنے والا جب عبارت
 ، تہذیر تہذیر الناس کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ تو اپنی عاجزی اور مجبوری پر پردہ ڈالنے
 ، کے لئے دو سرائیکی اختیارات کر کے کہنا ہے۔ حضرت مولانا صاف طور پر تقریر فرما رہے
 ، ہیں۔ کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری مہینہ میں بولے گا منکر ہو دیر
 ، کہے کہ آپ کا زمانہ سب نبیوں کے زمانہ کے بعد نہیں۔ بلکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ سکتا
 ، ہے۔ تو وہ کافر ہے

استنباط ثاقب ملا

اقول ، کیا منقش من المذہب کا یہ صریح کذب و حجتا ہاگت جھوٹ نہیں

کہ مذکورہ بالا تہذیر الناس کی عبارت ہے۔ مصنف شہاب ثناء کو مر کر مل میں
 ، مل گئے ان کا کوئی چیدہ بتائے کہ غلام مصنف پر یہ عبارت بلغفہ تہذیر الناس
 ، میں موجود ہے۔ اگر اس سے ہم قطع نظر بھی کر لیں اور یہ تقسیم بھی کر لیں کہ
 ، عبارت تہذیر الناس میں میں بلغفہ تہذیر الناس معنی موجود ہے تو بھی یہ ہمارے
 ، خلاف نہیں کہ اس میں خود اپنے اوپر کفر کا متوسل دے کر اپنی ہر سہ
 ، کفری عبارت ص ۳۰ ، ص ۳۱ ، ص ۳۲ کو کفریہ قرار دے دیا۔ اور خود ،
 ، اپنے مذہب پر حق ثابت کیا۔ دیوبندی حضرت بتائیں کہ کسی کافر کا بعض اقرب
 ، کفر اس کو مسلمان ثابت کر سکتا ہے ؟ اگر اس عبارت کو انور کی
 ، کی عبارت تقسیم کر لیا جائے تو اس میں بقول حسین احمد صاحب ، انور کی
 ، صاحب نے خاتمہ ، یعنی ستر بیس کا اقرار کرنے اور آپ کا زمانہ سب

انبیاء کے زمانے کے بعد نہ مانتے اور آپ کے بعد در کسی نبی کے آسکنے کو کفر قرار دیا اور تہذیر الناس کے صفحہ ۳ پر خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لینے کو خیال عوام قرار دے کر انکار کیا۔ اور سہی طرح آپ کے زمانہ کو انبیاء کے زمانہ کے بعد ماننے کو خیال عوام ٹھہرا کر اس کا انکار کیا ہے۔ اور سہی طرح ص ۱۰ ص ۲۸ کی عبارتوں میں آپ کے بعد در کوئی نبی آسکنے کی تصریح کر کے خود اپنے اوپر کفر کا حکم دیا۔ تو یہ عبارت اپنے کافر ہونے کی اقبالی ڈگری ہوئی۔ بند معتقت شہاب ثاقب نے اس عبارت کو پیش کر کے بچا۔ سے نانوتوی کی حمایت نہیں کی۔ بلکہ اس کے کفر کو مزید مستحکم کر دیا ہے۔ گویا

”ہوئے تم دوست جسکے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو“

اگر کوئی کافر و مرتد اپنے کفریات سے توبہ نہ کرے۔ بلکہ عوام کو دھوکا دینے کے لئے یہ بھی کہتا رہے۔ کہ میں ان کفریات کو کفر سمجھتا ہوں۔ تو کیا اس سے اس کا بڑی ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ گر نانوتوی صاحب اور اس کے مؤیدین فی الواقع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خرافانیہ و التبیہ کرتے ہیں۔ تو انہیں تہذیر الناس کی ص ۱۰ ص ۱۲ ص ۲۸ کی عبارت کفریہ سے کھلے طور پر توبہ کرنی چاہئے تھی۔ اس کے برعکس صریح کفریات کو تو ایمان ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اپنا دینی بھرم رکھنے کی غرض سے لوگوں کے سامنے یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم حضور کو خرافیہ نبی مانتے ہیں اور منکر کو کافر جانتے ہیں جیسے کوئی بُت پرست شب و روز بُت پرستی میں گرفتار رہے۔ اور یہ عدان بھی کرتا رہے کہ میں بُت پرستی کو کفر سمجھتا ہوں۔ مجھ پر خود بخود بخود بُت پرستی کی تہمت لگانی حاق ہے۔

تہذیر الناس اور دیوبندی مناظر

مولوی محمد منظور سنبھلی

—

مولوی محمد منظور صاحب سنبھلی ”فیصد کن مناظرہ“ میں لکھتے ہیں۔ کہ اس فتویٰ کے فلفل اور محض تبیس و فریب ہونے کے چند وجوہ ہیں۔

پہلی وجہ

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس جگہ تہذیر الناس کی عبارت نقل کرنے میں نہایت افسوسناک تخریف سے کام لیا ہے۔ جس کے بعد کسی طرح اسکو تہذیر الناس کی عبارت نہیں کہا جاسکتا۔ اصل حقیقت یہ ہے۔ کہ یہ عبارت تہذیر الناس کے تین مختلف صفحات کے متفرق فقروں سے جوڑ کر بنائی گئی۔ خالصتاً موصوف نے فقروں کی ترتیب بھی بدل دی ہے۔ اس طرح کہ پہلے ص ۱۰ کا فقرہ لکھا ہے۔ اس کے بعد ص ۲۸ کا پھر ص ۱۰ کا خالصتاً صاحب کے اس ترتیب بدل دینے کا یہ اثر ہوا۔ کہ تہذیر الناس کے تینوں فقروں کو اگر علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی جگہ پر دیکھا جائے۔ تو کسی کو انکار ختم نبوت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہاں انہوں نے جس طرح تہذیر الناس کی عبارت نقل کی ہے۔ اس سے صاف ختم نبوت کا انکار مفہوم ہوتا ہے۔ لہذا

جواب

دیوبندی مناظر کا علیحضرت کی طرف ”تبیس و فریب کی نسبت کرنا اپنی چالبازی پر پردہ ڈالنے کے لئے ہے۔“ علیحضرت نے عینوں عبارتیں نقل کی ہیں۔ کسی عبارت میں اپنی طرف سے ایک لفظ کی بھی کمی بیشی نہیں کی ہے۔ اور ان عبارت پر جو حکم کفر لگایا ہے۔ وہ بھی بالکل درست ہے۔ جس کا اعتراف مذکورہ بالا عبارت میں خود مولوی منظور صاحب کو بھی کرنا پڑا ہے۔ وہاں دیکھ دیوبندی

کا یہ کہن کہ تہذیر الناس کے تینوں فقروں کو علیحدہ علیحدہ اپنی جگہ پر دیکھا جائے۔ تو کسی کو انکار ختم نبوت کا وہم بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ دعویٰ سراسر باطل ہے۔ ہم پہلے تفصیل سے بیان کر چکے ہیں کہ تہذیر نفس کی تینوں عبارتیں اپنی اپنی جگہ مستقل کفر ہیں۔ ان کی تقدیم و تاخیر سے نافوتوی کے کفر میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ عبارات منقولہ جن کو مولوی منظور نامکمل فقرے کہہ کر مغالطہ دینا چاہتے ہیں ان میں سے ہر ایک عبارت کلام تام ہے۔

دوسری وجہ

دوسری دلیل سنہلی نے یہ پیش کی ہے۔ کہ خائن صاحب نے عبارت تہذیر الناس کے عربی ترجمہ میں ایک فسوسناک خیانت یہ کی ہے۔ کہ تہذیر الناس صا کی عبارت اس طرح تھی۔

”مگر اہل فہم پر دشمن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں“

تساہر یہ کہ اس میں صرف فضیلت بالذات کی نفی کی گئی ہے۔ جو بطور مفہوم خائن فضیلت بالعرض کے ثبوت کو مستلزم ہے۔ مگر خائن صاحب نے اس کا عربی ترجمہ اس طرح کر دیا۔ ”مَعَ اَمَّا لَا فَضْلَ فِيْهِ اَعْلًا عِنْدَ اَصْلٍ لِّفْهَمٍ“ جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ شخصیت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونے میں اہل فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں۔ اور اس میں ہر قسم کے فضیلت کی نفی ہو گئی۔ اور ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ لکھلا بیٹھی“

جواب

اس دیوبندی دکن نے اعلیٰ حضرت پر تو یہ الزام لگایا کہ انہوں نے عداوت میں قطع و برید کی ہے۔ و درسیاق و سباق نقل نہیں کیا ہے۔ مگر اس دوسری وجہ میں خود سنہلی صاحب نے بدترین خیانت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اور تہذیر الناس کی صرف ایک سطر نقل کر کے ”بالذات کی“ میں یہ ثابت کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔ کہ بطور مفہوم خائن یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ نافوتوی صاحب فضیلت بالعرض کے

ذیل میں۔ جناب سنہلی صاحب نافوتوی کی پوری عبارت نقل کرتے تو ناظرین کو پتہ چل جاتا کہ اعلیٰ حضرت نے بالکل صحیح لکھا ہے۔ نافوتوی کے نزدیک خاتم یعنی آخری نبی مانا جانے والا خیال ہے۔ اس سے خدا کی جانب یادہ گول کا وہم ہوتا ہے۔ اس وصف کو فضائی میں کچھ دخل نہیں۔ چنانچہ نافوتوی کی اصل عبارت صلی اللہ علیہ وسلم ناظرین العبادت کی خدمت میں بلفظ نقل کرتے ہیں۔

بعد حمد و صلوة کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اذل معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہیں۔ تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو حوام کے خیال میں تو رسول اللہ معلوم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ نبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر دشمن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں
وَلَكِنْ رَّسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ اہل اس وصف کو وصاف مدح میں سے نہ کہیے۔ اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو اہل خائنیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب لغو باللہ یادہ گولی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے۔ جو اس کو ذکر کیا جائے اور اس کو ذکر نہ کیے۔ دوسرے رسول اللہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال۔ کیونکہ اہل کماں کے کمالات کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور ایسے دیسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔

(تہذیر الناس بطور مفہوم ناظم دیوبند)

پہلی ص

عبارت مذکورہ تہذیر الناس کو ملاحظہ فرمائیں تو اس میں مندرجہ ذیل کفریات ہیں۔

۱۔ خاتم النبیین کے جو معنی تفسیر، اعلیٰ بیث، دور، اجماع امت سے ثابت ہو چکے ہیں۔ کہ آپ سب سے آخری ہیں۔ انہیں عوام جاہلوں کا خیال بتانا۔

۲۔ خاتم النبیین یعنی آخری نبی بتانے والوں کو نا فہم ٹھہرانا۔

۳۔ تمام امت بلکہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عوام اور نا فہم کہنا۔ مخالفین معنی تفسیر و حدیث و اجماع کو اپنی فہم بتانا۔

۴۔ خاتم معنی آخر کو اوصاف مدح سے نہ مانتا

۵۔ تاخر زمانی کو ان اوصاف میں داخل کرنا، بن کور، بزم خود، نانوتوی صاحب نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔

کاشکے کہ سنہیل صاحب تہذیر الناس کے رسالہ کی اس عبارت کو پیش نظر رکھتے۔ آخر اس وصف میں (تاخر زمانی میں) اور تعدد قامت و رنگ و حسب و نسب و وسکونت و (شکل) وغیرہ اوصاف میں مبن کو نبوت اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے۔

توان کو یہ بات ماننی پڑتی کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک تاخر زمانی کو (بالذات یا بالعرض) فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں، بل فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں۔ فضائل میں کچھ دخل نہیں اور بالکل فضیلت نہیں۔ میں کیا فرق سمجھے۔

پس منظور حسنہیل کا نانوتوی کی عبارت سے وہ فرضی مفہوم اصل عبارت کے خلاف تراشنا کہاں کی دیانت داری ہے؟ عبارت تہذیر الناس پر باقی مراعات ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ - تَلَا لَعْنَةُهَا -

تیسری وجہ موری منظور سنہیل نے اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کے خلاف

یہ لکھی ہے۔

تیسری وجہ درمیانہ دلیل ہمارے اس خیال کی یہ ہے۔ کہ تہذیر الناس کے وہ فقرے مخالف صاحب نے اس موقع پر نقل کئے ہیں۔ ان کا ماسبق اور لاحق صرف کر دیا ہے۔

سنہیل صاحب کا یہ خیال خام ہے۔ ہم اس سے پہلے نانوتوی کی ان ہر عبارت کا ماسبق، اور لاحق، بلکہ نقل کر کے ثابت کر چکے ہیں۔ کہ ان عبارت کا ماسبق و ماسبق اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی تائید کرتا ہے۔ سابق اور لاحق کا بیان نانوتوی کو کفر سے نہیں بچاتا۔ کَلَّمَ مَرَّةً الْفَاقِطِیْلَا

چوتھی وجہ

چوتھی وجہ میں سنہیل صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ نانوتوی ختم زمانی کا قائل ہے۔ و بزم خود نانوتوی کی دس عبارات پیش کی ہیں۔ جن سے اپنے دعویٰ کی تائید کی ہے۔ سنہیل اور اس کے ہم مشرب دیوبندیوں سے ہم دریافت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ختم نبوت کا صراحتاً انکار کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین اور تیرہ سو سال کے اجماعی معنی کو عوام اور نا فہموں کا خیال بتا دے یہ کہے کہ تاخر زمانی کو فضیلت نبوی میں کوئی دخل نہیں۔ اور اگر خاتم الانبیاء کا معنی آخر زمانیا، زمانے کے، اختیار سے لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کا کلام بے ربط ہو جاتا ہے۔ خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے۔ اصل اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہوتا ہے۔ کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کرتے ہیں۔ اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے حوالہ بیان کرتے ہیں۔

اگر بقول سنہیل پیش کردہ عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ نانوتوی صاحب ختم زمانی کو مانتے ہیں۔ تو نانوتوی صاحب صلی کی عبارات میں تصریح

کر چکے ہیں۔ کہ اگر خاتمِ آخر کے معنی میں لیا جائے تو حضورِ مہذبہ صلوة والسلام کا شمار ایسے ویسے لوگوں میں ہوتا ہے۔ (یہ ایسے ویسے کے لفظ اہل کماں کے تقابض میں استعمال کیا ہے، اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جس کا آپ کا خاتم ہونا بدستور رہتا ہے۔ (تخذیر الناس ص ۱۲) بلکہ اگر بالفرض جہ زمانہ ہوں صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی ہی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ ہوگا۔ تخذیر الناس ص ۱۲) اگر یہ عزایت کا قائل ہے کفر سے تو بے ذکر ہے، دربارِ باریہ علان بھی کرتا رہے۔ کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتمِ نبیین اور خاتمِ انبیاء نہ مانے وہ کافر ہے۔ ملحد ہے، بے دین ہے۔ تو کیا کس سخن سازی سے اس کا کفر ٹھہ جائے گا؟

اس صورت میں تو آپ کسی قادیانی کو بھی کافر نہیں کہہ سکیں گے۔ یہی میں آپ کے سامنے قادیانیوں کی عبارت پیش کرتا ہوں

۱۔ مکاتیبِ نبوت بعد از خاتمِ نبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو ثابت کرنے ہونے قادیانی لکھتے ہیں۔ کہ مولوی قاسم صاحب مولوی محمد ریان س ص ۱۲ پر فراتے ہیں۔

بلکہ اگر بالفرض بعد از نبی (مذکورہ بالا خبیث جبار) پھر قیام نکالتے ہیں۔ پس، حضرت کا خاتمِ نبیین ہونا اور آپ کی تربیت کا کامل ہونا کسی طرح سے بھی قطعی ثبوت کے دروازوں کو بند نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے برعکس پورے طور پر کھول دیتا ہے۔ (تبلیغی فریکٹ ختمِ نبوت مطبوعہ قادیان ص ۱۲)

۲۔ اگر یہی معنی جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ نہیں ہیں اور خاتمِ نبیین کا معنی نبیوں کو ختم کرنے والا ہے۔ تو یہ نہ کوئی فضیلت کی بات ہے اور نہ کوئی کسی قسم کی خصوصیت، حضرت سرور کائنات کی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ختمی نہیں ہونا کوئی خوبی کی بات نہیں۔ برخلاف اس کے جو معنی ہم نے پیش کئے۔ ان سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت تمام نبیوں پر ثابت ہے (بحث خاتمِ نبیین

خداوند فراموش اور تعجب کو چھوڑ کر ریاست، ورافعات سے غور فرمایا جائے۔ کہ

قادیانی کی اس عبارت در مولوی کی عبارتوں میں کیا فرق ہے؟

۳۔ سی خاتمِ نبیین کی بحث میں پھر مثلاً قادیانی نے، ہی تائید میں لکھا ہے۔

۴۔ محض شبہات اس زمانہ کے مولوی محمد قاسم مولوی محمد ثاقب علی دیوبند

ضلع سہ پور۔ یہی کتاب تذخیر الناس کے متعدد مقامات پر مشن ص ۱۰ پر فراتے ہیں۔

بالفرض بعد از نبی ختمی

(جس نے نبوت از ملک عبد الرحمن بی سے صادر گجرت مطبوعہ قادیان)

۵۔ خاتمِ نبوت تاکہ معنی ختم کر لے والا کہ عربی زبان سے سنتِ جہالت کا

ثبوت ہے۔ پھر خاتمِ نبوت کی مثال دے کر تیسری میں لکھا ہے۔ پس اس کے معنی

بھی افضل انبیاء کے ہوتے۔

سنجھی اور اس کے سمجھنا خود کریں۔ کہ ان کے مولوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ خاتم

بمعنی آخر، تا جب تک کا خیال ہے۔ اور خاتم یعنی ختم زائل ہے۔ یعنی آپ سب سے

افضل ہیں۔ کیونکہ بالعرض کا قند بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔

”فَمَا الْفَرْقُ بَيْنَ الدَّيُونِيَّةِ وَالْقَادِيَانِيَّةِ فِي هَذَا التَّخْرِيفِ الْقَوْلَانِ“

۶۔ جو علتِ حمد کا یہی معنی ہے کہ حضرت سرور کائنات محمد و عام احمد مجتبیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم خاتمِ نبیین میں اور قرآن مجید تحری و کمال شریعت سے۔ اور

اب یہ کوئی نبی نہیں آسکتا۔ جو حضرت کی نبوت کا، بلع۔ نو۔

(نبوت کی حقیقت احمدیہ کتب خانہ قادیان ص ۱۲)

۷۔ آجنگاہ سرور کائنات کی ذات کے لئے خاتمِ نبیین کے یہی معنی و مفہوم

شاید ہیں۔ (نبیوں کی مشہور، افضل انبیاء) اور جو معنی و مفہوم سہارے نہایت

مولوی صاحب پیش کرتے ہیں۔ وہ آجنگاہ کے مشاہدین شان نہیں۔

”خاتمِ نبیین“ علمائے بیٹی کے مقابل حکیم علی احمد مدنی کی تقریر

”حمدیہ کتب خانہ قادیان ص ۱۲“

ب ذرا مانو تو ہی صاحب کی تحذیر نہ کس کی طرف بھی رجوع فرمائیں۔ لکھتے ہیں۔ کہ
 ”شاہانِ شہنشاہی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمیت برتے ہوئے نہ زمانی“
 اب غریب باتیں سے گذر رہے ہیں۔ وہ بڑی قہر مند و عداوت کی وجہ سے مانو تو ہی کی عداوت
 کفر کی صریح غلط تائیدیں کر رہے ہیں۔ مگر بی فہم پر روشن ہے کہ
 ”تادیانی اور دیوبندی تحریر میں کوئی فرق نہیں“

تادیانی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مخالف مولوی جو معنی خاتمِ اہل بیت یعنی آخری نبی زمانہ کرتے ہیں
 وہ آنجناب کی شاہانِ شان نہیں۔ درحقیقت بانیِ دیوبند تاسم مانو تو ہی کہہ رہے ہیں کہ
 ”خاتمیت زانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہانِ شان نہیں“

خاتمِ اہل بیت کا معنی ختمِ کمالات۔ کون اگر ختم کے معنی ختمِ کمالات لیا جائے
 یعنی یہ کہا جائے۔ کہ مکمل، در اتم طور پر نبوت کی تمثالی نعمت آپ
 پر ختم ہے۔

بیشک اس معنی میں نبوت آپ پر ختم ہے

(خاتمِ اہل بیت، گنجائہ احمدیہ تادیانی ص ۷۷)

”خاتمِ اہل بیت اور خاتمِ اہل بیت کے معانی۔ اگر کسی آخری کے یہ معنی
 ہیں۔ کہ اس کے بعد کوئی نہیں۔ تو صرف تاخیر زمانی میں کوئی خوبی نہیں۔ اور نہ
 آنحضرت کے مثالی شان ہے۔“

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی اس معنی سے ہیں کہ اب تمام
 انعامات جس میں نبوت بھی داخل ہے۔ حاصل کرنے کا آخری ذریعہ
 آنجناب کی ذات باریکات ہے“ (ملخصاً)

(خاتمِ اہل بیت ص ۷۷ گنجائہ احمدیہ تادیانی)

تادیانی کی یہ تقریر بالکل تحذیر الناس کی صحت کی عبارت کا چرہ ہے

”ہم ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتمِ الانبیاء
 ہیں۔ اور ہماری کتاب قرآن مجید کریم ہدایت کا وسیلہ ہے۔“

درمیں بیان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزند
 کے سردار، در رسولوں کے سردار ہیں۔ در اللہ تعالیٰ سے آپ کے ساتھ بنیوں کو
 ختم کر دیا۔ ترجمہ

(بنیہ کمالات اسلام مصنفہ مرزا غلام احمد تادیانی)

”کیوں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل
 ہیں۔ اور جیسا کہ سنتِ جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو ماننا ہوں۔
 جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلمِ اہل بیت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم ختمِ المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو
 کاذب و رکافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صلی اللہ
 سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی“
 (مرزا غلام احمد تادیانی کا اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۳۲۹ء)

(مندرجہ تبیین رسالت جلد دوم ص ۷۷)

”ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے۔ جو دیگر اہل سنت و جماعت
 کا مذہب ہے۔ اب میں ”معتقد ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف
 صاف اقرار کرتا ہوں۔ اس خاتمِ خلا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں۔
 کہ میں جناب خاتمِ انبیاء، صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص
 ختم نبوت کا منکر ہو۔ اس کو سب دین اور دُعا سے سلام سے خارج سمجھنا
 ہوں۔“

در مرزا غلام احمد کا تحریری بیان جو شمار پیر ۲۲ اکتوبر ۱۳۲۹ء جامع مسجد

دہلی کے جلسے میں دیا گیا۔ مندرجہ تبیین رسالت جلد دوم ص ۷۷

نوٹ۔ نمبر ۱۔ یہ تینوں عبارات تادیانی مذہب سے منقول
 ہیں۔ تادیانی مرزا اور اس کے ذہاب کی اس قسم کی عبارات بیسیوں پیش کی جا
 سکتی ہیں۔ جس میں وہ مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ختم نبوت کے منکر کو کافر

بے دین - ملحد - اور خارج از اسلام ہونا قرار دیتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود ختم نبیین کے معنی میں تخریف کرتے ہیں۔ اور قاسم نانوتوی کی طرح ختم ذاتی - ختم کلمات ختم مراتب اور افضل الانبیاء وغیرہ اس قسم کے خود ساختہ معنی بیان کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا سودا علم جو ختم کا معنی تاخر زمانی بتانا ہے اس میں کوئی فصاحت نہیں۔ کوئی کلام نہیں۔ بلکہ یہ معنی شانِ محمدی ہی نہیں۔

مسلمانو! حقیقت یہ ہے۔ کہ ان دیوبندیوں نے ہی مرزا قادیانی کے لئے میدان صاف کیا ہے۔ انہوں نے تمام ایسی قوت نانوتوی کی حمایت میں صرف کر دی ہے۔ اور صریح الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ اگر باطن حضور علیہ السلام کے بعد بھی کوئی ہی پیدا ہو جائے۔ تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اس لئے کہ خاتمیت کا مفہوم ختم زمانی نہیں بلکہ ختم ذاتی اور ختم رسی ہے۔ اور اس سنگم پر معنی کے متعلق توضیح بیان۔ صاحب مدار اور شباب شادب و فیصلہ کن مناظرہ کے دیوبندی مصنفین نے یہ بار کرانے کی کوشش کی۔ کہ نانوتوی نے یہ معنی کر کے حضور علیہ السلام کی شان کو دوہرا کر دیا ہے۔ اور یہی کچھ مرزا اور اس کے پیلے چائے کہہ رہے ہیں۔ جس کا مرزا یوں کی عبادت مذکورہ سے خوب عاصر ہو گیا ہے۔

ب دیوبندی مرزا یوں کے کیوں مخالف ہیں؟

ب دیوبندی مرزا یوں سے اس لئے مخالف ہیں۔ کہ اگر سب نبوت کیلئے میدان ترانہوں نے صاف کیا تھا۔ اور دعویٰ قادیانی نے کر لیا۔ چنانچہ قادیانی بھی اپنے کتب و رسالوں میں دیوبندیوں کو نانوتوی کی عبادت سے ملزم کرتے کرتے ہیں۔ کہ جب نانوتوی صاحب کے نزدیک ۱ جس کو چنیں و چنان بہت کچھ آتے ہو۔ حضور علیہ السلام کے بعد نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا۔ ۲ مرزا صاحب سے کیا قصور کیا؟

۱۔ تم نے حضور کے بعد ہی کا پیدا ہونا ممکن کہا۔ تو مرزا صاحب نے بالفضل نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ مگر مرزا صاحب بھی اپنے آپ کو مستقل اور حقیقی نبی نہیں مانتے

بد مذہبی۔ عرضی، بروہی، افغانی نبی ہونے کے دعویدار ہیں۔ در مرزا صاحب کے ان دعویٰ کی بنیاد زیادہ تر تحذیر اسٹاس ہی پر ہے۔ تحذیر اسٹاس کی عبارتوں کا جو ب۔ مووی متفکر سنبھلی نے یہ گڑا ہے۔ جو سرسرخ تخریف کے، سنبھلی کے ہے۔ در تاویل اقوال مالدار سنبھلی بہ انقلاک کا مصدق ہے۔ سنبھلی کی اصل عبادت مع رب بلوغ ملاحظہ فرمائیں۔

قولہ ۱۔ اس کے بعد ہم ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب عرض کرتے ہیں۔ جن کو جوڑ کر مولوی احمد رضا صاحب نے کفر کا مفہون بنا لیا ہے۔ ان میں سے پہلا فقرہ ص ۱۱۱ کا ہے۔ اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق، خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں ص ۱۱۲

اس موقع پر پھر ہی عبادت اس طرح تھی۔

۱۔ فرض اختتام اگر باس معنی تجویز کی جائے تو میں عرض کر چکا ہوں آپ کا خاتم ہونا، نبی، گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہو گا۔ بلکہ اگر باطن

۱۔ جب دیوبندی حضرت مرزا صاحب کی حقیقت ختم نبوت کی بناء پر کفر کرتے ہیں تو نانوتوی صاحب کی بھی تکفیر کیوں نہیں کرتے جبکہ عقیدہ مشترک ہے۔

۲۔ اگر نانوتوی صاحب نے کفر نہیں کیا تو مرزا صاحب کو دیوبندی حضرت کا فکریوں کہتے ہیں؟

۳۔ چونکہ ختم نبوت کے نانوتوی صاحب اور مرزا صاحب یک جیسے صاف ہیں اسی لئے علماء اہل سنت و اہل دلان کی تکفیر کرتے ہیں۔ لیکن دیوبندی حضرت مرزا صاحب کی تکفیر کے بارے میں اتفاق کرتے اور نانوتوی صاحب کی تکفیر پر لڑنے مرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ عجیب معاملہ ہے کہ ایک قادیان کا کہنے والا ختم نبوت کا انکار کرے تو دیوبندی حضرات بھی اس کی تکفیر پر متفق، لیکن نانوتوی کا باستند عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرے تو دیوبندی حضرات کے نزدیک وہ کافر ہونے کی بجائے حجت الاسلام قرار پاتا ہے۔ یہ کیا دھرم ہے! آخرت ہمارا ہے

ہرپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب آپ کا خاتم ہو نا بدستور رہتا ہے۔

فیصلہ کن مناظرہ ص ۶۴

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد، لائق صاحب کی طرف سے سنبھلی صاحب نے

جواب دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ

”مولانا کی عبارت خاتمیت ذاتی کے متعلق ہے۔ نہ کہ زمانی کے متعلق“

اس کے بعد ص ۶۵ کی عبارت اس طرح نقل کی ہے۔

”اگر خاتمیت بمعنی اقصاء ذاتی بوصفہ نبوت لیجئے جیسا کہ اس

پہچان نے عرض کیا ہے۔ تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اور کسی کو، فرد مقصودہ بالخلق میں سے مثال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط ایسا کے افراد خارجی ہی پر لگی

فصیلت ثابت نہ ہوگی۔ بلکہ افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فصیلت ثابت

ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا

ہو۔ پھر بھی خاتمیت محقق میں فرق نہیں آئے گا۔

اس عبارت کا بھی سنبھلی صاحب کے نزدیک یہ جواب ہے کہ

”یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے نہ کہ زمان کا“

دیوبندی گورکھ دھندا

مذکورہ سنبھلی دیوبندی فرقہ کا مایہ ناز مناظرہ

اور انشا پر داز ہے۔ جس نے یہ کتاب ان تمام دیوبندی تصانیف سے اخذ کر کے

انہیں میں لکھی ہے۔ جو ان عبارت کفریہ کے جواب میں بزعم خود دیوبندی اکابر

نے لکھی تھیں۔ اور اہل کا نام ”مصر کر قسمل اور فیصلہ کن مناظرہ“ رکھا۔ ان

بہارت نانوتوی صاحب کا جواب دیتے ہوئے ایسا جو کھلا گیا ہے کہ ایک ہی

سہم مسلمان صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں۔ درمود شریف کا یوں اختصار پھر یوں کا شیوہ ہے۔

صفحہ ۴۴ میں، دہر جو کچھ شد و مد سے لکھا ہے۔ نیچے آکر خود ہی اس پر پانی پھر دیا۔
لکھتا ہے۔

تخذیر الناس کے مدعا پر حضرت مولانا نانوتوی ص ۴۴ نے جس خاتمیت کو خود مختار

نہ دیا ہے وہ یہ ہے۔ کہ خاتمیت کو جنس با جاسے اور ختم زمانی اور ختم ذاتی کو اس

لی دو نوعیں قرار دیا جائے۔ اور قرن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں نوعیں ایک

وقت مراد لے لی جائیں

لفظ خاتم البینین کی تفسیر کے متعلق حضرت مولانا محمد تقی صاحب

کے مسلک کا خلاصہ صرف اسی قدر ہے۔ جس کا حاصل صرف ”تہا ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم خاتم ذاتی بھی ہیں۔ اور خاتم زمانی بھی۔ اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ

کیلئے اس لفظ خاتم البینین سے نکلتی ہے۔ اسی مندر پر نیچے جا کر ص ۶۵ کی عبارت

کے جواب میں لکھتا ہے۔

تخذیر الناس کی عبارتوں کا صحیح مطلب

یہاں فقرہ ص ۶۵ کا ہے۔ اور یہاں حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت

ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں۔

مذکورہ گورکھ دھندا نباشد کو مشہور ہی ہے۔ مگر نہایت افسوس کا مقام

ہے۔ کہ دیوبندیوں کے کس ذمہ دار معتبر وکیل نے کیسی

دھندل کا مظاہرہ کیا ہے کہ ایک ہی صفحہ میں اوپر نانوتوی کا ستر و

محقق معنی یہ بیان کرتا ہے۔ کہ خاتمیت جنس ہے اور ختم ذاتی و ختم

ذاتی اسکی دو نوعیں ہیں، اور قرن عزیز کے لفظ خاتم میں یہ دونوں

نوعیں ایک وقت مراد ہیں۔

اور نیچے ص ۶۵ کی عبارت کی تاویل میں یہ کہتا ہے کہ

حضرت مرحوم اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرماتا

ہیں۔ اب دیوبندی ہی اس گورکھ دھندا کو حل کریں۔ کہ ”مذکورہ بالا تحقیق“

اور مذکور ذریعہ تحقیق میں یہ جوڑ ہے۔ اگر مذکورہ بار تحقیق درست ہے تو سبھی صاحب نے نیچے غلط کہا ہے اور اگر نیچے دیا تحقیق ٹھیک ہے تو اوپر بالکل خلاف واقعہ بیان دیا ہے۔

”بے کوئی مرد میدان، جو کس صریح تضاد بیانی میں تحقیق دے سکے“

دیوبندیو! خدا رکھو تو انصاف و دیانت سے کام لو۔ ایسی کاہر پرستی تمہیں سیدھی جہنم میں لے جائے گی۔ قیامت کے روز یہ مولوی جن کی تم نابابر حمایت اور طرفداری کر رہے ہو۔ کسی کام نہیں آئے گی۔ بروز قیامت سید عالم، نور مجسم، شیعہ معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کام آئیں گے۔ جن کی عظمت و احترام کو تم پس پشت ڈال کر، اپنے گستاخ اور بے دہ ملاؤں کی صریح کفری عبارت کو اسلامی ثابت کرنے کی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہو۔ مگر تمہاری کس بیجا حمایت اور طرفداری نے ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچایا۔ بلکہ ان دو راز کار فاسد اور باطل تاویلات نے ان کو مزید کفر کے گردے میں دھکیں دیا۔ آج بھی اس نابابر طرفداری سے باز آ جاؤ۔ اور بعدتی دس توبہ کرو۔ اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بچے محب اور غلام بن جاؤ۔

بغض اللہ تعالیٰ ہم نے حق کو بالکل واضح کر دیا ہے۔ اب تہری مرنی ہے۔ کہ تانوتوی حضرت قرآن اور منکر ختم نبوت کا دامن امتد میں رکھو

یا
خاتم النبیین، شفیع المذنبین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں آ جاؤ۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَمَنْ مَّاءٌ عَلَيَّوْمِنْ وَمَنْ مَّاءٌ عَلَيَّوْمِنْ

یہ چند سطروں تو ہند و نصیحت کے طور استطراد، نوک تلم پر جاری ہو گئی ہیں۔ اب مجھے ناظرین کرام سے عرض یہ کرنا ہے کہ تانوتوی صاحب کی ص ۱۷ کی عبارت کو تسلیم کرنے کے بعد نہ تو خاتمیت نانی باقی رہتی ہے نہ ذاتی۔ سبھی در دوسرے

مہنواؤں کی یہ توجیہ کر میاں پر تانوتوی صاحب نے خاتمیت زانی نہیں بلکہ خاتمیت ذاتی مراد لی ہے۔ اگر خاتمیت نانی مراد ہوتی تو یہ عبارت ضرور کفر ہوتی۔ کیونکہ کوئی ذی ہوش یہ نہیں کہہ سکتا کہ ”اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زانی میں کوئی فرق نہیں آتا“

اقول

جب فرق آتا ہے تو ختم نبوت کا انکار ہوا اور یہ کفر ہے۔ اور مولوی حسین محمد ٹانڈوی لکھتے ہیں۔ کہ حضرت مولانا (تانوتوی صاحب

صاف طور پر تحریر فرما۔ ہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر بعینہ ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب نبیا کے زمانہ کے بعد نہیں۔ بلکہ آپ کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے۔ تو وہ کافر ہے۔

نوٹ

یہ عبارت تمدیر الناس میں ان الفاظ کے ساتھ ازل سے ختم ہرگز کسی جگہ نہیں ہے۔ خود اپنی طرف سے مصنف ”شہاب“ لقب نے مقرر کر تانوتوی کی طرف منسوب کر دی ہے۔

برکیت سنبلی اور ٹانڈوی سہو کی عبارت سے واضح ہوا کہ خاتمیت زانی کا انکار کفر ہے۔ اور تانوتوی کو اس کفر صریح سے بچانے کی صورت یہ بتائی ہے۔ کہ ”یوں کہا جائے کہ تمدیر الناس کی ص ۱۷ کی عبارتوں میں خاتمیت سے مراد خاتمیت ذاتی ہے۔ زانی نہیں۔ کیونکہ مولانا کا معنی مقرر و محقق ذاتی ہی ہے۔ جو وہ پہلے ذکر کر چکے ہیں“ وَهُوَ ذَاكَ

۱۔ ”ختم زانی اور ذاتی کو سس کی دونوں قرار دیا جائے۔ اور قرآن عزیز کے لفظ سے یہ دونوں نو ہیں بیک وقت مراد لی جائیں“

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۷)

سبھی صاحب نے مذکورہ بالا نتیجہ تمدیر الناس ص ۱۷ کی عبارت سے نکالا ہے۔

تانوتوی صاحب نے لکھا ہے۔ کہ

”اگر یہاں خاتم مثل جس جس م رکھ جائے۔ تو بدرجہ اولیٰ

قابل قبول ہے۔" لے

میں کہتا ہوں۔ کہ نافوقی کے اس قول مختار و محقق کو تسلیم کرنے کے بعد یہ کہنا کہ مسلک، ص ۳۵ میں خاتمت سے مراد کہ اس نے صرف خاتم ذاتی مردی ہے۔ سراسر باطل ہے۔

کیونکہ اس کا قول مختار تو بقول تمہارے یہ تھا کہ لفظ خاتم سے دونوں زمین بیک وقت مردی جائیں، "اصاب تم صرف ایک نوع مراد سے رہے ہو۔ سبب نافوقی ان عبارات میں صرف خاتمت ذاتی ہی مراد لیتے ہیں۔ تو ص ۱۱ فیصلہ کن مناظرہ کی وہ تینوں صورتیں بھی محض غلط ہو جاتی ہیں۔ جن میں تم نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ نافوقی صاحب کو خاتمت زمانی اور ذاتی دونوں تسلیم ہیں اور اس کی چند صورتیں ہیں۔

- ۱۔ ایک یہ کہ لفظ خاتم کو خاتمت زمانی و ذاتی کے لئے مشترک معنوی مانا جائے اور
- ۲۔ دوسری صورت یہ کہ ایک معنی کو حقیقی اور دوسرے کو مجازی کہا جائے۔ اور آید کریمہ میں بطور عموم مجاز ایک ایسے عام معنی مراد لئے جائیں۔ جو دونوں قسم کی خاتمت کو حاوی ہو جائیں۔

اب ان دونوں صورتوں کے ساتھ اپنی اس تاویل ناسد کو غلطیے۔ جو ص ۱ اور ص ۱۱ کی عبارتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لئے تم نے بیان کی ہے۔ کہ

"میں صرف خاتمت ذاتی کا ذکر ہے نہ کہ زمانی کا" (فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۱)

ایضاً "رہی ختم نبوت زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔ اور نہ کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا" (فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۱)

لے خاتم کو جنس عام ثابت کرنے کے لئے اس رجس نے مثال بھی رجس ہی بیان کی ہے۔ کل انما یثیر متھ بھا قید

ہر تقدیر۔ اس تاویل نے تمہاری وہ دونوں صورتیں باطل کر دیں۔ جن میں تم نے عموم و اصل کا قول کیا ہے۔ جب خاتمت زمانی باقی نہ رہی تو پھر صرف خاتمت ذاتی پر جنس عام اور مشترک معنوی۔ عموم مجاز کس طرح صادق رہے گا۔ اب رہی تمہاری تیسری صورت جس سے تم نے زعم خویش پر ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ ختم زمانی، ختم ذاتی کو لازم ہے۔ اس لئے جب ختم ذاتی باقی باقی رہے گی۔ تو زمانی بھی ضرور باقی جائے گی۔

نافوقی صاحب لکھتے ہیں۔

"در نہ تسلیم مردم خاتمت زمانی بطلات التزامی ضرور ثابت ہے۔"

سنبھل صاحب فرماتے ہیں۔

صورت یہ ہے کہ قرآن کریم کے لفظ خاتم سے صرف خاتمت ذاتی مراد لی جائے مگر چونکہ اس کے لئے بدلائل عقلیہ و نقلیہ خاتم زمانی لازم ہے۔ لہذا اس صورت میں بھی خاتمت زمانی پر ثابت کریمہ کی دلالت بطور التزام ہوگی (فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۱) صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب یوں رقمطراز ہیں۔

تیسرے طریقہ یہ ہے۔ کہ فقط ایک ہی معنی خاتم سے مراد ہوں اور وہ خاتم مرتبی (ذاتی) ہے۔ اور اس کو خاتمت زمانی لازم ہے۔ (شہاب ثاقب ص ۱۱)

نافوقی صاحب اور ان کے سہی خد ہوں کی ان عبارات مذکورہ لغتہ کا حاصل ہے کہ "خاتمت ذاتی کو خاتمت زمانی لازم ہے"

(اقول چھوٹا لفظ ماجور)

نافوقی صاحب کی عبادت ص ۱۱ میں جب یہ تسلیم کر لیا۔ کہ اگر بعد زمانہ نبوی صلعم علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو جائے۔ تو خاتمت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ تو یہ امر بالکل ظاہر ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی تجویز کرنے سے خاتمت محمدی میں کو ضرور بالضرورة فرق آتا ہے۔ کہ اس صورت میں خاتمت زمانی بالکل واضح ہے جاتی رہتی ہے چنانچہ سنبھل صاحب بھی مانتے ہیں۔ کہ نہ کوئی ذی ہوش کہہ سکتا ہے کہ حضرت

قسم کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا۔

جب خاتمیت زمانی اس عبارت نانوتوی سے باطل ہوگئی۔ تو خاتمیت ذاتی جس کو نانوتوی اور اس کے پیچھے ملزوم مان رہے ہیں وہ بھی باطل ہوگئی۔ کیونکہ بطلان لازم بطلان دلیل ہے۔ کما یجہی علی من لا اذنی تلتی بالمعتزلین، لازم کے باطل ہونے سے ملزوم کا باطل ہونا اگرچہ مستمم کلیتہ ہے۔ تاہم بمصدق دروغ گویا ہونا باطل و سائنید جموع خدا کے جھوٹے پیاروں کو اس کے گھر میں ہی پہنچا دیتے ہیں۔

حکیم ائمہ الدیوبینہ صاحب اشرف ملی صاحب تھانوی اپنی کتاب حفظ الایمان میں تغیر العنوں کے مسئلہ پر لکھتے ہیں۔

”اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہے“

بدلی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

قواب بالی دیوبند نانوتوی صاحب کی ان عبارت خبیثہ نے خاتمیت ذاتی اور زمانی ہر دو کا خاتمہ کر دیا۔ خاتمیت ذاتی کا منہ یا تو سنبل وغیرہ نے خود ہی تسلیم کر لیا۔ اور ذاتی کے انکار سے زمانی کا انکار بھی ان کے مسلمات سے پایا گیا۔ قواب علی حضرت، عظیم برکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ بالکل حق ہو۔ در دیا بند کا علی حضرت پر فترا پر دوزی اور قطع و بکیر کا ناپاک لزوم لگانا سراسر باطل ہو گیا۔ بذکر تحقیق اور حرف آخر ”کا بھانڈا چھڑا ہے میں پھوٹ گیا۔“

وہ دھنکے نیزے کی مار ہے، کہ عدد کے سینے میں غار ہے

کے چاہہ جونی کا در ہے کہ یہ دار۔ در سے پار ہے،

تخذیر ناسکس کی کفریہ عبارت صرا کا جواب مولوی منظور سنبل نے یہ دیا ہے کہ خاتم سے ختم زمانی مزدینے کو مولانا نے عوام کا خیال نہیں بتایا۔ بلکہ ختم زمانی میں صحر کرنے کو عوام کا خیال بتا دیا ہے۔ در عوام کے کس

صاحف کھنڈ سوادب کے معنی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہیئے۔ یہ اختصار مکرر ہے۔

تھری سے مولانا کو خلاف ہے در نہ خاتمیت زمانی مع خاتمیت ذاتی مرد لینا خود، مولانا مرحوم کا مسلک مختار ہے۔ جیسا پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔

(فیصد کن منظر ص ۵۵ فقط)

میں کہتا ہوں کہ یہ صحر کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔ نانوتوی کی عبارت صرا میں کوئی کلمہ صحر کا موجود نہیں۔ اگر کسی دیوبندی میں ہمت ہے تو نانوتوی کی عبارت سے کوئی کلمہ صحر نکال کر دکھائے۔ سنبل صاحب نے عبارت صرا پر نقل کی ہے بعد حمد و صنوة کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اقل معنی خاتم بتین معلوم کرنے چاہئیں۔ تاکہ فہم صواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو مولانا کلمہ ستسم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ پ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا۔ کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں باہدت کچھ ذہنات نہیں۔

سنبل صاحب نے اعلیٰ حضرت پر اعتراض کیا کہ انہوں نے عبارت کا ماسبق در بالحق نقل نہیں کیا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ خود سنبل صاحب بیق و سباق سے حرف نظر کرتے ہوئے ہی طرف سے ایک فرضی مفہوم نکال کر پھرے نانوتوی کے ذمہ مل رہے ہیں۔ اب یہیں دیکھیے ”یہ صحر“ دلی پھر اپنے پاس سے سی لگال ہے۔ چنانچہ شروع میں ہم تذخیر ناسکس کی عبارت کا بیان مع تفصیل کرتے ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خاتم بتین یعنی تاخر الانبیاء، مانا کو مصنف تذخیر ناسکس نہیں بتا ہے علاوہ ازیں اگر مولانا نانوتوی کا مسلک مختار خاتمیت زمانی مع خاتمیت ذاتی ہے تو سس مسلک مختار کے بالکل برعکس ص ۱۳، ص ۲۹ کی عبارتوں میں سنبل صاحب نے خاتمیت سے مرد خاتمیت ذاتی کیوں ہے۔

ہاں جناب سس مسلک مختار کے مطابق اس عبارت کا کیا معنی ہوگا ”گر

بالغرض بعد از آن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہوا۔ تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

یعنی معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی تو بریکر لیا جائے تو حضور کی خاتمیت زمانی اور ذاتی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

ابھاس کے پاؤں یا رکاز لغت دراز میں
لو آپ اپنے نام میں صیاد آگیا

سوال :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی سے حضرت ابوبکرؓ نہیں۔ بلکہ علمائے
راستین میں سے بھی کسی نے (ختم زمانی میں) حضرت کی تصریح نہیں فرمائی۔
اور اگر علمائے سلف میں سے کسی کے کلام میں حضرت کا کوئی لفظ پایا
جھی جائے تو وہ حضرت حقیقی نہیں۔ جو کہ مولانا مرحوم عروم کا خیال بتاتے ہیں۔
بلکہ اس سے مراد حضرت اہل نظر والی تادیلات المکلا جکت ہے۔
(دیوبندی مناظر منقولہ منصف فیصل کن مناظرہ)

جواب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین و تمام
علمائے امت نے خاتم البشیر کا معنی صرف سطر الانبیاء، نہ تا ہی کیا ہے
یہ دوسرا معنی آپ کے ”کو دک نادان“ کی اپنی ایجاد ہے۔ ورنہ دیوبندی
بتائیں کہ نافوقی سے پہلے یہ معنی کس نے رکھے ہیں۔ تمھیر دانش میں نافوقی
صاحب کو تسلیم ہے کہ

بوجہ کم التفاتی بڑوں احقر علیہ السلام، صحابہ، تابعین، تبع تابعین،
اور مفسرین سابقین کا ہم کسی معنوں تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں

کیا فرق ہو گیا۔ اور کسی طعن نادان (نافوقی) نے کوئی شکالے کی بات کہ
تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا؟
گاہ ہاشد کہ کو دک نادان
از غلط ہر طرف زندہ دیر سے

(تمھیر دانش ص ۳۳ مطبع قاسمی)

ہاں نافوقی صاحب نے جو منگھڑت معنی بیان کئے ہیں۔ بالکل اسی کے مطابق
مرزا قادیانی اور اس کے اتباع نے لکھا ہے۔ نافوقی اور قادیانی سے قبل ذاتی،
مرضی، اصلی اور فطری کے الفاظ سے نبوت کی تقسیم کسی نے نہیں کی۔

قوله | علمائے راستین میں سے کسی نے حضرت کی تصریح نہیں کی

اقول | جب حضور علیہ السلام و صحابہ کی تفسیر کو تم نہیں مانتے۔ پھر اس
کے بعد یہ علمائے راستین کو کیا مانو گے۔ لیکن کم از کم یہ تو خیال رکھنا تھا کہ تمہارے
اپنے اکابر نے بھی حضرت کی تصریح کی ہے۔ جن کے راستین فی الواقع ہونے میں کوئی
شک نہیں کیا جاسکتا۔ یعنی اپنے ”شیخ العرب والعجم“ ہی کی تصریح ماننے
کیجئے۔

”حضرت مولانا کا۔۔۔ کا نزاع عام مفسرین کے ساتھ اس بار میں

ہے۔ کہ اس آیت میں کوئے معنی لینے چاہئیں اور کوئے معنی اعلیٰ

اور احسن ہیں“ شہاب ثاقب ص ۸۵

اب بتائیے کہ مولانا کا نزاع عام مفسرین سے کیا ہے۔ کیا اس میں تسلیم نہیں کہ
عام مفسرین تو یہی مانتے ہیں۔ کہ خاتم البشیر کا مفہوم زمانے کے اعتبار سے حضور
علیہ السلام کا آخر الانبیاء ہونا ہے۔ اور اسی کو نافوقی عروم کا خیال بتاتے ہیں۔
الغناء مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی لکھتے ہیں۔

ان اللغة العربية حاکمة بان معنی خاتم البشیر فی الذیۃ حضور

آخِرُ الْبَشَرِ لَا يَمُوتُ - (بدیۃ المہدیین ص ۲۱)
 بیشک لغت عربی اس پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبیین ہے
 اس کے معنی آخر بشیین ہیں نہ کچھ اور -

یہی مفتی صاحب ختم النبوت فی الآثار مطبوعہ دیوبند ص ۲ پر تصریح کرتے ہیں - "آپ
 نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں - اور آپ کے بعد کوئی نبی
 نہیں آسکتا - اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ نبیاء کے ختم
 کرنے والے ہیں - اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کام بالکل اپنے فہری
 معنوں پر محمول ہے - اور جو اس کا مفہوم ظاہر الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی
 بغیر کسی تاویل اور تفصیل کے مراد ہے

"پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شک نہیں - جو اس کا انکار کریں - اور یہ
 قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے -"
 دیوبندی ملائمہ الرشاد کشری لکھتے ہیں -

وَلَا يَمُوتُ لَمْ يَمُوتْ لَمْ يَمُوتْ لَمْ يَمُوتْ لَمْ يَمُوتْ لَمْ يَمُوتْ لَمْ يَمُوتْ
 اَنْزَلْنَا اَنْزَلْنَا اَنْزَلْنَا اَنْزَلْنَا اَنْزَلْنَا اَنْزَلْنَا اَنْزَلْنَا
 مَحَلَّهَا مَحَلَّهَا مَحَلَّهَا مَحَلَّهَا مَحَلَّهَا مَحَلَّهَا مَحَلَّهَا
 فَكَذَلِكَ الْبُتُوَّةُ بَعْدَكَ ط

وَمَا خَلَقْنَا مَعْشَرَ الْبَشَرِ مِنْ غَيْرِ مَعْنَى اَنْهُمْ عَمَّا بِالْعَرَضِ اِلَى مَا بِالْذَاتِ فَلَا يَمُوتُ اَنْ
 يَكُونَ ظَهْرُ هَذَا لَا يَمُوتُ لِأَنَّ هَذَا الْمَعْنَى لَا يَعْرِفُهُ اِلَّا اَهْلُ الْعَقْلِ
 وَالْفَلَسَفَةُ وَالْعَرَبُ نَازِلٌ مَتَفَاهِمُ لُغَةِ الْعَرَبِ لَا عَلَى الذُّهْنِ
 الْمَحْجُوزِ ط (عقیدۃ الاسلام ص ۲۱)

خاتم النبیین کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں -

کہ آیت کا ظاہر ختم زمانی ہے - اور اس کا ترک جائز نہیں - اس لئے
 کہ لغت عربی کے لحاظ سے بیت سے مراد یہ ہے - کہ تمار سے مردوں

میں سے ہر ایک کے لئے موت متعین ہے - اور اسل جگہ ختم نبوت نے
 لی ہے - پس جس طرح موت بالکل متعین ہے - اسی طرح حضور علیہ السلام کے بعد
 ختم نبوت بھی بالکل متعین ہے - اور لیکن ختم کے یہ معنی کہ بالعرض کا فقہ ما
 بالذات پر ختم ہوتا ہے - (جیہ کہ قاسم نانوتوی صاحب نے تہذیر النسب میں
 کیا ہے) پس نہیں جائز ہے - کہ یہ آیت کا ظہر ہووے - اس لئے کہ یہ معنی صرف
 اہل معقول اور فلسفہ کے ہاں ہی معروف ہے - اور قرآن لغت عرب کے مفہوم
 پر اترتا ہے نہ کہ ذہنیات محض پر -

انور شاہ کشمیری اسی کتاب کے ص ۲ پر لکھتے ہیں -

اَنَّ الْاُمَّةَ اَجْمَعَتْ عَلَى اَخْتِمِ النَّبَايَا وَالْخَاتَمِيَّةِ الْحَقِيقِيَّةِ
 فَانْقَرَأَ لِقَطْعِيَّةِ الْبُتُوَّةِ وَلِاجْتِمَاعِ لِقَطْعِيَّةِ الدَّلِيلِ وَمِثْلُ
 هَذَا الْاِجْتِمَاعِ يَكْفُرُ بِخَالِفِهِ

ختم زمانی اور خاتمت حقیقہ پر امت کا اجماع ہے - پس قرآن سے
 اس کے قطعی ثبوت ہونے کی وجہ سے اور اجماع سے اس کے قطعی ثبوت
 ہونے کی وجہ سے اور ایسے اجماع کا مخالفت کافر ہوتا ہے -
 اور یہی دیوبندی فاضل اپنے رسالہ خاتم النبیین میں لکھتے ہیں -

سہ نانوتوی صاحب لکھتے ہیں - عرض خاتم ہونا ایک امر اضافی ہے - بہر صاف
 یہ متفق نہیں ہو سکتا - سو جس قدر اسکے مضاف الیہ ہونگے - اس قدر حجت
 کو افزایش ہوگی مگر تہذیر نس ص ۲۱ اسی لئے حضور کے بعد بھی ہی کے لئے
 کی تہذیر کرتا ہے - اور یہ زعم کرتا ہے - کہ صرف انبیاء گذشتہ کے اعتبار
 سے ہی حضور علیہ السلام خاتم نہیں بلکہ بعد میں آنے والوں کے اعتبار سے بھی
 خاتم ہیں - اور یہ گمان کرتا ہے - کہ اس معنی سے حضور کی شان دوہرا ہو جاتی ہے
 دوسری مراد صاحب کہتے ہیں - فلما الفرق بینہ وبين القادیانی - منہ

” واما بالذات واما بالعرض عرف فلسفہ امت نہ عرف قرآن مجید
وحوار عرب و نہ تفہیم راہ پیگوند ایمان و دلالت بران

(خاتم البینین ص ۳۸)

” اور ما بالذات اور ما بالعرض کا ارادہ عرف فلسفہ ہے۔ نہ عرف قرآن مجید
اور محاورہ عرب اور تفہیم قرآن کی (نازوقی کے اس منگھڑٹ معنی پر)
نہ اس پر دلالت ہے نہ ایسا۔“

یہ ہے۔ دیوبندیوں کے فاضل معق کی تحقیق۔ جس نے نازوقی، سنہیل، دیوبنگی
اور کاکردوی کی تمام تاویلات پر پانی پیر دیا ہے۔

اور لیجئے۔ خاتم کو عام مانتے کے بعد صرف خاتم ذاتی پر اس
کو محمول کرنا اصول فقہ کی رو سے بھی درست نہیں۔ دیوبندیوں کے شیخ الاسلام
شبیر احمد عثمانی کہتے ہیں۔

الْعَامُّ مِنْكُمْ لَا يَحْمِلُ عَلَى الْخَاصِّ ط

عام ہمارے نزدیک خاص پر محمول نہیں ہو سکتا ہے۔

(فتح الملہم ج ۲ ص ۱۹)

دیوبندیوں کی معروف درسگاہ جامعہ اشرفیہ کے شیخ الحدیث مولوی اویس کاندھلوی
کہتے ہیں۔

” لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا تو اس کے
معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوں گے۔“

مسک الختام ص ۵

یہ صرف کلمہ حصر کا ہے یا نہیں؟

ایضاً۔ خاتم البینین کے جو معنی ہم نے بیان کئے یعنی آخر البینین کے تمام آثار
اور قلمائے عربیت اور تمام قلمائے شریعت، عہد نبوت سے لیکر
اب تک سب کے سب یہی معنی بیان کرتے آئے ہیں۔ انشاء اللہ

ثم انشاء اللہ تعالیٰ ایک حرف بھی کتب تفسیر، کتب حدیث میں اس
کے خلاف نہ ملے گا۔“

(مسک الختام ص ۱۵)

ایضاً۔ خلاصہ کلام یہ کہ خاتم البینین کے معنی آخر البینین کے ہی ہیں۔ جس نبی پر
یہ کتاب اُتری۔ اس نے اس آیت کے یہی معنی سمجھے اور سمجھائے۔ اور جن صحابہ
نے اس نبی سے قرآن اور اس کی تفسیر پڑھی۔ انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے۔
” فَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفِرْ “

خاتمیت زمانی کے ہاتھ ملنے بغیر تعالیٰ اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور اس میں
تاویل و تحریف نازوقی قلمی اللہ اس کے اتہار ہیں۔
سنہیل صاحب نے پہلے تو سرے سے ختم زمانی میں حصر سے انکار کیا۔ پھر اخیر
میں یہ پھر لگائی۔

” اور اگر قلمائے سلف میں کسی کے کلام میں حصر کا کوئی لفظ پایا بھی
جائے تو وہ حصر حقیقی نہیں بلکہ حصر اضافی ہے بالاعتدالی تاویلات الملاحضہ“
(طحفاً۔ فیصلہ کن مناظرہ ص ۵۴)

خوب کہی جناب، وہ ملاحظہ نازوقی اور اس کے مماثل ہی ہیں۔ جنہوں
نے معنی خاتمیت زمانی میں فاسد تاویلیں کی ہیں۔ اور تاویلاتی کے لئے
میدان صاف کر دیا ہے۔ ورنہ

عام مفسرین اس طرف گئے ہیں کہ مراد خاتمیت سے فقط خاتمیت زمانی ہے
(شہاب ثاقب ص ۱۱)

سوال :-

صاحب تحذیر النسب نے خاتمیت محمدی کا انکار نہیں کیا
بلکہ اسکی صلا، ص ۱۱ کی دونوں عبارتوں کے شروع میں لفظ
بالغرض موجود ہے۔ اور مراد اس فرض سے فرض محال ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں
وارد ہے۔ (اِنَّ كَانَ بِالرَّحْمٰنِ وَكَدُّ مَا نَا اَدْلُ الْعٰبِدِيْنَ ط اگر بالغرض)۔

رحمان کی اولاد ہوتی تو کہیں پہلے عبادت کرنے والوں سے ہوتا ۔

دیا ہذا اور اسکے مہنواؤں کا جو ہم غولش مایہ ناز استدلال ہے ۔ مگر منظور سنبھلی نے باقی تحریفات کی طرح اس پر اتنا زور نہیں دیا ۔ صرف فیصلہ کن مناظرہ ص ۳۸ پر ص ۳۹ کی یہ عبارت نقل کر کے

” بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو ۔ جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے “

نیچے حاشیہ پر ص ۱۱ ص ۲ کی ہر دو عبارات کے بالفرض پر یہ حاشیہ لکھا ۔ ص ۲۰ یہ بالفرض کا لفظ بھی قابل لحاظ ہے ۔ مگر اس پر مزید تبصرہ نہیں کیا کہ ” اس قابل لحاظ سے وہ کونسا مدعا ثابت کرنا چاہتے ہیں ۔ “

— اذلاً —

جواب

یہ بالفرض ، فرض محال کیلئے نہیں ہے ۔ کیونکہ سنبھلی وغیرہ نے ان عبارات کی یہ تاویل کی ہے ۔ کہ یہاں پر خاتمیت ذاتی مراد ہے تو معنی یہ ہوا کہ بالفرض محال اگر حضور علیہ السلام کے زمانہ میں یا ان کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا

جب خاتمیت سے مراد ذاتی ہے تو پھر یہ فرض محال کیسے ہوا ۔ اگر اس فرض کا وقوع بھی ہو جائے تو نانو توئی کی اس مزعومہ خاتمیت میں تو کوئی فرق نہیں آتا ہے ۔ فرق تو خاتمیت زمانی میں آتا ہے ۔ جو تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے ۔

— ثانیاً —

نانو توئی نے ص ۳۱ کی عبارت کے منہیہ میں لکھا ہے ۔ اور سنبھلی نے بھی ص ۳۹ پر لکھا ہے کہ

” اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو ۔ تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا ۔ “

نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بالفرض دونوں عبارتوں میں ایک جیسا ہے ۔ اب نانو توئی ہی کی تحذیر الناس سے میں ثابت کرتا ہوں ۔ کہ اس کے نزدیک یہ فرض محال نہیں ۔ بلکہ اس کا وقوع بھی مانا جائے تو اس محرف قرآن کے نزدیک حضور کی شان بڑھ جاتی ہے ۔ کیونکہ وہ ہفت خاتم کا قائل ہے ۔ ایک طبقہ کا حضور کو خاتم مانتے سے حضور کی شان کے ۱/۲ حصے کم ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ لکھتا ہے ۔

” در صورت افکار اثر معلوم ، خاتمیت کے سات حصوں میں سے ایک ہی حقیقہ باقی رہ جاتا ہے ۔ “ (تحذیر الناس ص ۲۵)

اور اسی تحذیر الناس کے ص ۳۸ پر لکھا ہے ۔

” بعد لحاظ مضامین مسطورہ فرق مراتب انبیاء کو دیکھ کر یہ سمجھیں ۔ کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی سنی اللہ علیہ وسلم سے مستفاد ہیں ۔ “

انبیاء سابق کے بالمقابل یہ انبیاء ماتحت کون ہوئے ؟

ربا جن کے آئے کو حضور کے پانچوں اور حضور کے بعد ص ۲۰ میں بائز قول دیا ہے ۔ ان کی زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو تحذیر الناس ص ۲۵ کا مطالعہ کیجئے ۔ کہ نانو توئی صاحب انبیاء ماتحت واسے قول کو اہل فطانت و فراست اور اہل فہم کا قول بناتے ہیں ۔ اور انبیاء ماتحت نہ مانتے والوں کو بد فہم مٹھرا دیا ۔ جیسے خاتم النبیین یعنی آخر الانبیاء کو نافعہم کا خیال کہتے ہیں ۔

— ثالثاً —

اگر اس بالفرض کو فرض محال سے بھی تعبیر کیا جائے ۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارا کلام

عہہ بلکہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کر لیں (تحذیر الناس ص ۳۵) اور ان سب کا ایک خاتم ہو تو بھی نانو توئی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا ۔ کیونکہ ان سب کی نبوت عرضی ہوگی ۔

بالفرض پر نہیں بلکہ اس عبادت پر ہے کہ

”خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔“

ہمارے نزدیک اس فرض کے بعد خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ اور اگر دیوبندیوں کی سمجھ میں اب بھی یہ بات نہ آئے۔ تو مندرجہ ذیل مختلف عبارات پر غور کریں۔ اور پھر قیاس کریں۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبی تجویز کرنے سے خاتمیت میں فرق آتا ہے یا نہیں۔

۱۔ اگر بالفرض دو خدا بھی مان لئے جائیں۔ تو توحید خداوندی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ دیوبندیو! ابتداء کیا توحید میں فرق آئیگا یا نہیں؟

۲۔ اگر بالفرض غنیم نبوت کے منکرین کے سرتن سے جدا کر دیئے جائیں تو ان کی زندگی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ کیا فراتے ہیں ملا دیوبند! فرق آئیگا یا نہیں؟

۳۔ اگر کوئی گستاخ رسول نام نہاد حنفی حقیقتہً دہائی دیوبندی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو پھر بھی اس کے نکاح میں کوئی فرق نہیں آئے گا؟

نانو تو ہی صاحب کی بیب حمایت کرنے والے اب بتائیں کہ بالفرض تین طلاقیں دینے کے بعد نکاح میں فرق آئے گا یا نہیں آئیگا؟

تو جناب والا! ہمارا اعتراض بالخصوص اس جہد پر ہے۔ ”فرق نہیں آئیگا“ اور بالکل بعینہ اسی طرح دیوبندیوں کا جہد اسلام، بانی دیوبند قاسم نانوتوی بھی لکھتا ہے۔

”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نیا پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔“ (تہذیب الناس ص ۱۱)

ہماری پیش کردہ مثالوں میں لفظ بالفرض موجود ہے۔ فرض محال ماننے کی صورت میں وہ قابل اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ قابل مواخذہ یہ لفظ ہیں۔

”کچھ فرق نہیں آئے گا۔“

یہ جملہ ازل اسلام کہتے ہیں۔ کہ بالفرض حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت

محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ کیونکہ اس صورت میں حضور زمانے کے اعتبار سے آخری نبی نہیں رہیں گے۔ حالانکہ حضور کی خاتمیت زمانی قرآن کریم، احادیث متواترہ اور قطعی اجماع اُمت سے ثابت ہے۔ ”کَلَّمَاسَرَّ سَابِقًا“

اور قاسم نانوتوی چونکہ اس ختم زمانی کو جہال کا خیال بتاتے ہیں۔ اس میں کوئی فضیلت نہیں مانتے۔ اسے اوصاف مدح میں سے شمار نہیں کرتے۔ آیت خاتم البتین سے ختم زمانی ثابت کی جائے۔ تو قرآن مجید کو بے ربط بتاتے ہیں۔ اور خاتم کا ایک جدا معنی کتاب و سنت و اجماع جس کے خلاف گھڑتے ہیں۔ اس لئے یہ کہتے ہیں۔ کہ

”حضور کے بعد نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آتا۔“

ناظرین کرام! ہم نے بعننہ تعالیٰ دیابہ کی تمام تادیلات فاسدہ کا ردِ بلیغ کر دیا ہے۔ اہل الفضاوت اچھی طرح سمجھ جائیں گے۔ کہ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولانا شاہ محمد احمد رضا قدس سرہ العزیز کا فتویٰ،

بالکل برحق ہے۔ اب بھی اگر کوئی شخص بغض و عناد اور بہت دھرمی کپڑے

سے اعلیٰ حضرت پر طعن و تشنیع کرے تو اسکی مرضی ہے۔ مگر یہ یاد رکھے۔

لَسَوْفَ تَرَىٰ إِذَا انْكَشَفَ الْغُبَارُ

أَفْرَسَ ثَمَّتْ رَجُلَاتٌ أَمْ رَجَعْنَ

قابل مطالعہ کتب

۱۱ - ۵۰	ہمارا اسکول مکمل ۵ حصے مجید	۱۳ - ۵۰	بانی ہندوستان
۱۸ - ۰۰	کشف المحجوب	۳ - ۰۰	سیلا والنہی
۱۸ - ۰۰	ادراق نظم	۲ - ۵۰	التبشیر و التقدیر
۷ - ۰۰	توضیح ایمان	۷۰ ۵۰	تیسرے قسط
۲ - ۲۵	ذکر بالجہر	۴ - ۰۰	الحق المبین
۷ - ۵۰	علاقہ بخشش	۹ - ۰۰	الصوامع السندیہ
۲۰ - ۰۰	انفاس العارفین	۲ - ۰۰	محمد رسول اللہ قرآن میں
۶ - ۰۰	تسکین الخواطر	۲ - ۰۰	منکرین سائنس کے مختلف گروہ
۶ - ۰۰	رکن دین		پسپان نام احمد ضامنیر (زیر طبع)
۱۰ - ۵۰	احکام شریعت	۷۵ - ۰۰	مدارج النبوة مکمل دو جلد
۲۰ - ۰۰	کریم و نام حق	۴۰ ۵۰	سیف الجبار
۶ - ۰۰	عظیم نبوت	۲۰ - ۰۰	بادشاہی حضرت
۰ - ۹۰	رادا نقطہ والوہاء	۳۰ - ۰۰	آریخ تاملان
۳۰ - ۰۰	جماعت اسلامی	۲۰ - ۰۰	انیرہ الوضیہ
۱۸ - ۰۰	تذکرہ علما سہلسنت لاہور	۰۰ ۶۰	الہر العاکمہ
۶ - ۵۰	آزادی کن کن کھی کھی	۰۰ ۷۵	ایڈن الاحبر

مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

مکتبہ فریدیہ و ضمیمہ

کتابچہ احسن روڈ - لاہور